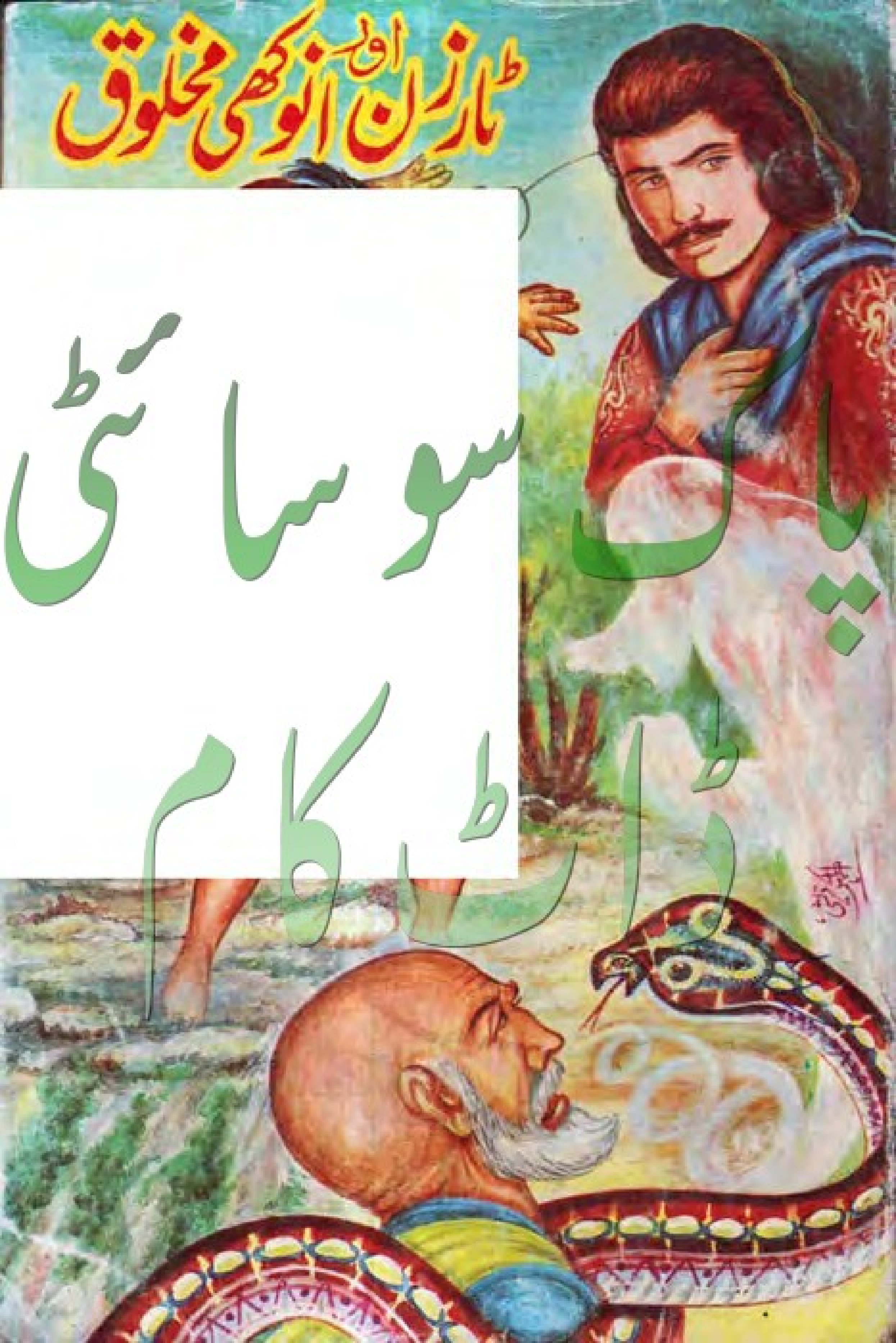
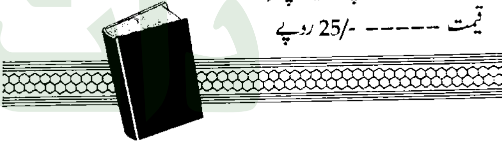

ٹارزن اور انوکھی مخلوق

ناشران ------ اشرف قریشی
-------- یوسف قریشی
تزئین ------ محمد بلال قریشی
طابع ------ پرنٹ یارڈ پرنٹرز لاہور
قیمت ------ -/25 روپے



جنگل کا بادشاہ "ٹارزن" ان دنوں اپنا زیادہ وقت اپنی جھونپڑی میں آرام کرنے یا ان کتابوں کو دیکھنے میں گزار رہا تھا جو اُس کے باپ نے چھوڑی تھیں۔ موٹی موٹی اور مضبوط شاخوں سے بنی ہوئی ٹارزن کی یہ جھونپڑی ساحلِ سمندر سے کچھ ہٹ کر بڑے بڑے درختوں کے درمیان تھی۔ ٹارزن اس وقت آرام سے سو رہا تھا اور اس کا پالتو بندر "منکو" باہر ایک درخت پر بیٹھا اِدھر اُدھر نگاہیں دوڑا رہا تھا جیسے پہرہ دے رہا ہو۔

کہتے ہیں بندر کی نظر بہت تیز ہوتی ہے

اس لئے منکو بہت دُور تک دیکھ سکتا تھا۔ اچانک منکو کی دُم زور زور سے ہلنے لگی اور پھر وہ ایک شاخ سے دوسری پر اور دوسری سے تیسری پر کودنے لگا۔ اس نے دو گھوڑوں کو سرپٹ دوڑتے دیکھا جو آہستہ آہستہ قریب آ رہے تھے۔ ایک گھوڑے پر کوئی جنگلی سوار تھا۔ دوسرے گھوڑے کی پیٹھ خالی تھی منکو کے دانت باہر نکل آئے جیسے کوئی معرکہ سَر کرنے والا ہو۔ وہ فوراً درخت سے نیچے اُترا اور چیں چیں کرتا ہوا ٹارزن کی جھونپڑی کے اندر بھاگا۔ لالچی تو تھا ہی خطرہ محسوس کرنے کے باوجود پہلے ناریل کے اس پیالے کی طرف گیا جس میں شہد رکھا تھا۔ تھوڑا سا شہد چکھنے کے بعد اس نے ٹارزن کو جگایا اور اسے خطرے کی اطلاع دی ٹارزن فوراً اُٹھا اور پہلو سے خنجر نکال کر کوٹھڑی سے باہر آگیا اور آنے والے ہر خطرے سے نمٹنے کے لئے بالکل تیار نظر آتا تھا۔ زمین پر گھاس پھوس ہونے کی وجہ سے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز زیادہ واضح نہیں تھی۔ ٹارزن نے ان کی سمت کا اندازہ لگا لیا اور تھوڑی دیر کے بعد ایک گٹھیلے جسم کا جنگلی دو گھوڑوں کے ساتھ ٹارزن کے سامنے کھڑا تھا۔ اس

کی پھٹی ہوئی آنکھوں کو دیکھ کر خوف سا آتا تھا۔ سانس چڑھی ہوئی تھی اور وہ بہت زیادہ پریشان دکھائی دیتا تھا۔ کالی رنگت کے ساتھ جنگلی نے سَر پر لمبے لمبے سفید پَر باندھے ہوئے تھے جس سے اُس کی شکل اور بھی ڈراؤنی ہوگئی تھی۔ ٹارزن نے خنجر واپس پہلو میں لٹکا دیا کیونکہ وہ "کانگا" قبیلے کا آدمی تھا اور ٹارزن اُسے پہچانتا تھا۔ جنگلی نے ٹارزن سے کہا "ٹارزن! ایک عجیب و غریب اور انوکھی مخلوق نے ہمارا جینا دوبھر کردیا ہے۔ اِس لئے سردار "شوشو کانگا" نے تمہیں فوراً بلایا ہے اِس لئے میں گھوڑا بھی اپنے ہمراہ لایا ہوں۔"

جنگل میں بے شمار قبیلے آباد تھے۔ ان پر جب بھی کوئی مصیبت نازل ہوتی تو وہ مدد کے لئے ٹارزن کو بلاتے تھے۔ کانگا قبیلہ افریقہ کے اِس وسیع و عریض جنگل کے آخری حصّے میں آباد تھا اور اس قبیلے کے سردار شوشو کانگا سے ٹارزن کی پُرانی دوستی تھی ٹارزن نے منکو کو آواز دی جو جھونپڑی کے اندر اب بھی شہد کھانے میں مصروف تھا۔ ٹارزن جنگلی کے ہمراہ لائے ہوئے دوسرے گھوڑے پر سوار ہوگیا۔

جنگلی جس کا نام "شوگا" تھا وہ بہت خوف زدہ تھا۔ ٹارزن نے اس سے پوچھا "یہ انوکھی مخلوق جس کا تم ذکر کر رہے ہو کیا ہے؟" شوگا نے گلوگیر آواز میں کہا "خدا جانے ٹارزن وہ کہاں سے آتی ہے۔ ایک لمحہ کے لئے آتی ہے اور تباہی مچا کر چلی جاتی ہے کل اس نے میرے جھونپڑے کو آگ لگا دی اور میرے جوان بھائی کو اٹھا کر لے گئے ہیں۔ وہ گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے۔

منکو ٹارزن کی گردن سے لپٹا ہوا تھا۔ ٹارزن اور جنگلی شوگا کئی گھنٹے تک لگاتار سفر کرتے رہے۔ راستے میں ٹارزن نے شوگا کو تسلی دیتے ہوئے کہا کہ اطمینان رکھو۔ خدا نے چاہا تو تمہارا بھائی زندہ سلامت تمہیں ضرور ملے گا۔ وہ جب جنگل کے کم گھنے علاقے میں پہنچے تو اچانک دونوں گھوڑے ہنہنا کر ایک دم رک گئے۔ اگر ٹارزن نے پھرتی نہ دکھائی ہوتی تو وہ بھی شوگا کی طرح گھوڑے سے نیچے آ رہتا۔

ٹارزن کا گھوڑا بری طرح بدک رہا تھا اور ٹارزن اسے قابو میں رکھنے کی پوری کوشش کر

رہا تھا۔ شوگا کا گھوڑا تو اسے نیچے پھینک کر نہ جانے کہاں بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ ایسے موقعوں پر منکو کی چستی قابلِ دید ہوتی تھی۔ ٹارزن کی طرح اس نے بھی اندازہ لگا لیا تھا کہ گھوڑے کسی جنگلی درندے کو دیکھ کر گھبرا گئے ہیں۔ اس لئے وہ ٹارزن کے کندھے سے اتر کر ایک درخت پر چڑھ گیا۔ اسی لمحے ٹارزن نے کسی درندے کی غراہٹ سنی لیکن وہ اندازہ نہ لگا سکا کہ یہ آواز کس کی ہے۔ اس نے شوگا کو آواز دی۔ جواب نہ پا کر مڑ کر جو دیکھا تو وہ ایک درخت کے پاس بے ہوش پڑا تھا۔ گرنے سے شاید اس کے سر پر سخت چوٹ آئی تھی۔ ٹارزن فوراً گھوڑے سے نیچے اترا کیونکہ وہ درندہ جس سے ٹارزن کا گھوڑا بدک رہا تھا بے ہوش شوگا پر حملہ آور ہو سکتا تھا۔ اس لئے ٹارزن نے جلدی سے شوگا کو اٹھایا اور ایک درخت کے دو شاخہ پر اس طرح لٹا دیا کہ اگر وہ پہلو بھی بدلے تو نیچے نہ آ گرے۔ لمحہ بھر نہیں گزرا تھا کہ اس نے قریب ہی گوریلے کی غراہٹ سنی۔

وہ چابکدستی سے پلٹا تو سامنے ہی دو درختوں کے درمیان ایک قوی الجثہ اور خوف ناک آنکھوں والا گوریلا کھڑا

اسے گھور رہا تھا۔ اور اس طرح جھوم رہا تھا جیسے مدت بعد اُسے کوئی شکار ہاتھ آیا ہو اور اب وہ اسے کسی طرح بھی نہ چھوڑے گا لیکن ٹارزن کا ایسے درندوں سے سامنا کوئی نیا نہ تھا۔ اور نہ ہی وہ کسی جنگلی درندے سے ڈرتا تھا۔ نجانے کیوں ٹارزن آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگا۔ یہ دیکھ کر گوریلے کی غراہٹ پہلے سے تیز ہوگئی اور وہ اپنے بازو جھلاتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔ ٹارزن بھاگ کر ایک اونچے درخت کے قریب پہنچا اور پھر وہ کسی بندر کی طرح تیزی سے اس درخت پر چڑھنے لگا۔

وہ چند سیکنڈ میں درخت کے اوپر پہنچ گیا۔ ادھر گوریلا بھی تیزی سے اس کے پیچھے لپکا۔ درخت کے قریب پہنچ کر زمین پر ہاتھ مارنے اور مٹی اڑانے لگا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ غصہ سے بے قابو ہو رہا ہے۔ ٹارزن کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگی۔ وہ ایک موٹی ڈال پر دونوں پاؤں رکھ کر تنے سے سہارا لئے گوریلے کو دیکھ رہا تھا۔

گوریلا ایک بار پھر زور سے کسی ہاتھی کی طرح چنگھاڑا اور پھر وہ جلدی جلدی درخت پر چڑھنے لگا۔ اس کے ہاتھوں اور پاؤں کے لمبے لمبے ناخن اسے درخت

پر چڑھنے میں بہت مدد دے رہے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ ٹارزن کے قریب پہنچتا۔ ٹارزن درخت کی ایک شاخ کو پکڑ کر جھولا اور نیچے چھلانگ لگا دی۔ گوریلا درخت کے اوپر بیٹھا اسے حیرانی کے عالم میں دیکھ رہا تھا ورنہ کوئی بھی شخص ایسے خونخوار گوریلے کو دیکھ کر بے ہوش ہو جاتا۔

ٹارزن شاید اس طرح گوریلے کو تھکانا چاہتا تھا۔ ورنہ وہ گوریلے کے اوپر پہنچتے ہی خنجر کے ساتھ بڑی آسانی سے حملہ کرسکتا تھا۔ اور ہوسکتا ہے ٹارزن کا یہ مقصد ہو کہ گوریلا کہیں شوگا پر نہ جھپٹ پڑے۔ ادھر گوریلے کو بھی زندگی میں پہلی بار کسی بے جگر انسان سے واسطہ پڑا تھا۔ ٹارزن بیلوں اور شاخوں کے ذریعے ادھر سے اُدھر جھولتا پھر رہا تھا۔ اور گوریلا بدحواس ہو کر اس کا تعاقب کر رہا تھا اور تھوڑی ہی دیر میں ہانپنے لگا۔

ٹارزن ایک دم درختوں سے نیچے زمین پر آگیا گوریلا جو اپنے بھاری بھرکم جسم کی وجہ سے درختوں پر ٹارزن کا پیچھا آسانی سے نہیں کرسکتا تھا۔ اب حیرت انگیز طور پر تیزی سے بھاگ رہا تھا۔ پھسلن

کے باوجود ٹارزن بھاگ کر ایک ٹیلے پر چڑھ گیا۔ گوریلا جو بہت تیزی سے آرہا تھا۔ ٹارزن پہلو بدل کر ایک دم رُک گیا اور گوریلا اپنے آپ کو نہ سنبھال سکا۔ اور اپنے ہی زور میں ٹیلے کی دوسری جانب گہرائی میں جا گرا۔ ایسا لگتا تھا جیسے کوئی چٹان پہاڑ پر سے پھسل گئی ہو۔ گوریلا سَر کے بَل گرا تھا۔ اس لئے پھر نہ اُٹھ سکا۔ ٹارزن بھاگتا ہوا ٹیلے سے نیچے اترا۔ وہ بہت مسرور نظر آتا تھا جیسے گوریلے کے ساتھ مقابلہ اس کے لئے کھیل تھا۔ گوریلے جیسے خوفناک درندے کا آسانی سے ہلاک ہو جانا ٹارزن کی پُھرتی اور ذہانت کا کمال تھا۔ منکو خوشی سے ناچ رہا تھا جیسے یہ کارنامہ اُسی نے انجام دیا ہو۔ یہ دیکھ کر ٹارزن کو بہت ہنسی آئی۔

ٹارزن نے منکو کو اٹھایا اور اس کی پیٹھ تھپتھپا کر کہا "منکو! تم جانتے ہو جنگل کے بادشاہ ٹارزن سے کوئی درندہ مقابلہ نہیں کر سکتا۔" ٹارزن نے اس دفعہ فتح کا نعرہ نہیں لگایا تھا کیونکہ وہ نعرہ اس وقت لگاتا تھا جب وہ دشمن کو اپنے ہاتھ سے ہلاک کرتا تھا۔ ٹارزن نے منکو کو نیچے چھوڑا اور بے ہوش شوگا کے پاس

آیا۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد "شوگا" کو ہوش آ گیا۔ اس نے پوچھا "ٹارزن کیا بات تھی یہ اچانک گھوڑے کیوں بدک گئے تھے۔" ٹارزن اسے لے کر چٹان پر آیا اور نیچے مرے ہوئے گوریلے کی طرف اشارہ کیا۔ شوگا ساری بات سمجھ گیا۔ ادھر کچھ فاصلے پر دونوں گھوڑے کھڑے چر رہے تھے۔ ٹارزن اور شوگا دونوں گھوڑوں پر سوار منزل کی طرف روانہ ہوئے۔

چند گھنٹوں کی مسلسل مسافت کے بعد وہ ایسے علاقے میں پہنچ گئے جہاں ہر طرف سرسبز پہاڑیاں تھیں اور ان پہاڑیوں کی دوسری طرف شوگا کا قبیلہ "کانگا" آباد تھا۔ اس وقت منکو ٹارزن کے کندھے کی بجائے اس کے پیچھے گھوڑے کی پیٹھ پر کھڑا تھا۔ وہ تیزی سے پہاڑیاں عبور کر رہے تھے۔ لیکن ٹارزن اس سے بے خبر تھا کہ درختوں کی اوٹ سے کچھ جنگلی انہیں مسلسل گھور رہے ہیں جو کسی لمحے بھی حملہ کر سکتے تھے۔ درختوں میں چھپے ہوئے یہ جنگلی "کانگا" قبیلے ہی کے لوگ تھے۔ اور وہ ان پہاڑیوں پر درختوں میں چھپ کر آنے جانے والے پہ نظر رکھتے تھے۔ اگر کوئی خطرے کی

بات ہوتی تو فوراً اس کی اطلاع اپنے سردار کو پہنچاتے۔ انہوں نے جب شوگا کے ساتھ ٹارزن کو دیکھا تو ان میں سے ایک بھاگ کر پہاڑی سے نیچے اتر گیا۔ یہ سب ٹارزن سے اچھی طرح واقف تھے اور پھر جنگل ڈھول کی ڈھم ڈھما ڈھم سے گونج اٹھا۔

یہ ڈھول اکثر کسی خاص مہمان کی آمد پر بجایا جاتا تھا۔ ڈھول کیا تھا۔ ایک کھوکھلے تنے کے اوپر باریک چمڑا منڈھ دیا گیا تھا۔ ڈھول لگاتار پیٹا جا رہا تھا اور اس کی آواز دور دور تک جا رہی تھی۔ وہ بستی کے قریب پہنچے تو تمام بستی والے ٹارزن کے استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے اور خوشی سے نعرے لگا رہے تھے۔ شوگا گھوڑے لے کر اپنے گھاس پھونس کے بنے ہوئے جھونپڑے کی طرف چلا گیا۔ شریر منکو ماتھے پر ہاتھ رکھے ایڑیاں اٹھا اٹھا کر بستی والوں کو دیکھ رہا تھا۔ منکو کی یہ حرکت دیکھ کر ٹارزن نے ہنستے ہوئے منکو کا ایک کان کھینچا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ سامنے اس کا دوست کانگا قبیلے کا سردار "شوشو کانگا" اس کی طرف آ رہا تھا۔ باقی بستی والوں کو اس نے وہیں روک دیا۔ شوشو کانگا نے پیٹھ پر شیر کی کھال ڈال رکھی تھی اور سر پر پروں والی ٹوپی تھی۔ اور ہاتھ میں نیزہ پکڑے ہوئے

تھا۔ وہ ٹارزن سے بڑی گرم جوشی کے ساتھ ملا۔ اور اس کی آمد پر اس کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد وہ ٹارزن کو لے کر اپنے جھونپڑے کی طرف آیا۔ اس کا جھونپڑا بستی کے عین درمیان میں تھا اور دوسرے جھونپڑوں سے بڑا تھا۔ شوشو کانگا نے بڑے غمگین انداز میں ٹارزن کو بتایا کہ" پچھلے کئی دنوں سے بدروحوں نے ہماری بستی کا رخ کر لیا ہے۔ ایک عجیب وغریب مخلوق ہمارے لئے موت کا فرشتہ بن گئی ہے۔" ابھی سردار نے بات ختم ہی کی تھی کہ اچانک تیز آندھی کی آواز اُٹھی اور ساری بستی کے لوگ اپنے جھونپڑوں سے نکل کر پریشانی کے عالم میں اِدھر اُدھر بھاگنے لگے۔ کسی کو کسی کا ہوش نہیں تھا۔ اور پھر آندھی کا شور بتدریج بڑھتا گیا اور چند لمحوں بعد یہ کیفیت پیدا ہوگئی کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی لیکن آندھی کا کہیں نام ونشان نہیں تھا یعنی کسی درخت کا کوئی پتہ تک نہیں ہل رہا تھا۔ لگتا تھا بستی کے تمام لوگ کسی بہت بڑے خطرے کے پیشِ نظر بدحواس ہوکر بھاگ رہے ہیں۔ شوشو کانگا کے چہرے پر بھی خوف کے آثار نمایاں تھے۔ وہ ٹارزن کا بازو پکڑ کر تیزی سے ایک طرف بھاگنے لگا۔

بھاگتے بھاگتے ٹارزن نے شوشو کانگا سے کہا:
" ٹھہرو، کیا سب اِس آندھی جیسی آواز سے خوف زدہ ہو کر بھاگ رہے ہیں۔" شوشو کانگا بولا " ہاں، ٹارزن! یہ اسی انوکھی مخلوق کی آمد کی آواز ہے۔" ٹارزن نے رُک کر کہا " پھر ہمیں بھاگنے کی بجائے اِس سے نمٹنے کے لئے تدبیر کرنی چاہیئے۔" اِسی لمحے ٹارزن نے دیکھا مٹیالے رنگ کا ایک عجیب وغریب انسان نما بگولا زمین پر تیزی سے چکر کھاتا ہوا بستی کی طرف بڑھ رہا ہے۔

بگولے کو دیکھ کر" شوشو کانگا " بولا " وہ دیکھو ٹارزن! آج صرف ایک ہی بدروح اِدھر آرہی ہے۔" یہ کہہ کر وہ وہاں سے بھاگ کھڑا ہونا چاہتا تھا۔ لیکن ٹارزن نے اسے روک لیا۔ اِدھر بھاگنے والوں میں سے ایک آدمی کا پاؤں کسی چیز سے اُلجھ گیا۔ اس کے گرتے ہی بگولہ پلک جھپکنے میں اس کے سر پر پہنچا اور غائب ہوگیا۔ اور وہ آدمی جس کی آنکھیں اُبلی ہوئی تھیں ایک خوفناک چیخ کے ساتھ ڈھیر ہوگیا۔

بگولے کے غائب ہوتے ہی بھاگنے والے سب لوگ جن میں مرد، عورتیں اور بچے بھی شامل تھے واپس آنے لگے۔ اور سب مرے ہوئے آدمی کو ڈری ڈری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے جس کی لاش چند لمحوں میں ایسی سیاہ ہوگئی

جیسے جلی ہوئی ہو۔ شوشو کانگا ٹارزن کو لے کر اپنے جھونپڑے میں آیا۔ اس نے پروں والی ٹوپی اتار دی اور شیر کی کھال کو گردن تک سرکا کر ٹارزن سے کچھ کہنا چاہا۔

ٹارزن نے اس کے بولنے سے پہلے کہا "شوشو میں جانتا ہوں تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں اس بات کا کھوج لگانے کی کوشش کرتا ہوں کہ یہ انوکھی مخلوق عجیب وغریب بگولا آتا کہاں سے آتا ہے مجھے اس کے پیچھے کسی کا ہاتھ نظر آتا ہے۔" شوشو کانگا نے کہا "ٹارزن! خدا کے لئے جلدی کچھ کرو میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا ہے۔" وہ باتیں کرتے ہوئے جھونپڑے سے باہر آ گئے۔

شوشو کانگا بتا رہا تھا کہ پہلے تو اس بدروح یا انوکھی مخلوق کی وجہ سے پانچ آدمی غائب ہو چکے ہیں اب چھٹا آدمی خدا کی پناہ لمحہ بھر میں کوئلہ بن گیا ہے۔ بستی کے لوگ ایسے خوف زدہ ہیں کہ وہ یہ علاقہ چھوڑ کر کہیں اور نکل جانا چاہتے ہیں۔ وہ اس بات سے بے خبر باتیں کر رہے تھے کہ جھونپڑے سے بائیں طرف درخت پر ایک آدمی ہاتھ میں کمان لئے انہیں کافی دیر سے گھور رہا تھا۔

ٹارزن نے شوشو کانگا سے اجازت لینے سے پہلے پوچھا "میرے خیال میں وہ عجیب وغریب بگولا جنوب

کی طرف سے آیا تھا۔" شوشو کانگا جو کافی پریشان تھا اس نے صرف سر ہلا کر اس کی بات کی تصدیق کی۔ ٹارزن نے وہاں سے روانگی کے لئے قدم اٹھایا ہی تھا کہ منکو جو اپنے چٹورپن کی وجہ سے تمام جھونپڑوں میں جھانکتا پھر رہا تھا گھبرائی ہوئی حالت میں بھاگتا ہوا وہاں آیا۔ ٹارزن جھک کر اس کی گھبراہٹ سے کچھ سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔

منکو چیں چیں کر کے بڑی عجیب عجیب حرکتیں کر رہا تھا۔ ٹارزن کے چہرے سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ منکو کی ہر حرکت پر کسی خاص نتیجے پر پہنچ رہا ہے۔ اچانک اس نے کھڑے ہو کر شوشو کانگا سے کہا۔ منکو کی اطلاع کے مطابق کوئی چھپ کر ہمیں دیکھ رہا ہے۔ ادھر درخت پر کھڑا ہوا وہ آدمی نیچے اترا اور کمان میں تیر رکھ کر تنے کی اوٹ سے ٹارزن کا نشانہ باندھ رہا تھا۔ اس کے سر کے بال بڑھے ہوئے، چہرہ بہت خوفناک اور کرخت تھا۔

منکو ٹارزن کو اطلاع کر کے پھر جنگلیوں کی جھونپڑیوں میں جا گھسا کیونکہ وہ حد درجہ لالچی تھا۔ ٹارزن نے "شوشو کانگا" کو وہیں رکنے کے لئے کہا تاکہ دشمن سے دو دو ہاتھ کئے جائیں۔ کہ اسی وقت درخت کے پیچھے چھپے ہوئے آدمی نے کمان کا چلا کھینچا تیر سنسناتا ہوا آیا۔ اگر ٹارزن بجلی کی سی تیزی کے

ساتھ ایک طرف نہ ہٹ گیا ہوتا تو تیر اس کی گردن میں پیوست سے زیادہ تیز رفتاری سے بھاگا۔ ٹارزن نے لپک کر اپنا ایک
ہوجاتا۔ اور ٹارزن چند لمحوں میں موت کے منہ میں پہنچ جاتا۔ تیر پاؤں جنگلی کی ٹانگ سے الجھا دیا۔ اور وہ قلابازیاں کھاتا ہوا
جو بظاہر چھوٹا سا تھا لیکن ٹارزن جانتا تھا کہ یہ جنگلی لوگ تیز زہر بُری طرح گرا اور گرنے سے جنگلی کے منہ سے ایک کراہ
میں بُجھا کر رکھتے ہیں۔ اگر اس سے کسی کو معمولی سی خراشش بھی سی نکلی۔ لیکن اِس سے قبل کہ ٹارزن اسے پکڑ کر دبوچ لیتا
آجائے تو پھر اس کا بچنا محال ہوتا ہے۔ اس لئے ٹارزن کی پھرتی جنگلی نے بڑی پھرتی سے پہلو کے بل پلٹا کھایا اور کسی ربڑ
قابلِ داد تھی۔ ٹارزن نے تیر چلانے والے کو دیکھ لیا وہ تیزی کے گیند کی طرح اچھل کر کھڑا ہوگیا اور ٹارزن پر وار کرنا چاہتا
سے اس کی طرف لپکا۔ ادھر تیر چلانے والا اپنا وار خالی دیکھ تھا لیکن اُسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا سر کسی چٹان
کر اتنا گھبرا گیا کہ اس نے کمان ہاتھ سے پھینک دی۔ سے ٹکرایا ہو۔ ٹارزن کا فولادی گھونسا اس کے جبڑے
ٹارزن کو اپنی طرف آتا دیکھ کر وہ سرپٹ دوڑا اور پر پڑا تھا اور جنگلی کی آنکھوں کے سامنے تارے سے ناچنے
قریب کے ٹیلے پر چڑھنے لگا۔ وہ ٹیلا سرسبز تھا۔ اس لئے لگے۔ ٹارزن کا حملہ ایسا زبردست تھا کہ کوئی اور ہوتا تو
وہاں کافی پھسلن تھی۔ وہ ٹیلے پر چڑھتے چڑھتے کئی بار پھسلا۔ یقیناً بے ہوش ہوجاتا لیکن وہ چند ہی لمحوں میں سنبھل
لیکن ہر بار سنبھل کر وہ تیزی سے اوپر چڑھ رہا تھا۔ ڈیل گیا اور ٹارزن کے دوسرے حملے سے پہلے اس نے
ڈول کے لحاظ سے وہ ٹارزن سے کم نہ تھا۔ لیکن وہ بہت حیرت انگیز طور پر ٹارزن کو کمر سے پکڑا اور اُٹھا کر سر
ڈرا ہوا نظر آتا تھا۔ ٹارزن بھی اپنی پوری رفتار سے اُس کے اوپر سے نیچے پھینک دیا۔ جیسے وہ چھوٹا سا
کا پیچھا کر رہا تھا۔ بالکل ایسے جس طرح چیتا اپنے شکار کا بچہ ہو۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ٹارزن سے ڈر
پیچھا کرتا ہے۔ کر نہیں بھاگا تھا بلکہ خوف کی کوئی اور وجہ تھی۔ نم دار
ٹارزن نے اپنی تیز رفتاری کی وجہ سے تھوڑی ہی دیر زمین اور گھاس کی وجہ سے ٹارزن کو زیادہ چوٹ نہ
میں اسے جا لیا۔ جنگلی نے جب ٹارزن کو اپنے بالکل قریب آئی وہ فوراً کھڑا ہوا اور کسی بپھرے ہوئے شیر
دیکھا تو اس نے اپنے جسم کی پوری طاقت کو جمع کیا اور پہلے کی طرح بلبلا کر آگے بڑھا اور جنگلی کے پیٹ میں

ایک زور کی ٹکر ماری وہ درد کی شدت سے بلبلا کر دوہرا ہوگیا۔ ٹارزن نے اسے کسی لاش کی طرح اپنے کندھے پر اُٹھا لیا اور پھر بھاگ کر چٹان کے آخری سرے پر آ ور انتہائی غصے کے عالم میں اسے سر سے اوپر ہاتھوں پر اٹھایا اور چاہتا تھا کہ اسے چٹان سے نیچے پھینک دے کہ جنگلی نے چلا کر کہا ٹارزن خدا کے لئے ٹھہرو میں تمہیں ایک بہت اہم راز بتاتا ہوں۔ ٹارزن نے اسے فوراً زمین پر اتار دیا۔ ٹارزن کا اس کو زمین پر اتارنا تھا کہ وہ بھاگ کر دوسری طرف چٹان سے نیچے اترا اور دریا میں چھلانگ لگا دی۔

ٹارزن جنگلی کی چالاکی پر ششدر رہ گیا۔ ٹارزن کو اپنے اوپر بھی غصہ آرہا تھا کہ وہ اس کی باتوں میں کیوں آگیا۔ اب جنگلی کا بچ کر نکل جانا ٹارزن کی توہین تھی ادھر کانگا قبیلے کے تمام لوگ اس انتظار میں تھے کہ دیکھیں آخر ٹارزن پر حملہ کرنے والا کون ہے۔ جنگلی پانی کو چیرتا ہوا تیزی سے دوسرے کنارے کی طرف جا رہا تھا۔ ٹارزن نے بھی اس کے پیچھے ایک اونچی جگہ سے لمبی چھلانگ لگائی تاکہ وہ جلد از جلد بھاگتے دشمن کو پکڑ لے۔

دریا کا پانی بہت تیزی سے بہہ رہا تھا۔ اس کے بہاؤ کو کاٹ کر ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک جانا عام آدمی کے بس کا روگ نہ تھا دریا کا پاٹ بہت چوڑا تھا اور جنگلی کافی دُور نکل چُکا تھا۔ لیکن ٹارزن کے تیرنے سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ جنگلی کو کنارے پر پہنچنے سے پہلے پکڑ لے گا۔ جنگلی نے بھی حیرت انگیز پھُرتی دکھائی اور تیزی سے ہاتھ چلاتا ہوا ٹارزن کے قریب پہنچنے سے پہلے پانی سے نکل بھاگا۔

ٹارزن دوسرے کنارے پر اترا تو سوچنے لگا کہ کس طرح اس پر فوراً قابو پایا جائے۔ ایسے لمحات میں ٹارزن کا ذہن بڑی تیزی سے کام کرنے لگتا تھا۔ اس نے سیدھا جنگلی کے پیچھے جانے کی بجائے اسے دھوکے میں رکھا اور درختوں کے جھُنڈ کے گرد ایک چکر کاٹ کر اس سے آگے نکل آیا اور پھر ایک درخت سے اس پر چھلانگ لگا کر اس کی گردن اپنی مضبوط ٹانگوں میں اس طرح جکڑ لی کہ جنگلی کا دَم گھٹنے لگا۔ ویسے بھی ٹارزن کے اچانک حملے سے وہ بہت زیادہ گھبرا گیا تھا۔

ٹارزن کا دشمن کے لئے یہ سب سے خطرناک حربہ تھا۔ جنگلی پوری کوشش کے باوجود اپنی گردن ٹارزن کی

گرفت سے آزاد نہ کرا سکا۔ ادھر ٹارزن کی گرفت اس
کی گردن کے گرد مزید تنگ ہوتی جا رہی تھی اور
تھوڑی دیر بعد جنگلی بے ہوش ہو گیا۔ ٹارزن اسے کندھے
پر لاد کر واپس بستی میں آیا اور اُسے بے ہوشی کی
حالت میں ہی ایک درخت سے باندھنے لگا۔ اتنی دیر
میں شوشو کانگا بھی وہاں پہنچ گیا۔

اس نے بندھے ہوئے جنگلی کو دیکھ کر کہا "ارے
یہ تو ہمارے دشمن قبیلے "جانگو" کا آدمی ہے۔ جانگو
قبیلے کے بارے میں ٹارزن بھی جانتا تھا۔ یہ لوگ بڑے شریر
ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ٹارزن کو بھی جنگل کا بادشاہ ماننے
سے انکار کرتے تھے۔ کانگا قبیلے سے تو ان کی پرانی
دشمنی چلی آتی تھی۔ شوشو کانگا نے مشورہ لینے والے
انداز میں ٹارزن سے پوچھا "اب اس کے ساتھ کیا
سلوک کیا جائے؟"

ٹارزن نے کہا "اسے ہوش میں آنے دو اس کے
بعد کچھ سوچا جائے گا۔ ویسے بھی اس نے حملہ مجھ پر کیا
ہے۔ اس لئے سزا بھی میں خود دوں گا۔" تھوڑی دیر
بعد جنگلی کو ہوش آ گیا اور وہ چلا چلا کر کہنے لگا "مجھے
چھوڑ دو، مجھے چھوڑ دو ورنہ تم سب مصیبت میں گرفتار

ہو جاؤ گے"۔ ٹارزن نے اس کے پاس آ کر ایک زبردست
گھونسہ اس کے منہ پر رسید کرتے ہوئے کہا "بتاؤ تم
کون ہو اور کہاں سے آئے ہو اور مجھ پر حملہ کرنے کا کیا
مقصد تھا"؟ ٹارزن کا گھونسہ ایسا تھا کہ جنگلی کی چیخ
نکل گئی اور اس کے منہ سے خون نکلنے لگا۔ اس نے
کہا "ٹارزن! مجھے ہمارے سردار "ہابو" نے تمہیں قتل کرنے
کے لئے بھیجا ہے"۔ ٹارزن نے پھر کرختگی سے پوچھا "انوکھی
مخلوق کے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟" وہ ڈری ڈری آواز
میں بولا "وہ، وہ اسی لئے تو سردار تمہیں قتل کرانا چاہتا تھا تاکہ
انوکھی مخلوق کے ذریعے کانگا قبیلے کو ختم کر دیا جائے۔"

"شوشو کانگا" یہ سُن کر کانپ گیا۔ ٹارزن نے پھر
کہا "اس کا مطلب یہ ہے کہ اس انوکھی مخلوق کو تمہارا
سردار بھیجتا ہے"۔ جنگلی نے کچھ کہنے کے لئے منہ
کھولا ہی تھا کہ اچانک کچھ دیر پہلے کی طرح ہر طرف بھگدڑ
مچ گئی۔ ٹارزن اور شوشو کانگا کو بھی وہاں سے ہٹنا
پڑا۔ پلک جھپکنے میں انوکھی مخلوق کا مرغولہ جنگلی کے قریب
آیا اور غائب ہو گیا اور اسی درخت کو آگ لگ گئی
جس سے جنگلی بندھا ہوا تھا۔

چشم زدن میں درخت کے ساتھ جنگلی اس طرح

جل گیا جیسے اس پر پیٹرول چھڑک کر آگ لگا دی گئی ہو۔ آگ کے شعلوں میں تڑپتے ہوئے جنگلی کی چیخیں بڑی خوف ناک تھیں۔ ٹارزن جو کسی گہری سوچ میں نظر آتا تھا۔ اس نے شوشو کانگا سے کہا۔ میں کل "جانگو" قبیلے کی طرف جاؤں گا کیونکہ اس جنگلی کے مرنے سے ہم ایک بار پھر انوکھی مخلوق کے بارے میں اندھیرے میں چلے گئے ہیں۔

دوسری صبح کانگا بستی سے روانہ ہوتے ہوئے ٹارزن نے شوشو کانگا کو اِس بات کی اچھی طرح تسلی دی کہ وہ جلد ہی انوکھی مخلوق پر قابو پا لے گا۔ شوشو کانگا نے ٹارزن کو مشورہ دیا کہ وہ دریا کے راستے جائے اور اپنے ایک خاص آدمی کو بھی ساتھ کر دیا۔ ٹارزن نے منکو کو آواز دی اور پھر وہ ایک لمبے سفر کے بعد دریا پر پہنچے۔ ٹارزن دریا میں کودا اور کسی مچھلی کی طرح تیزی سے تیرتا ہوا آگے بڑھنے لگا اور وہ شوشو کانگا کے آدمی سے بہت آگے نکل گیا۔

منکو اس وقت بالکل چپ چاپ ٹارزن کی گردن

کو پکڑے پیٹھ پر بیٹھا ہوا تھا۔ شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے ضرورت سے کچھ زیادہ کھا پی لیا تھا۔

دریا کا پانی بڑی روانی سے بہہ رہا تھا۔ ٹارزن اور شوشو کانگا کا آدمی آگے پیچھے تیزی سے منزل کی جانب جا رہے تھے کہ اچانک شوشو کانگا کے آدمی نے چلا کر کہا۔ "ٹارزن رک جاؤ" اور پھر جلدی سے ٹارزن کے پاس آیا۔

ادھر ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا سے منکو کی آنکھیں بوجھل سی ہو رہی تھیں۔ ٹارزن نے اس کے قریب آتے ہی پوچھا "خیر تو ہے تم گھبرائے ہوئے معلوم ہوتے ہو"۔ شوشو کانگا کے آدمی نے بائیں طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا" وہ دیکھو ٹارزن! وہ کنارے سے تھوڑے ہی فاصلے پر سامنے ایک خوف ناک ہاتھی پانی میں کھڑا چنگھاڑ رہا تھا۔ اس نے شاید ہمیں دیکھ لیا ہے۔

ٹارزن یہاں کے ایک ایک حصے کو جانتا تھا اور اس علاقے سے بھی اچھی طرح واقف تھا جہاں "چانگو" قبیلہ آباد تھا۔ شوشو کانگا کے آدمی بھیجتے وقت ٹارزن نے اسے اس لئے نہیں روکا تھا تاکہ شوشو کانگا کو اطمینان ہو جائے کہ وہ انوکھی مخلوق کے خاتمہ کے لئے چانگو بستی میں پہنچ جائے گا ہاتھی کی چنگھاڑ سے ٹارزن نے اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ بہت

ہی خطرناک ہاتھی ہے۔

ہاتھی کی چنگھاڑ سے منکو جس کی غنودگی رفع ہو چکی تھی۔ اور اس کے بازوؤں کا گھیرا ٹارزن کی گردن کے گرد مضبوط ہو گیا۔ ٹارزن ایسے ہاتھیوں سے نمٹنا اچھی طرح جانتا تھا لیکن اس وقت وہ اس سے الجھ کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے اس نے اور شوشو کانگا کے آدمی نے ہاتھی سے بچ کر نکل جانے کے لئے ایک لمبا چکر لگایا۔ ہاتھی غصے کے عالم میں سونڈ میں پانی بھر بھر کر ادھر ادھر پھینک رہا تھا۔

یہ ہاتھی کیا تھا جیسے کوئی پہاڑ ہو۔ ٹارزن اور شوشو کانگا کے آدمی کو دوسری جانب جاتے دیکھ کر وہ بھی فوراً پلٹا اور چنگھاڑتا ہوا گہرے پانی کی طرف بڑھنے لگا۔ ٹارزن دوسرے کنارے تک پہنچنے کے لئے ایک بڑا حلقہ بنا کر ہاتھی کی دائیں طرف سے گزرا تو ہاتھی سونڈ اونچی کر کے ایک بار اتنے زور سے چنگھاڑا کہ سارا ماحول لرز گیا۔ آسمان پر اڑنے والے پرندے وہاں سے اس طرح غائب ہو گئے جیسے کوئی طوفان آ گیا ہو۔

منکو کی حالت غیر ہو رہی تھی۔ ٹارزن نے سوچا اس طرح پانی کی سطح پر آگے بڑھنے سے خطرہ بدستور قائم رہے گا۔ ادھر ہاتھی حیرت انگیز طور پر کسی چھوٹے

سے جانور کی طرح گہرے پانی کی طرف آگے بڑھ رہا تھا۔ تو ٹارزن نے "شوشو کانگا" کے آدمی کو اشارہ کر کے خود بھی اچھل کر گہرا غوطہ لگایا اور وہ دونوں پانی کے اندر تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔

ٹارزن پہلے کی طرح اب بھی شوشو کانگا کے آدمی کو بہت پیچھے چھوڑ چکا تھا۔ دریا کی تہہ میں پتھر کی چٹانوں کے علاوہ کئی مختلف قسم کی جڑی بوٹیاں اور پودے اُگے ہوئے تھے وہ انہیں ہٹاتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ ٹارزن کو اپنی سانس پر قابو رکھنے کی کافی مہارت تھی اس لئے وہ دیر تک پانی کے اندر ہی اندر تیزی سے بڑھتا رہا اِدھر منکو بھی آخر ٹارزن ہی کا ساتھی تھا۔ وہ بھی ٹارزن سے لپٹا بغیر کسی دقت کے جا رہا تھا۔

ٹارزن کو جب اندازہ ہو گیا کہ وہ ہاتھی کی دسترس سے نکل چکا ہے تو وہ سیدھا کھڑا ہو کر اوپر اٹھنے لگا کہ اچانک ایک بہت بڑا اور خوف ناک آکٹوپس اس کے راستے میں آ گیا۔ آکٹوپس کی لمبی لمبی اور لچک دار ٹانگیں تیزی سے اِدھر اُدھر لہرا رہی تھیں۔ آکٹوپس پانی کا خطرناک جانور ہوتا ہے۔ اگر کوئی چیز اس کی گرفت میں آ جائے تو اس کا بچ نکلنا مشکل تو کیا ناممکن ہو جاتا ہے۔ وہ دشمن

کو اپنی ٹانگوں میں جکڑ لیتا ہے۔

پانی میں ایک ہلچل سی مچی ہوئی تھی۔ ٹارزن نے اس سے قبل اتنا بڑا آکٹوپس نہیں دیکھا تھا۔ ایک بار تو اس کا سر گھوم سا گیا کہ آخر اس سے مقابلہ کیونکر ہو سکے گا۔ بے چارے منکو کی حالت تو دیکھنے کے قابل تھی۔ ٹارزن نے منکو کو کندھے سے اتارا اور فوراً ایک چٹان سے پشت لگا کر مقابلے کے لئے خنجر نکالنا ہی چاہتا تھا کہ آکٹوپس نے اپنا راستہ بدل لیا۔

یہ دیکھ کر منکو کی باچھیں کھل اٹھیں لیکن حلق میں پانی چلے جانے کی وجہ سے وہ ذبح ہوتے ہوئے بکرے کی طرح بازو اِدھر اُدھر مارنے لگا۔ ٹارزن نے پلک جھپکنے میں اسے اٹھایا اور چند لمحوں بعد دونوں کے سر پانی سے باہر تھے۔ کافی دیر سانس روکے رکھنے کے بعد وہ کھلی فضا میں آ کر گہری گہری سانسیں لینے لگے لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ پانی سے دو فٹ بلند ہاتھی کی سونڈ تیزی سے ان کی طرف آ رہی ہے۔

ٹارزن اور منکو کی سانس جب درست ہوئی تو ٹارزن نے فوراً گھوم کر شوشو کانگا کے آدمی کو دیکھا کہ بجانے وہ کہاں رہ گیا ہے۔ شوشو کانگا کا آدمی ایک اچھا پیراک تھا۔ لیکن ٹارزن کی پھرتی کے مقابلے میں اس کا پیچھے

رہ جانا کچھ عجیب نہ تھا۔ اچانک منکو کی نظر پانی پر لہراتی ہوئی ہاتھی کی سونڈ پر پڑی تو اس نے چڑ چڑک چڑ چڑک سے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ ٹارزن بھی سونڈ دیکھ کر حیران رہ گیا۔

ٹارزن نے جس جگہ سے پانی کی تہہ میں ڈبکی لگائی تھی وہاں سے کئی فرلانگ دُور آ کر نکلا تھا۔ ہاتھی کی سونڈ دیکھ کر اس نے دل میں کہا اس کا مطلب ہے کہ ہاتھی بھی ان کے ساتھ ساتھ تیرتا رہا ہے۔ یہ بات اس کے لئے حیران کن تھی کیونکہ ہاتھی گہرے پانی میں آنے سے گھبراتا ہے۔ اچانک پانی کی سطح پر بے شمار ہاتھیوں کی سونڈیں لہراتی ہوئی ان کی طرف بڑھنے لگیں۔ یہ دیکھ کر ٹارزن ایک دم گھبرا گیا کہ یہ تو پورا ریوڑ کہیں سے آ گیا ہے۔ منکو کی حالت تو دیکھنے کے قابل تھی۔ وہ ایک دم سہم گیا تھا۔

ایک آدھ ہاتھی ہوتا تو ٹارزن اس سے نمٹ لیتا لیکن اتنے بے شمار ہاتھیوں سے مقابلہ کرنا انسانی بس سے باہر تھا۔ ٹارزن بڑی چابکدستی سے پیچھے ہٹنے لگا اسی وقت شوشو کانگا کے آدمی نے اس سے تھوڑے سے فاصلے پر پانی سے سر باہر نکالا۔ وہ ابھی اپنی سانس درست ہی نہ کر پایا تھا کہ ایک نیزہ سنسناتا ہوا آیا اور اس کی گردن میں پیوست ہو گیا۔

ٹارزن شوشو کانگا کے آدمی کی صرف چیخ سن سکا۔ کیونکہ مُڑ کر دیکھنے پر اس کے اپنے کے لئے بہت بڑا خطرہ موجود تھا۔ منکو جو ایسے وقت میں ہمیشہ حاضر دماغی سے کام لیتا تھا۔ ٹارزن کے عقب میں لمبی چھلانگ لگا کر دُور نکل گیا۔ اِدھر ٹارزن کو پتہ بھی نہ چلا کہ دائیں بائیں چاروں طرف بہت سے ہاتھیوں نے اسے اپنے گھیرے میں لے لیا ہے۔ ہاتھیوں کی سونڈیں زہریلے اژدہوں کی طرح لہراتی ہوئی اس کے قریب سے قریب تر ہو رہی تھیں۔

ٹارزن نے ہاتھیوں کی پوری فوج میں گھرا ہونے کے باوجود اپنے آپ کو قابو میں رکھنے کی پوری کوشش کی۔ وہ جانتا تھا کہ اس وقت معمولی سی غلطی اس کے لئے موت کا پیغام بن سکتی ہے۔ ٹارزن کو ہاتھیوں میں سے کچھ عجیب سی بات محسوس ہو رہی تھی کیونکہ کافی دیر سے اس نے ہاتھیوں کی کسی قسم کی چنگھاڑ نہیں سنی تھی۔ اچانک دو ہاتھیوں نے آگے بڑھ کر قہقہے لگانا شروع کر دیئے۔

ٹارزن فوراً اصل بات کی تہہ تک پہنچ گیا۔ اس لئے اسے ان قہقہوں پر کوئی حیرت نہ ہوئی۔ دراصل ٹارزن اصل ہاتھی کو دھوکا دے کر نکل آنے میں کامیاب ہو گیا تھا اور یہ ہاتھی نہیں تھے بلکہ آدمیوں نے ہاتھیوں کے سر

کی مانند بنے ہوئے خود اپنے سروں پر چڑھا رکھے تھے۔ اور اس طرح وہ ٹارزن پر غلبہ حاصل کرنا چاہتے تھے اور پھر پلک جھپکنے میں انہوں نے ٹارزن پر نیزے تان لیئے۔ لگتا تھا وہ ایک ہی وار میں ٹارزن کو چھلنی کر دیں گے؟

ٹارزن نے بغیر کسی خوف کے بھاری آواز میں کہا "تم کون ہو؟" وہ جواب دینے کی بجائے پہلے کی طرح قہقہے لگاتے ہوئے بولے "ٹارزن! تمہارا ساتھی تو اگلی دنیا میں پہنچ چکا ہے لیکن تمہیں ہم زندہ پکڑ کر لے جائیں گے"۔ ٹارزن کو شوشو کانگا کے آدمی کی موت کا سخت صدمہ ہوا۔ ادھر انہوں نے ٹارزن پر تانے ہوئے نیزے ایک لمحہ کے لئے جھکائے تو ٹارزن نے ایک کے جبڑے پر گھونسہ جڑ دیا۔

ٹارزن کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوگیا۔ کیونکہ اس کے مدِ مقابل کے سروں پر چڑھے ہوئے خود کسی سخت دھات کے بنے ہوئے تھے۔ بھلا ان پر ٹارزن کے گھونسے کا کیا اثر ہوتا۔ انہوں نے پھر ٹارزن پر نیزے تان لئے اور ایک آدمی نے تو نیزے کی انّی اس کی گردن پر رکھ دی۔ ٹارزن کو مجبوراً اُن کے کہنے پر عمل کرنا پڑا اور وہ ٹارزن کو لے کر کنارے کی طرف بڑھنے لگے۔

ٹارزن کا خیال تھا کہ یہ لوگ چانگو قبیلہ سے تعلق

رکھتے ہوں گے۔ اور جب وہ دریا کے ساحل کے اسی جانب بڑھنے لگے جہاں سے تھوڑی دُور چانگو قبیلے کے لوگ آباد تھے تو اس کا شک یقین میں بدل گیا۔ ہاتھی سر کے خود والے آدمی ٹارزن کو نیزوں کے سائے میں کنارے پر لے آئے۔ ٹارزن ان کے آگے آگے بڑے اطمینان سے چل رہا تھا۔ اچانک اس کے چہرے پر مسکراہٹ کھیلنے لگی۔

نیزہ بردار ٹارزن کو لئے دریا کے کنارے کنارے جا رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے کو مخاطب کر کے کہا اب یہ یعنی ٹارزن ہمارے ہاتھ سے نہیں بچ سکتا اور اس کے بعد افریقہ کے تمام جنگلوں پر "چانگو" قبیلے کی حکمرانی ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی وہ زور زور سے ہنسنے لگے۔ کچھ دیر بعد وہ دریا کے کنارے ایک ٹیلے پر چڑھنے لگے۔ پلک جھپکنے میں ٹارزن نے پہلو کے بل دریا میں چھلانگ لگا دی۔

ٹارزن اس طرح اچانک اور غیر متوقع طور پر دریا میں کود گیا تھا کہ وہ لوگ کچھ لمحوں کے لئے حیران اور ساکت کھڑے رہے۔ دریا کا پانی پورے جوش و خروش سے بہہ رہا تھا۔ اس کی لہریں کئی کئی فٹ اونچی اچھل رہی تھیں۔ ٹارزن اس کی پرواہ کئے بغیر اپنی ٹانگیں اور بازو تیزی سے چلاتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا اور دوسرے کنارے کی طرف جانے کی بجائے

پانی کے بہاؤ کی مخالف سمت پر جا رہا تھا۔ یہ کام عام لوگوں کے بس کی بات نہیں۔

اِدھر ہاتھی سر کے خود ڈالے چانگو قبیلے کے وہ آدمی وقت ضائع کئے بغیر ٹارزن کے پیچھے دریا میں کود پڑے۔ ٹارزن نے انہیں آتے دیکھا تو اس نے ایک گہرا غوطہ لگایا۔ اس کے عقب میں آنے والے دو آدمی ٹارزن کی طرح بہت تیز نظر آتے تھے۔ انہوں نے بھی ٹارزن کی طرح پانی میں غوطہ لگایا۔ اور ٹارزن کو پکڑنے کے لئے جلد ہی اس کے قریب پہنچ گئے ان کے باقی ساتھی بہت پیچھے رہ گئے۔

یہ دیکھ کر ٹارزن نے اپنی رفتار تیز کردی۔ اس کے عقب میں آنے والے بھی تیراکی کے ماہر نظر آتے تھے اور شاید ان کے سروں پر چڑھے ہوئے ہاتھی سر کی مانند خود انہیں سانس کی دقت سے بھی بچا رہے تھے۔ اس لئے وہ اس آسانی سے آگے بڑھ رہے تھے جیسے خشکی پر چل رہے ہوں اور پھر ان میں سے ایک نے ٹارزن کے قریب پہنچتے ہی اس کی دائیں ٹانگ پکڑ لی۔ اور فاتحانہ انداز میں اپنے ساتھیوں کو فوراً قریب آنے کے لئے کہا۔

ٹارزن کے دریا میں کودنے کی یہ حکمت عملی تھی کہ وہ ان سے باہر مقابلہ کرتا تو عین ممکن تھا کہ ان کے

اور ساتھی بھی وہاں پہنچ جاتے اس طرح اس کا بچ نکلنا مشکل تو کیا ناممکن ہوتا۔ ٹارزن کے عقب میں آنے والے کی ٹارزن کی پنڈلی پر گرفت کافی مضبوط تھی۔ لیکن ٹارزن نے ایک ہی جھٹکے سے نہ صرف اپنی ٹانگ چھڑا لی بلکہ پہلو سے خنجر نکال کر غصّے میں تیزی سے پلٹا۔ جو دشمن کے لئے قیامت ثابت ہوا کیونکہ ٹانگ چھڑاتے وقت ٹارزن کا دوسرا پاؤں دشمن کے سینے پر پڑا تھا اس لئے وہ کراہ کر دوسری طرف الٹ گیا اور اس کا دوسرا ساتھی بھی کچھ گھبرا سا گیا۔ اس کی اس گھبراہٹ سے ٹارزن نے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ اور بجلی کی سی تیزی کے ساتھ اپنا ہاتھ بلند کیا اور اس پر خنجر کے یکے بعد دیگرے تین وار کئے جس سے اس کے جسم سے خون ابل پڑا اور اس کا زخمی جسم کسی بھاری بوجھ کی طرح دریا کی تہہ کی طرف جانے لگا۔

پہلے آدمی نے جب اپنے ساتھی کا یہ حشر دیکھا تو وہ خوف زدہ ہو کر پلٹا اور اوپر اٹھنے لگا۔ اس نے بدحواسی کے عالم میں اپنے سر سے خود بھی اتار کر پھینک دیا اور تیزی سے بازو چلاتا ہوا چند لمحوں میں پانی کی سطح پر آگیا اور جلدی سے کنارے کی طرف بڑھنے لگا۔ منکو جو پہلے ہی کنارے پر پہنچا ہوا تھا ایک درخت کی اوٹ سے اسے

بغور دیکھ رہا تھا۔ اِدھر اس کے باقی ساتھی ٹارزن کا تعاقب کرتے ہوئے نجانے کدھر نکل گئے تھے۔

ٹارزن سے ڈر کر بھاگنے والے جانگو قبیلے کے اس آدمی کی بدحواسی دیکھنے کے قابل تھی۔ وہ دریا سے نکلتے وقت کنارے پر کیچڑ کی وجہ سے کئی بار پھسل کر گرا اور بڑی مشکل سے باہر نکلنے میں کامیاب ہوا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے گھنے جنگلوں کی طرف بھاگا کیونکہ اسے یقین تھا کہ ٹارزن اس کے تعاقب میں ہوگا۔ اِدھر ٹارزن نے اس کا پیچھا کرنا وقت کا زیاں سمجھا کیونکہ وہ جلد از جلد انوکھی مخلوق کی حقیقت معلوم کرنا چاہتا تھا جو مخلوق خدا کے لئے عذاب بنی ہوئی تھی۔

منکو ٹارزن کے دشمنوں کو اپنا بھی دشمن سمجھتا تھا وہ صرف شریر ہی نہیں تھا بلکہ مصیبت کے وقت اکثر ٹارزن کے کام آتا تھا۔ اور شاید اسی لئے وہ ٹارزن کے کندھے سے دریا میں کود گیا تھا۔ اس وقت وہ بھلا پیچھے کیوں رہتا۔ وہ ٹیلوں اور درختوں کے تنوں کی اوٹ لیتا ہوا کسی ماہر جاسوس کی طرح اس آدمی کا پیچھا کر رہا تھا۔

ٹارزن کے ہاتھ سے بچ کر نکل بھاگنے والا یہ آدمی مسلسل کئی گھنٹے تک ایک ہی رفتار سے بھاگتا رہا۔ وہ بری طرح ہانپ رہا تھا لیکن جنگل میں رہنے سہنے کی وجہ سے اسے خاردار جھاڑیوں اور دوسری رکاوٹوں کی کوئی پرواہ نہ تھی۔ منکو جو زمین پر بھاگتے بھاگتے تھک گیا تھا اب وہ بڑے محتاط انداز سے درختوں پر اپنا سفر کر رہا تھا لیکن اس طرح کہ بھاگنے والے کو معلوم نہ ہو کہ کوئی اس کا تعاقب کر رہا ہے۔

کچھ دیر بعد سرسبز پہاڑی سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہاں پہنچ کر اس آدمی نے اپنا سانس درست کیا پھر اس نے مڑ کر دیکھا اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ کھیلنے لگی جیسے وہ ٹارزن کو بہت پیچھے چھوڑ آنے یا دھوکا

دینے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ وہ ایک ٹیلے کی دوسری طرف ایک غار کے اندر پہنچا جہاں ایک بہت بوڑھی اور بدصورت عورت نے للکار کر کہا "کون ہو؟" اس کی آواز سے سارا غار گونج اٹھا۔ بڑھاپے کے باوجود اس کی آواز بہت گونجدار اور سخت تھی۔

یہ غار جس کے ایک طرف درختوں کا بہت بڑا جھنڈ تھا اور دوسری طرف جھکی ہوئی ایک چٹان نے اسے ڈھانپ رکھا تھا۔ کسی نئے آدمی کے لئے اس غار کا ڈھونڈ نکالنا آسان نہ تھا۔ اس آدمی کا سانس ابھی پھولا ہوا تھا۔ وہ کچھ لمحے رک کر بولا "عظیم دیوی! میں میں راکو ہوں۔" بڑھیا جس کی کمر ضعیفی کی وجہ سے جھکی جا رہی تھی اس نے کرخت آواز میں کہا "راکو! تم بغیر اجازت یہاں کیوں آئے ہو؟"

"راکو" اس کی غصے بھری آواز پر سہم سا گیا۔ اس نے صفائی پیش کرنے والے انداز میں کہا "عظیم دیوی! جنگل کا بادشاہ! ٹارزن میرا پیچھا کر رہا تھا میں نے سوچا اس سے بچنے کے لئے سب سے بہتر جگہ آپ کا یہ غار ہی ہو سکتا ہے۔" بڑھیا شدید غصے سے بل کھاتی ہوئی گرجی "جنگل کا بادشاہ!! میں اسے جلا کر بھسم کر دوں گی۔" اس وقت اس کی آواز سانپ کی پھنکار سے مشابہ تھی۔

ٹارزن جو دوسرے دشمن کو چھوڑ کر واپسی کے لئے مڑا تھا اس نے پانی میں ایک گہرا غوطہ لگایا اور پانی کے اندر ہی سفر کرنا شروع کیا۔ وہ ایک لمبا چکر لگا کر دریا کے کنارے کے اس حصے پر پہنچ گیا جہاں اونچی اونچی چٹانیں کھڑی تھیں۔ ان چٹانوں کی دوسری طرف کچھ فاصلے پر "چانگو" قبیلہ آباد تھا۔ ٹارزن کے چہرے پر کسی قسم کی تھکن کے آثار نہ تھے اور نہ ہی یہ نظر آتا تھا کہ اس کے دل میں دشمن کا معمولی سا بھی ڈر یا خوف ہو۔

اس نے دائیں بائیں نگاہ دوڑائی اور پھر آگے بڑھنے لگا۔ دریا کا پانی پتھریلی چٹانوں سے ٹکرا کر اتنا شور پیدا کر رہا تھا کہ ٹارزن نے وہاں رک کر کسی آہٹ یا آواز کے سننے کی کوشش کو بے کار جانا لیکن وہ اس سے بے خبر تھا کہ چٹان کی دوسری طرف دو آدمی ہاتھوں میں نیزے اور جال لئے اس کی گھات میں کھڑے ہیں۔

ٹارزن یہ سوچتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا کہ کافی دیر ہو گئی ہے منکو نظر نہیں آیا نجانے کہاں رہ گیا ہے۔ منکو جو "راکو" کا پیچھا کرتا ہوا اس غار تک پہنچ گیا

تھا جس کے اندر بدصورت بڑھیا غصے سے راکو پر برس رہی تھی۔ منکو نے ایک بار غار کے دہانے کا اچھی طرح جائزہ لیا جیسے وہ اس کے محلِ وقوع کو ذہن میں رکھ رہا ہو۔ پھر غار کے دائیں جانب ایک پتھر پر بیٹھ کر مسکرانے لگا۔

ٹارزن جو انہی جنگلوں میں پلا بڑھا تھا وہ معمولی سی سرسراہٹ یا چلتی ہوا سے اندازہ لگا لیتا تھا کہ کوئی درندہ یا دشمن اس پر حملہ آور ہونے والا ہے اس لئے چٹان پر چڑھتے ہوئے اس کی چھٹی حس بیدار ہو گئی اور اس نے محسوس کر لیا کہ قرب و جوار میں کوئی موجود ہے۔ اب وہ اپنا ہر قدم بڑے محتاط انداز سے اٹھا رہا تھا اس نے ایک نظر شور مچاتے دریا پہ بھی ڈالی اور پتھروں کو پھلانگتا ہوا تیزی سے اوپر چڑھنے لگا۔ وہ شاید دیکھ رہا تھا کہ اس کے عقب میں تو کوئی نہیں آرہا یا پھر اسے منکو کے آمد کی امید تھی۔

ٹارزن نے جب چٹان سے سر اوپر نکالا تو دوسری طرف پتھر کی اوٹ میں کھڑے دونوں جال بردار آدمی مستعد ہو گئے۔ انہوں نے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے نیزے زمین پر ڈال دیئے اور جال پہ ان کی

گرفت مضبوط ہوگئی۔ ادھر ٹارزن کی نگاہ بھی ان پر پڑی لیکن وہ بلا خوف چٹان سے نیچے آیا اور ان کے سامنے کچھ فاصلے پر سے گزرنے لگا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ان کا سامنا لازمی ہے کیونکہ وہاں سے گزرنے کا صرف یہی ایک راستہ تھا۔ ورنہ دائیں بائیں بڑے بڑے پتھر اور چٹانیں راہ کی رکاوٹ تھے۔ ٹارزن اگر دوسرا راستہ اختیار کرتا بھی تو وہ عقب سے اس پر حملہ کر دیتے اور یہ موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔

دیکھ کر دوسرے آدمی نے حملے میں دیر نہ لگائی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے جال کو ایک زور کا جھٹکا جس سے اس کے بل کھل گئے اور پھر اس نے جال کو سر کے اوپر دو تین بار گھما کر ٹارزن پر پھینکا۔ کھل کر سیدھا ٹارزن کے اوپر آیا۔ جال پھینکنے والے مہارت قابلِ دید تھی۔

یہ جنگلی لوگ جال کے ذریعے دشمن پر قابو پانے اچانک ایک بڑا ملکہ رکھتے تھے لیکن ٹارزن بھی آخر جنگل کا بادشاہ جال بردار آدمی نے اسے للکارا اور پکڑے ہوئے جال۔ وہ ان کے ہر حملے کا توڑ ہی نہیں جانتا تھا بلکہ اس کو دونوں ہاتھوں سے گھما کر ٹارزن پر پھینکا۔ جوابی حملہ بڑا ہی خطرناک ہوتا تھا اس دفعہ وہ اپنی جگہ

اس وقت ٹارزن کی پھرتی قابلِ دید تھی۔ وہ کسی بنا نہیں تھا بلکہ اس نے پھینکے گئے دوسرے جال کو ربڑ کے گیند کی طرح بجلی کی سی تیزی کے ساتھ اپنی بہ آنے سے پہلے فضا میں ہی دونوں ہاتھوں سے پکڑ جگہ سے دائیں پہلو کو اچھلا اور پھینکے ہوئے جال کی زد۔ جس طرح وہ حملہ آور درندوں کو اپنے ہاتھوں پر روک سے صاف بچ گیا۔ اگر وہ جال میں آجاتا تو پھر اس دور پھینک دیتا تھا۔

کا بچ نکلنا مشکل تھا۔ جال بہت مضبوط ریشوں کا یہ دیکھ کر دونوں جنگلی کچھ گھبرا سے گئے۔ گٹھیلے جسم بنا ہوا تھا اور جتنی دیر میں وہ جال کو خنجر سے کاٹتا وہ یہ جنگلی ڈیل ڈول کے لحاظ سے ٹارزن سے بہت بھاری دونوں آدمی زہریلے نیزوں سے اس کے جسم کو چھلنی لیکن ٹارزن کی پھرتی کے سامنے ان کی ایک نہ کر دیتے۔ ۔ ٹارزن نے جال کے اکٹھے ہونے سے پہلے زور سے

جال خالی زمین پہ جا گرا تھا۔ اپنے ساتھی کا وار کر جنگلیوں کی طرف پھینکا اور پلک جھپکنے میں ایک

جنگلی اس کی پیٹ میں آ گیا۔ دوسرا جنگلی گھبراہٹ میں اس نے ان کی اس غفلت سے پورا فائدہ اٹھایا اور
ن کے دونوں پاؤں ایک جنگلی کے سینے پر پڑے اور
ایک پتھر سے ٹھوکر کھا کر نیچے آ گرا۔
درد کی شدت سے کراہ کر دوسری طرف الٹ گیا۔ اس
جال میں پھنسا ہوا آدمی کوشش کے باوجود
جسم سے جال کو علیحدہ نہ کر سکا اور پھر وہ چلا چلا کر اپنے بعد تو جیسے جنگلیوں کی شامت آ گئی۔ ٹارزن نے
ساتھی کو مدد کے لئے پکارنے لگا۔ دوسرا جو پھر کے بعد دیگرے کئی جنگلیوں کو گرایا۔ اندازہ نہیں ہوتا تھا
زیادہ خوف زدہ نظر آتا تھا۔ ساتھی کی مدد کے لئے کہ اب وہ کس پر حملہ کرنے والا ہے۔
لیکن لڑکھڑا کر پھر گر پڑا۔ ٹارزن نے ان کی یہ حالت ٹارزن کے یہ حملے اتنے تیزی سے اور خطرناک
تو مسکراتا ہوا پلٹا کہ اسی لمحے نیزہ اٹھائے شور مچاتے تھے کہ جنگلی اپنے نیزوں کا استعمال بھی نہیں کر پاتے
جنگلیوں نے اسے للکارا۔ تھے۔ اس کے علاوہ جو گرتا تھا وہ پھر نہ اٹھ سکتا تھا

ٹارزن کے خیال کے مطابق کافی وقت ضائع میں جانگو قبیلے کے کئی اور آدمی بھی وہاں پہنچ گئے
ہو گیا تھا اس لئے اس نے چاہا کہ وہ نکل بھاگے وہ اپنے ساتھیوں کی یہ حالت دیکھ کر وہ خون خوار بھیڑیوں کی
سے نہیں گھبراتا تھا۔ لیکن قدم قدم پر اس طرح طرح ٹارزن کی طرف بڑھے اور ایک نے اپنا نیزے کا
کا زیاں اسے گوارہ نہ تھا۔ اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ آہستہ پوری قوت سے ٹارزن کے سر پر مارا۔ ایسے لگتا تھا
کے یہاں آنے کے بعد انوکھی مخلوق نے پھر کا لگا جیسے نیزے کا دستہ کسی درخت سے ٹکرایا ہو۔
پر حملہ کیا ہو۔ جنگلی نیزے تانے اس کے بالکل قریب چوٹ خاصی شدید تھی اس لئے ٹارزن کا سر
آ گئے۔ اس سے قبل کہ جنگلی حملہ آور ہوتے ٹارزن چکرا گیا۔ لیکن وہ اتنی بات پر ہار ماننے والا نہیں تھا اس نے
جگہ سے اچھلا جیسے کوئی بھیڑیا اپنے دشمن پر جھپٹتا۔ اپنے آپ کو سنبھالا اور کسی زخمی شیر کی طرح پھر کر حملہ
اس کا یہ اچھلنا اتنا اچانک اور غیر متوقع تھا کہ چند کرنے والے کے سینے پر ایک زبردست ٹکر ماری جس
کے لئے تو جنگلی ششدر رہ گئے۔ ٹارزن بھی یہی چاہ سے وہ درخت کے کٹے ہوئے تنے کی طرح دھڑام

سے زمین پر آگرا اس کے حلق سے نکلنے والی آواز
انتہائی کربناک تھیں اور ذبح ہوتے ہوئے بکرے
طرح تڑپ رہا تھا۔

ٹارزن کے سر سے پیشانی کے قریب خون
لگا تھا لیکن اس کو اس کی پرواہ نہ تھی۔ وہ پہلے کی طر
بڑی پھرتی سے مقابلہ کر رہا تھا اور اس کے بازو بہت تیز
سے چل رہے تھے۔ اچانک بہت سے جنگلیوں نے
اس پر ایک دم حملہ کر کے گرا دیا۔ ٹارزن کی جگہ کوئی ا
ہوتا تو اس زبردست حملے کی تاب نہ لا سکتا لیکن اس
نے گرتے ہی ایک جنگلی کو اپنے بازوؤں پر اٹھا لیا۔

ٹارزن اس جنگلی کو ڈھال کے طور پر استعمال
کرتے ہوئے کھڑا ہوگیا۔ سر سے بہنے والے خون سے ا
کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اس نے جنگلی کو سر سے ا
گھما کر زمین پر پٹخ دیا۔ بہت زیادہ خون نکل جانے کی وجہ
سے ٹارزن نڈھال ہو رہا تھا اور پھر اس کا جسم دائیں
بائیں جھولنے لگا۔ جنگلی اس کی اس کیفیت کو بڑے غو
سے دیکھ رہے تھے۔

ٹارزن پر غشی سی طاری ہو رہی تھی اور پھر وہ چا
شانے چت زمین پر آگرا۔ جنگلی جو ٹارزن کے ہاتھوں

ساتھی کی خطرناک موت پر چند لمحوں کے لئے خوف زدہ
ہوگئے تھے۔ اب غضبناک انداز میں ٹارزن کی طرف
بڑھنے لگے۔ ایک جنگلی نے ٹارزن کے پاس آکر اسے
غور سے دیکھا اور اپنا سر اونچا کر کے عجیب و غریب
آوازیں نکالنے لگا۔ باقی جنگلی دائرہ بنا کر ٹارزن کے گرد
گھومنے لگے۔

اس کی آواز آہستہ آہستہ بلند ہوتی گئی جس سے
ساری فضا گونجنے لگی۔ یہ اس کی فتح کا نعرہ تھا یا وہ اپنی
بستی کے لوگوں کو بلا رہا تھا۔ دوسرا قیاس صحیح ثابت
ہوا۔ تھوڑی دیر بعد بہت سے جنگلی وہاں جمع ہو
گئے۔ موٹے ہونٹوں اور گھنگریالے بالوں والے ایک بوڑھے
جنگلی نے تمام لوگوں کو پیچھے ہٹایا اور خود ٹارزن کے قریب
آکر اسے غور سے دیکھنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے
ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلنے لگی۔

بوڑھے جنگلی نے بستی والوں کو مخاطب کر کے
کہا۔ ٹارزن پر قابو پانا جانگو قبیلے کا ایک بہت بڑا کارنامہ
ہے۔ اور اس سے ہمارا سردار یقیناً بہت خوش ہوگا۔

اس کے بعد اس نے ایک جنگلی کو اپنے پاس بلا کر
کہا۔ ٹارزن کو اٹھا کر لے چلو اور خونی غار والے قید خانے

میں بند کردو۔ یہ شخص کافی تنومند تھا۔ اس نے بے ہوش ٹارزن کو اپنے کندھے پر لاد لیا۔ اور بوڑھے جنگلی نے چند نیزہ برداروں کے علاوہ باقی سب کو چلے جانے کا حکم دیا جس پر انہوں نے بے چوں چرا عمل کیا۔

بوڑھا اپنے ساتھیوں کے ساتھ ٹارزن کو لے کر خشک ٹیلوں کی طرف بڑھنے لگا۔ کچھ دیر بعد وہ ایک غار میں داخل ہوئے۔ اچانک ٹارزن کو ہوش آگیا۔ بوڑھے اور دوسرے جنگلیوں نے ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر بڑی چابکدستی سے ٹارزن کے ہاتھ باندھ دیئے اور اپنی حراست میں لئے اوپر چڑھنے لگے۔

غار اندر سے کافی چوڑا اور طویل تھا۔ وہ جس راستے پر چل رہے تھے وہ قدرتی نہ تھا بلکہ پتھروں کو بڑی مہارت سے کاٹ کر سیڑھیاں سی بنا دی گئی تھیں۔ آدھا گھنٹہ کی مسافت کے بعد وہ لوگ غار سے نکل کر پتھر کی اینٹوں سے بنی ہوئی ایک عمارت کے سامنے پہنچ گئے۔ جہاں ایک گٹھیلے جسم کا آدمی دروازے پر پہلے سے موجود تھا۔ اس وقت شاید ٹارزن میں ان سے لڑنے کی سکت نہ تھی یا وہ مصلحۃً ان کے اشاروں پر چل رہا تھا۔

دروازے پر کھڑے آدمی نے لکڑی کے بہت

موٹے موٹے تختوں سے بنے ہوئے دروازے کو دھکا دے کر کھولا اور پھر وہ ایک بہت وسیع صحن عبور کر کے ایک برآمدے میں پہنچے جس کے پیچھے بہت سے کمرے بنے ہوئے تھے۔ اُن کمروں کی دیواریں بھی پتھر کی بڑی بڑی اینٹوں سے چُنی گئی تھیں۔ ایک کمرے کا دروازہ کھول کر ٹارزن کو اس میں بند کردیا گیا

ٹارزن سوچ رہا تھا کہ اس سے بہت بڑی غلطی سرزد ہوئی ہے کیونکہ اس کا خیال تھا کہ جنگلی اسے اپنے سردار کے پاس لے جائیں گے۔ اس طرح انوکھی مخلوق کے بارے میں فوری معلومات حاصل کرنا ممکن ہوگا ورنہ راستے ہی میں وہ ان کی گرفت سے نکل بھاگتا۔

اِدھر "راکو" "عظیم دیوی" کے غار سے باہر نکلا اور تیزی سے مغرب کی جانب بڑھنے لگا۔ باہر بیٹھا ہوا منکو جو اِسی انتظار میں تھا۔ وہ بھی درختوں کی شاخوں سے جھولتا

ہوا اُس کے عقب میں لپکا۔ جس طرح پولیس کا آدمی مجرم کا تعاقب کرتا ہے۔

"راکو" ایک لمبا چکر لگا کر اُس غار کے پاس سے گزرا جسے بوڑھے جنگلی نے خونی غار کہا تھا اور ٹارزن کو پکڑ کر اُس کے اندر لے گئے تھے۔ دُور سے غار کو دیکھ کر نجانے کیوں منکو نے راکو کا پیچھا کرنا بےکار سمجھا جب راکو آگے نکل گیا تو منکو درخت سے نیچے اتر کر اپنی لمبی دُم ہلاتا ہوا تیزی سے غار کی طرف بھاگا۔ وہ پتھروں اور ٹیلوں کو پھلانگتا ہوا جلد ہی غار کے اندر پہنچ گیا۔ اور دائیں بائیں دیکھتا ہوا کسی کھوجی کی طرح آگے بڑھ رہا تھا۔

ٹارزن جس کمرے میں بند تھا۔ اس سے باہر نکلنے کا صرف ایک ہی دروازہ تھا اور اُس دروازے کو توڑ کر باہر نکلنا تو کیا ہلانا تک ناممکن تھا۔ اس لئے وہ حیران تھا کہ اب کیا کیا جائے۔ اس کے سر سے نکلنے والا خون اب بند ہو چکا تھا۔ کچھ دیر کے آرام سے وہ سکون سا محسوس کر رہا تھا۔ اچانک کسی کی آہٹ سن کر وہ پہلو سے خنجر نکالتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا۔

ٹارزن کا خیال تھا کہ یہاں سے نکل بھاگنے کا یہ سنہری موقع ہے جوں ہی دروازہ کھلے گا وہ آنے والے پر حملہ کردے گا۔ منکو جو بڑے محتاط انداز میں اِدھر اُدھر دیکھتا ہوا جا رہا تھا جب وہ پتھریلی عمارت کے سامنے پہنچا تو دروازے پر چوکیدار کو دیکھ کر فوراً ہی قریب کے درخت پر جا کر چڑھ گیا۔ یہاں بھی ایک درخت تھا جو پتھروں میں اُگا ہوا تھا۔ چوکیدار کھڑکھڑاہٹ پر چوکنا ہو گیا۔

اچانک اس کی نظر منکو پر پڑی۔ وہ اسے دیکھ کر بڑا حیران ہوا کہ یہ کیسے اِس جگہ آ گیا ہے۔ منکو نے اسے متوجہ پا کر دانت نکال دیئے اور پھر عجیب عجیب شکلیں بنا کر اسے چڑانے لگا۔ جنگلی پہلے تو اس کی حرکتوں پر ہنستا رہا پھر غصے کے عالم میں نیزہ لے کر اس کی طرف لپکا۔ منکو اسے کچھ دیر بھگاتا رہا۔ پھر ایک بڑے سے پتھر کی اوٹ میں چھپ گیا۔ لیکن اس طرح کہ وہ خود چوکیدار کو دیکھ رہا تھا۔ اس وقت اس کا سانس پھولا ہوا تھا لیکن اس نے کمال حد تک اس پر قابو پا رکھا تھا۔ جنگلی اسے ڈھونڈتا ہوا آگے نکل گیا۔ یہ دیکھ کر منکو پتھر کی اوٹ سے باہر آیا اور بھاگ کر دروازے

کے راستے عمارت کے اندر پہنچ گیا اور پھر اسے وہ کمرہ تلاش کرنے میں دیر نہ لگی جس میں ٹارزن قید تھا۔ اس نے روشندان سے کمرے میں جھانکا اسے دیکھ کر ٹارزن مسکرانے لگا۔ ٹارزن جس آواز پر چونک کر آنے والے پر حملہ کے لئے تیار تھا وہ منکو کی ہی آہٹ تھی۔ ٹارزن نے اپنی رہائی کے لئے اس روشن دان کی طرف اِس لئے توجہ نہ دی تھی کہ وہ چھت کے قریب اتنی اونچائی پر تھا کہ ٹارزن کا وہاں تک پہنچنا مشکل تھا۔ اِدھر منکو روشندان سے جھانک کر نیچے اُترا اور پھر کچھ دیر بعد ٹارزن نے روشندان سے ایک موٹا سا رسہ نیچے آتا ہوا دیکھا۔ جو زمین سے تھوڑی سی اونچائی پر آ کر رک گیا وہ فوراً اس کی طرف بڑھا۔ منکو جو اکثر شرارتوں میں مصروف رہتا تھا لیکن انہی شرارتوں میں بعض اوقات وہ ایسا کام کر جاتا تھا کہ عقل دنگ رہ جاتی۔ اس وقت بھی وہ عمارت کے باہر ایک دفعہ پھر چوکیدار کو چکر دے کر رسہ اُٹھا لایا تھا۔ ٹارزن اس کی بر وقت مدد پر بہت مسرور تھا۔ ٹارزن نے رسے کو جھٹکا دے کر اس کی مضبوطی کا اندازہ لگایا اور پھر اوپر چڑھنے لگا۔

پتھریلی دیوار پر پاؤں جماتا ہوا ٹارزن رسے کے سہارے آہستہ آہستہ اوپر جا رہا تھا۔ اسے اس طرح اوپر

چڑھنے میں کسی قسم کی دشواری نہیں ہو رہی تھی۔ وہ چکنے تنے والے سر بفلک درختوں پر بڑی آسانی سے چڑھ جاتا تھا۔ یہاں وہ اِس لئے احتیاط برت رہا تھا کہ منکو نے رسّہ نجانے باہر کس چیز سے باندھا ہو کہیں گرہ کھل نہ جائے۔ اچانک کمرے کے باہر کھٹکے پر اس نے اوپر سے دروازے کی طرف دیکھا۔

ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے بہت سے آدمی دروازے کی طرف بڑھ رہے ہیں یہ جان کر ٹارزن نے سوچا کہ نیچے اتر کر آنے والوں سے مقابلہ کیا جائے لیکن ایک لمحہ میں اس نے اپنا خیال بدل دیا اور تیزی سے روشن دان کے قریب پہنچا۔ اس نے رسّے کا سرا پاؤں کے انگوٹھے اور انگلی میں پھنسایا اور دوسرے پاؤں کو دیوار پر ٹیک کر روشن دان میں لگی ہوئی موٹی موٹی لکڑیوں پر زور آزمائی کی۔ اس کی بے پناہ قوت کے سامنے لکڑیاں اس کا راستہ نہ روک سکیں اور لکڑی ٹوٹ کر علیحدہ ہو گئی۔ اور دوسری لکڑیاں نکالنے میں دیر نہ لگی اور ٹارزن اچھل کر روشندان میں پہنچا۔

اسی لمحے نیچے کمرے کا دروازہ کھلا اور بہت سے جنگلی ہاتھوں میں نیزے سنبھالے شور مچاتے اندر

داخل ہوئے۔ ٹارزن کو وہاں نہ پاکر وہ پاگلوں کی طرح چیخنے لگے۔ بہت زیادہ بلندی کے باوجود ٹارزن فوراً روشندان سے دوسری طرف کود گیا۔ اس کے کودنے کا انداز کچھ ایسا تھا کہ اسے کسی قسم کی چوٹ محسوس نہ ہوئی اور وہ اٹھ کر عمارت کے باہر کے دروازے کی طرف بھاگا۔ کمرے میں جنگلی ٹارزن کے نکل بھاگنے پر پاگلوں کی طرح چیخ رہے تھے۔

ٹارزن کی رفتار خاصی تیز تھی اور منکو شاید اس سے پہلے باہر نکل چکا تھا۔ دروازے پر متعین جنگلی نے ٹارزن کو دیکھا تو اس پر تو جیسے حیرت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے وہ ٹارزن کی قوت اور چستی سے تو واقف تھا اس لئے اس نے سمجھا کہ ٹارزن اس کے ساتھیوں کو ڈھیر کر کے قید سے نکل آیا ہے۔ وہ ڈر اور خوف کے مارے ٹارزن کے راستے سے فوراً ہٹ گیا۔ ٹارزن بھی اس کی طرف توجہ دیئے بغیر تیزی سے بھاگتا چلا گیا۔

ادھر جنگلی بھی وقت ضائع کئے بغیر فوراً کمرے سے باہر آئے۔ جب وہ بڑے دروازے پر پہنچے تو انہیں زندہ دیکھ کر چوکیدار کے چہرے پر حیرانی اور خوشی کے ملے جلے آثار تھے۔ ان جنگلیوں میں سے بوڑھا جنگلی جب

نے ٹارزن کو قید کیا تھا چوکیدار پر برس پڑا۔ چوکیدار نے کانپتی آواز میں انہیں گھنے جنگل کی طرف اشارہ کرکے بتایا کہ ٹارزن اس طرف گیا ہے۔ اور اب تک وہ بہت دور نکل گیا ہوگا۔

جنگلی بھالے سیدھے کئے جنگل کی طرف لپکے وہ بہت زیادہ غصے میں نظر آتے تھے اور اپنے حلق سے عجیب عجیب آوازیں بھی نکال رہے تھے۔ بوڑھا سب سے آگے آگے تھا۔ جب وہ جنگل کے قریب پہنچے تو بوڑھے نے رُک کر پہلے سب کو کچھ ہدایات دیں اس کے بعد وہ مختلف راستوں سے جنگل میں گھس کر خونخوار درندوں کی طرح ٹارزن کو ڈھونڈنے لگے۔ وہ ایک ایک جھاڑی میں جھانک رہے تھے۔

ٹارزن جو عمارت سے نکل کر جنگل کی طرف بھاگا تھا وہ دراصل چوکیدار کو دھوکا دینا چاہتا تھا۔ ورنہ وہ ایک چٹان کی اوٹ میں آتے ہی فوراً چانگو بستی کی طرف پلٹا تھا اور یہیں منکو بھی اُچھل کر ٹارزن کے کندھے پر آ بیٹھا۔ ٹارزن نے اس کی پیٹھ پر تھپکی دیتے ہوئے کہا:

" منکو! آج تو تم نے کمال ہی کر دیا ہے۔ منکو نے اپنی دُم کو کچھ اس انداز سے اِدھر اُدھر لہرایا جیسے اس

کے پاس ٹارزن کے لئے کوئی بہت ہی اہم خبر ہو۔ ٹارزن کو منکو کی بات سمجھنے میں دیر نہ لگی۔ منکو اسے کہیں لے جانا چاہتا تھا لیکن ٹارزن نے اسے اشاروں ہی اشاروں میں سمجھایا کہ اس وقت کہیں اور جانے سے چانگو قبیلے کے سردار تک پہنچنا زیادہ ضروری ہے۔ اس پر منکو کا منہ لٹک سا گیا جیسے اسے ٹارزن کی یہ بات پسند نہ آئی ہو۔ اب وہ بستی کے بالکل قریب پہنچ چکے تھے۔ ٹارزن نے ایک درخت پر چڑھ کر ایک ڈال کی اوٹ سے بستی کی طرف جھانکا۔ ٹارزن کی تیز نظریں دُور تک دیکھ رہی تھیں۔

اسے منکو کی ناراضگی کا علم ہو چکا تھا لیکن اس کی نگاہ چانگو قبیلے کے سردار کے اس بڑے جھونپڑے پر جاکر رک گئی جس کے دروازے پر چیتے کی کھال لٹک رہی تھی۔ اور دروازے کے اوپر ببر شیر کا کٹا ہوا سر رکھا تھا۔ ٹارزن منکو کے ساتھ درختوں کے پتوں اور ٹہنیوں میں بس طرح چھپا ہوا تھا کہ اسے کوئی نہ دیکھ سکے۔ لیکن وہ بستی کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک اچھی طرح دیکھ رہا تھا۔ اس کی پیشانی کی سلوٹوں سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ کسی گہری سوچ میں ہے۔

اچانک منکو ٹارزن کے کندھے سے اتر

ادھر ادھر کودنے لگا۔ ٹارزن نے اس کی بے چینی سے اندازہ لگا لیا کہ کوئی خطرے کی بات ضرور ہے۔ ٹارزن کا خیال درست تھا۔ کچھ جنگلی ایک بہت بڑا ڈھول اٹھائے سردار کے جھونپڑے کے سامنے ایک درخت کے قریب آ رہے تھے اور پھر انہوں نے ڈھول کو رکھ کر اسے زور زور سے پیٹنا شروع کیا جس کی آواز دور دور تک پھیل گئی آواز مسلسل بلند ہوتی جا رہی تھی۔

ڈھول کی آواز سن کر چانگو بستی کے تمام لوگ سردار کے جھونپڑے کے سامنے میدان میں جمع ہونا شروع ہو گئے اور پھر ڈھول کی آواز آہستہ آہستہ تبدیل ہونا شروع ہو گئی۔ اب ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے بہت سے لوگ مل کر رو رہے ہوں۔ اسی لمحے سردار کے جھونپڑے کا پردہ ہٹا اور چانگو قبیلے کا سردار سر پر پروں والی ٹوپی رکھے دو آدمیوں کے ساتھ باہر آیا۔ وہ اپنے قد وقامت اور موٹے جسم کی وجہ سے کسی بھینسے سے کم نہ تھا۔

ڈھول کی آواز سے ٹارزن سمجھ گیا کہ اب موت کا ناچ شروع ہونے والا ہے جس کا مطلب یہ تھا کہ کسی بد نصیب کو درخت سے باندھ کر نیزوں سے چھلنی کر دیا جائے گا۔

اور پھر وہی ہوا۔ کچھ جنگلی ایک جوان آدمی کو پکڑ کر لے آئے۔ اس کے چہرے مہرے اور لباس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ مہذب دنیا سے تعلق رکھتا ہے۔

جانگو سردار کے ہاتھ کے اشارے پر اجنبی کو میدان کے وسط میں کھڑے بڑے درخت کے ساتھ باندھ دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی ڈھول کی آواز انتہائی اونچی ہو گئی اور میدان کے چاروں طرف کھڑے ہوئے جنگلی اس آدمی کے قریب آنے لگے۔ ان میں عورت مرد اور بچے سب ہی شامل تھے۔ وہ لوگ اجنبی کے گرد دائرہ بنا کر ناچنے لگے۔ اور ان کے حلق سے عجیب و غریب آوازیں نکل رہی تھیں۔

ٹارزن چونکہ اس ناچ کا مطلب اچھی طرح

سمجھتا تھا اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ کچھ ہی دیر میں یہ وحشی اپنے زہریلے نیزوں سے اس بے چارے اجنبی کو چھید دیں گے۔ اس لئے ایک انسان کو موت کے منہ میں جاتے دیکھ کر ٹارزن رک نہ سکا۔ وہ فوراً درخت سے نیچے اترا اور چھپتا ہوا ایک ایسے درخت پر جا چڑھا جس کا تنا بہت لمبا، پتلا اور لچک دار تھا۔

اس وقت بھلا منکو پیچھے کیوں رہتا۔ وہ اچھلتا کودتا ایک جھونپڑی میں جا گھسا۔ اس علاقے میں بندر کافی رہتے تھے۔ اس لئے کسی نے اس کی طرف توجہ نہ دی۔ اس شرارت کے پرکالے نے پہلے تو جھونپڑے میں رکھے ہوئے پانی کے گھڑوں کو الٹ دیا۔ پھر وہاں سے کچھ پھل کھا کر باقی بکھیر دیئے۔ یہی حال اس نے کئی جھونپڑیوں میں کیا۔ ایک پالتو بندر بندھا تھا۔ منکو نے چپکے سے اس کے کان پر کاٹ لیا۔ وہ بندر غصے کے عالم میں رسی کو توڑ کر اس کے پیچھے لپکا۔ بھاری بھر کم ہونے کی وجہ سے اس کے لئے تیز بھاگنا دشوار تھا۔ لیکن منکو بہت تیزی سے بھاگ رہا تھا۔ موٹا بندر اس کے تعاقب میں تھا۔ اپنے بڑے ڈیل ڈول کی وجہ سے وہ کئی بار نیچے پڑے ہوئے پتھروں

سے ٹھوکر کھا کر گرا جس سے اُس کے زخمی کان سے خون اُبل پڑا اور پھر تھوڑی دیر میں ہانپنے لگا۔ منکو نے بھاگتے بھاگتے ایک درخت پر ایک لمبی چھلانگ لگائی۔ موٹا بندر بھی اس کے پیچھے اُچھلا۔ اس سے قبل کہ وہ منکو کو دلوچ لیتا۔ منکو نے بجلی کی سی تیزی کے ساتھ نیچے چھلانگ لگا دی۔

موٹا بندر جس کی سانس بُری طرح پھولی ہوئی تھی اور منکو کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے وہ منکو کو ختم کر کے ہی دم لے گا۔ منکو جو شرارت کے موڈ میں تھا نیچے کھڑا دانت نکالے اُسے چڑا رہا تھا۔ موٹا بندر ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر اچھل کر اوپر سے منکو پر جھپٹا لیکن اس کی بدقسمتی کہ ایک ٹوٹی ہوئی شاخ اس کے گلے میں بندھی رسّی کے حلقے میں گھس گئی۔ اور وہ اوپر ہی لٹکا رہ گیا اور ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔ اس کے حلق سے گھٹی گھٹی دردناک آوازیں نکلنے لگیں۔

اس کی یہ حالت دیکھ کر منکو کھی کھی کرکے قلابازیاں لگانے لگا۔ موٹے بندر کے بوجھ کی وجہ سے اچانک اس کے گلے کی رسّی کی گرہ کھل گئی اور وہ دھپ سے

منکو پر آگرا۔ منکو کی تو چیخ ہی نکل گئی اور وہ بھاگ کر ان جنگلیوں میں جا گھسا جو درخت سے بندھے ہوئے اجنبی کے گرد ناچ رہے تھے۔

ایک جنگلی نے موٹے بندر کو جو زخمی حالت میں دیکھا تو وہ نیزہ لے کر منکو کے پیچھے جھپٹا۔ وہ غصے سے دانت پیس رہا تھا۔ کچھ لمحوں کے لئے وہاں کھڑے ہوئے تمام لوگوں کی نظریں منکو اور اس کے پیچھے بھاگنے والے جنگلی کی طرف اٹھ گئیں۔ ٹارزن جو اسی وقت کے انتظار میں درخت پر بیٹھا تھا جنگلیوں کی توجہ دوسری طرف ہوتے ہی اس نے درخت کے تنے کے ساتھ ایک جھولا سا لیا اور عین جنگلیوں کے درمیان اس جگہ آکر اترا جہاں اجنبی درخت سے بندھا ہوا تھا۔

ہر طرف 'ٹارزن'، 'ٹارزن' کا شور برپا ہوگیا اور جنگلیوں میں ایک بھگدڑ سی مچ گئی۔ عورتیں اور بچے تو چیختے چلاتے جھونپڑیوں کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔ کچھ نوجوان جنگلی سردار کے اشارے پر زہریلے نیزے سیدھے کئے ٹارزن کی طرف بڑھنے لگے حالانکہ وہ یہ جانتے تھے کہ ایسے وقت میں وہ ٹارزن کی گرد کو بھی نہیں چھو سکتے۔ ادھر ٹارزن پہلو سے خنجر نکال کر بغیر کسی خوف کے اجنبی کی

رسیاں کاٹنے لگا۔ اور وہ اجنبی اتنا خوف زدہ تھا کہ وہ ٹارزن کو دیکھ تو رہا تھا لیکن اس کے منہ سے کوئی آواز نہیں نکل رہی تھی۔ جنگلیوں کی بہت زیادہ تعداد کے باوجود کوئی بھی اپنے طور پر اکیلا ٹارزن پر حملہ کر کے اپنی موت کو دعوت نہیں دینا چاہتا تھا۔ لیکن سردار کے حکم پر ایک جوشیلے جنگلی نے جرأت کا مظاہرہ کیا اور ٹارزن کے عقب سے اچانک اس پر حملہ کر دیا۔ ٹارزن جو غافل نہیں تھا پلک جھپکنے میں پلٹ کر اس کے نیزے کا وار اپنے چھوٹے سے خنجر پر روک کر سب کو حیرت زدہ کر دیا۔

جنگلی بھی شاید اتنی سی بات پر ہار ماننے والا نہیں تھا۔ وہ بڑی پھرتی سے ایک دم پیچھے ہٹ گیا اور ایک بار پھر نیزے کو ہاتھوں میں تولتا ہوا ٹارزن کے مدمقابل آ گیا۔ ٹارزن اگر چاہتا تو جوابی حملہ خنجر سے بھی کر سکتا تھا۔ لیکن اس نے ایسا نہ کیا بلکہ جنگلی کے قریب آتے ہی بائیں ہاتھ کا ایک زبردست گھونسا اس کے جبڑے پر جڑ دیا۔ جس سے وہ بلبلا اٹھا اور کئی قدم پیچھے تک ہٹتا چلا گیا۔

ٹارزن کا گھونسا اتنا خطرناک تھا کہ جنگلی کے

ہاتھ سے نیزہ نکل کر دُور جا گرا اور وہ کچھ لمحے تک ٹارزن کو خالی خالی نظروں سے دیکھتا رہا پھر چکرا کر زمین پر آ گرا اپنے ساتھی کی یہ حالت دیکھ کر دو جنگلی غصے سے بھرے اپنے نیزوں پر گرفت مضبوط کئے آہستہ آہستہ ٹارزن کی طرف بڑھنے لگے۔ ان کی نگاہیں ٹارزن پر اس طرح جمی ہوئی تھیں کہ اگر پلک جھپکی تو ٹارزن انہیں اگلی دنیا میں پہنچا دے گا۔

جب ان کا فاصلہ ٹارزن سے چند قدم باقی رہ گیا تو دونوں نے یک لخت ٹارزن پر حملہ کر دیا۔ ٹارزن میں تو جیسے بجلی دوڑ گئی ہو۔ وہ اپنی جگہ پر کھڑے کھڑے چیتے کی مانند اُچھلا اور اس درخت کی ایک موٹی شاخ کو پکڑ لیا جس سے اجنبی ابھی تک رسیوں میں جکڑا ہوا تھا۔ اور خوف کے مارے اب اس کے حلق سے گھٹی گھٹی چیخیں نکل رہی تھیں۔

جنگلی غصے کے عالم میں دانت پیستے ہوئے درخت کے قریب آئے تاکہ ٹارزن پر نیزہ پھینک کر اُسے نیچے آنے سے پہلے ہی موت کی گھاٹ اتار دیں۔

ایک جنگلی نے بڑی چابک دستی دکھائی لیکن اس سے قبل کہ نیزہ ٹارزن کو نقصان پہنچاتا ٹارزن نے شاخ چھوڑ کر

اپنے دونوں پاؤں اس جنگلی کے سینے پر مارے۔ اس کی سوچ کے مطابق اس کا یہ حربہ کامیاب رہا تھا۔ جنگلی چلاتا ہوا گرا اور پھر نہ اٹھ سکا۔

دوسرے جنگلی نے جب اس کا یہ حال دیکھا تو وہ پاگل بھیڑیئے کی طرح ٹارزن کی طرف جھپٹا اور نیزے کا ایک زبردست وار ٹارزن کی گردن پر کیا۔ ٹارزن کی اس وقت کی پھرتی ناقابلِ یقین تھی۔ اس نے اپنی جگہ سے اچھل کر جنگلی کا نہ صرف وار خالی کر دیا بلکہ اس کا نیزہ چھین کر دور پھینکتے ہوئے اس کے کندھے پر ایسا دو ہتڑ چلایا کہ وہ جنگلی قلابازیاں کھاتا ہوا سر کے بل نیچے جا گرا۔ اس کے باوجود وہ ابھی مقابلے کے لئے تیار تھا۔ ٹارزن نے اسے اٹھنے سے پہلے اپنے دوسرے زبردست حملے سے بے ہوش کر دیا۔ دور کھڑے دوسرے جنگلیوں میں جیسے ڈر اور مایوسی پھیل گئی۔

سردار کے حکم کے باوجود کوئی آگے نہیں بڑھ رہا تھا۔ ٹارزن فوراً پلٹا اور نیچے گرا ہوا خنجر اٹھا کر اجنبی کی رسیاں کاٹ دیں۔ رسیوں کے کٹتے ہی اجنبی لڑکھڑا کر گر پڑا۔ ٹارزن نے فوراً اس کے بازو سے پکڑ کر اسے سہارا دیا۔ اجنبی کے ہاتھ اور پاؤں کانپ رہے تھے۔

وہ آدمی خوف زدہ آواز میں بولا" نہیں نہیں خدا کے لئے مجھے چھوڑ دو۔ چھوڑ دو۔ اس کے بدلے تم جتنی دولت چاہو مجھ سے لے لو"۔ ٹارزن نے اسے تسلی دینے والے انداز میں کہا "گھبراؤ نہیں میں تمہارا دوست ہوں۔ اب جلد یہاں سے اپنے بھاگ نکلنے کی کوشش کرو"۔ یہ سن کر اجنبی کے جسم میں جیسے نئی زندگی آ گئی ہو۔ لیکن ٹارزن نے ابھی تک اس کے بازو کو تھام رکھا تھا کہ کہیں وہ پھر لڑکھڑا کر نہ گر پڑے۔

اس عرصہ میں ٹارزن کی نظر جنگلیوں پر سے ایک لمحہ کے لئے بھی نہ ہٹی تھیں۔ جنگلیوں نے جب دیکھا کہ ٹارزن ان کے قیدی کو آزاد کرا کر لئے جا رہا ہے تو کئی جنگلی اس پر بھرپور وار کرنے کے لئے اس کے قریب پہنچ گئے۔ ٹارزن اجنبی کا ہاتھ پکڑے تیزی سے نکلتا چلا گیا۔ یہ دیکھ کر ایک جنگلی نے تاک کر ٹارزن پر نیزہ پھینکا۔ قریب تھا کہ نیزہ ٹارزن کی پیٹھ میں پیوست ہو جاتا اس نے اجنبی کو ہٹاتے ہوئے کمال پھرتی سے گھوم کر نیزہ پکڑ لیا جیسے وہ پیچھے بھی دیکھ رہا تھا۔ ٹارزن نے نیزہ صرف پکڑا ہی نہیں بلکہ جس تیزی سے نیزہ آیا تھا اس سے زیادہ تیزی سے جنگلی پر پھینکا۔ نیزہ سنسناتا ہوا جنگلی کے سینے کے

آر پار ہوگیا۔ مرتے ہوئے جنگلی کی چیخیں اتنی خوف ناک اور لرزہ خیز تھیں کہ اجنبی جو پہلے ہی بہت زیادہ گھبرایا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر وہ بے ہوش ہوکر گر پڑا۔ ٹارزن کے لئے نئی صورتِ حال پیدا ہوگئی۔

لیکن وہ کسی بھی موقع پر گھبراہٹ کو اپنے پاس نہیں آنے دیتا تھا۔ اس نے بے ہوش اجنبی کو اٹھا کر اس طرح کندھے پر ڈال لیا تھا جیسے وہ چھوٹا سا لڑکا ہو اور پھر درختوں کی ڈالیوں سے جھولتا ہوا پل بھر میں جنگلیوں کو بہت پیچھے چھوڑ آیا۔ اجنبی کے ہوش میں آتے ہی ٹارزن اس سے کچھ پوچھنا چاہتا تھا کہ اچانک وہ کسی چیز کو دیکھ کر چیخیں مارنے لگا۔ یہ انوکھی مخلوق کا مرغولہ تھا۔

ٹارزن نے فوراً اجنبی کے منہ پر ہاتھ رکھا اور اسے ایک بڑے درخت کے تنے کے پیچھے لے آیا اور تسلی دیتے ہوئے کہا شور مت کرو۔ اس طرح خطرے کا زیادہ امکان ہے۔ اگر اجنبی ٹارزن کے ساتھ نہ ہوتا تو ٹارزن کے لئے اس عجیب وغریب مخلوق کا راز معلوم کرنے کے لئے اچھا موقع تھا۔ اس سے پہلے کہ ٹارزن کوئی فیصلہ کر پاتا مرغولہ آندھی کی طرح درخت کے قریب سے گزرتا ہوا چند لمحوں میں نظروں سے غائب ہوگیا۔

ٹارزن نے ایک گہرا سانس لیا۔ اجنبی کی چیخوں اسے خیال آیا کہ شاید اجنبی نے پہلے بھی انوکھی مخلوق کو دیکھا ہے۔ اس لئے وہ اجنبی کی جانب متوجہ ہوا تاکہ اس سے پوچھے کہ وہ اس انوکھی مخلوق کے بارے میں کیا کچھ جانتا ہے لیکن اس کی حالت دیکھ کر ٹارزن خاموش رہا۔ ادھر منکو نے اپنے پیچھے بھاگنے والے جنگلی کو بھگا بھگا کر بے حال کر دیا لیکن وہ ہار ماننے والا نہ تھا۔ وہ اپنے زخمی بندر کا اس سے بدلہ لینا چاہتا تھا۔ آخر منکو گھنی گھاس میں چھلانگ لگا کر جنگل کی نظروں سے اوجھل ہوگیا اور کافی دیر تک سیدھا بھاگتا چلا گیا۔

منکو جب تھک کر ایک درخت کے تنے سے پشت لگا کر بیٹھا تو اسی درخت کی دوسری طرف ٹارزن اور زخمی اجنبی کھڑے تھے۔ منکو کو دیکھ کر ٹارزن نے ہلکی سی سیٹی بجائی تو وہ خوشی سے قلابازیاں لگاتا ہوا ٹارزن کے کندھے پر آ چڑھا۔ منکو کی اس حرکت کو دیکھ کر اجنبی کے چہرے پر پہلی دفعہ مسکراہٹ آئی۔ منکو نے ایک بار اجنبی کو عجیب و غریب نظروں سے دیکھا پھر ٹارزن کو لے کر اس جگہ پر آیا جہاں ٹیلوں پر "عظیم دیوی" کا غار تھا۔

اجنبی بہت آہستہ آہستہ چل رہا تھا اس لیے وہ ٹارزن سے کافی پیچھے تھا۔ غار کو دیکھ کر ٹارزن سمجھ گیا کہ یہاں کوئی خاص بات ہے۔ ورنہ منکو اسے یہاں ہرگز نہ لاتا۔ ابھی وہ غار میں داخل ہونے کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اچانک ایک خونخوار چیتا دھاڑتا ہوا اسی درخت کے اوپر چڑھ آیا جس کے نیچے ٹارزن کھڑا تھا۔ ٹارزن پہلو سے خنجر نکال کر فوراً پلٹا کیونکہ چیتا بجلی کی سی تیزی کے ساتھ حملہ کرتا ہے۔ تھوڑی سی غفلت ٹارزن کو موت کا منہ دکھا سکتی تھی۔

منکو جو چیتے کی آواز سنتے ہی ٹارزن کے کندھے سے نیچے کود گیا تھا۔ بھاگ کر پیچھے آتے ہوئے اجنبی کے سامنے بازو پھیلا کر کھڑا ہو گیا جیسے اسے آگے بڑھنے سے روک رہا ہو۔ چیتے پر نظر پڑتے ہی اجنبی منکو کی عقلمندی پر بڑا حیران ہوا۔ چیتے کی لمبی دُم زور زور سے اِدھر اُدھر ہل رہی تھی۔ وہ ایک بار بہت زور سے غُرایا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے درخت سے نیچے چھلانگ لگائی۔

ٹارزن اگر پھرتی سے ایک طرف نہ ہٹ گیا ہوتا تو اس وقت چیتے کے تیز اور نوکیلے دانت ٹارزن

کی گردن پر ہوتے۔ چیتا انتہائی غصّے کے عالم میں فوراً
پلٹا اور اس نے ٹارزن پر جھپٹنے کے لئے ایک لمبی چھلانگ
لگائی۔ ٹارزن کی اس دفعہ کی پھرتی بھی حیرت انگیز تھی۔
اس نے فوراً پہلو بدل کر چیتے کے آنے سے پہلے اپنا
تیز دھار کا خنجر اس کے پیٹ میں گھونپ دیا۔

جنگلی درندہ ایک زخم کھانے کے بعد اور زیادہ
غضب ناک ہوگیا۔ ٹارزن جانتا تھا کہ اس کی ذرا سی
بے پرواہی اسے موت کے منہ میں دھکیل سکتی ہے۔
اس لئے اس نے پہلے سے بھی زیادہ چابکدستی دکھاتے
ہوئے چیتے کے پلٹنے سے پہلے اس پر ایک اور وار
کیا۔ اس کے بعد تیسرا، اس طرح چیتا بے جان سا ہوکر
گرا اور کچھ دیر تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہوگیا۔ ٹارزن نے
آگے بڑھ کر چیتے کی لاش پر اپنا دایاں پاؤں رکھا اور
سر اونچا کر کے فتح کا نعرہ لگایا جس سے جنگل گونج
اُٹھا۔

اجنبی جو ٹارزن اور چیتے کی لڑائی کو خوف اور
حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ سوچنے لگا کہ یہ انسان کتنا
چُست اور بہادر ہے۔ اور پھر ٹارزن نے اس کی
جان بچائی تھی۔ اس کی جرأت اور ہمدردی پر اجنبی نے

اسے اپنے بارے میں بتاتے ہوئے کہا "ٹارزن!
ایک بہت بڑے ملک کا شہزادہ ہوں"۔ یہ جان کر
ٹارزن حیران رہ گیا کہ کسی شہزادے کا اکیلے ان خطرناک
جنگلیوں میں کیا کام۔

اس نے اجنبی سے پوچھا "شہزادے! تم اس
خوف ناک جنگل میں کیا کرنے آئے ہو اور تمہیں جنگلیوں
نے کیسے قیدی بنا لیا تھا"؟ شہزادے نے خوف زدہ
آواز میں کہا "ٹارزن! یہ بڑی لرزہ خیز داستان ہے۔ ہمارا
وزیرِ اعظم "ارسلون" بڑا لالچی اور ظالم انسان ہے۔ وہ چاہتا
ہے کہ ملک پر قبضہ کرلے۔ اس نے اپنے آدمیوں کے
ذریعے مجھے اس جنگل میں پھنکوا دیا ہے۔ اگر تم وقت
پر نہ پہنچ جاتے تو جنگلی میرا تکہ بوٹی ایک کر دیتے"۔

اس کے بعد شہزادہ خیالوں میں گم ہو گیا
جیسے گزرے ہوئے واقعات کو یاد کر رہا ہو۔ اس کا
جسم بُری طرح کانپ رہا تھا۔ اس نے رندھی ہوئی
آواز میں کہا "میرے والد جو بہت ضعیف ہیں میری
جدائی میں ان کا بُرا حال ہوگا۔ اور ا اور یہ انوکھی مخلوق
یہ بھی وزیرِ اعظم ارسلون کی کارستانی ہے جس نے
س نے سارے ملک میں خوف و ہراس پھیلا رکھا ہے۔

یہ سن کر ٹارزن کے تعجب کی انتہا نہ رہی اس نے کہا "شہزادے! تمہارا کس ملک سے تعلق ہے چلو میں تمہیں تمہارے ملک لے چلتا ہوں۔" شہزادے نے ڈری ڈری آواز میں کہا "ٹارزن! وہاں میرا جانا جہاں میرے لئے خطرناک ہے وہاں ارسلون میرے والد کو بھی موت کے گھاٹ اتار دے گا۔" ٹارزن نے کچھ سوچ کر کہا "ٹھیک ہے"۔ اس کے بعد وہ شہزادے کو کانگا قبیلے کے سردار شوشو کانگا کے پاس لایا۔ بستی کے سب لوگ ٹارزن کے گرد جمع ہو گئے کہ اس نے انوکھی مخلوق کے سلسلے میں کہاں تک کامیابی حاصل کی ہے۔ ٹارزن نے کہا "کچھ سراغ مل گیا ہے جلد ہی اس پر قابو پا لیا جائے گا۔"

اس کے بعد ٹارزن نے شوشو کانگا سے کہا یہ ملک "شی گالیہ" کا شہزادہ "مانو" ہے تمہاری طرح انوکھی مخلوق کا ستایا ہوا ہے، یہ کچھ دنوں کے لئے تمہارے پاس مہمان رہے گا۔ پھر ٹارزن نے شہزادہ "مانو" سے اس کے ملک اور اس کے والد شہنشاہِ معظم کے بارے میں باتیں پوچھیں اور پھر اسی وقت منکو کو ساتھ لے کر منزل کی طرف روانہ ہوگیا۔ وہ جنگل میں اس

تیزی سے جا رہا تھا جیسے ہموار زمین پر بھاگ رہا ہو۔

ٹارزن افریقہ کے ان وسیع و عریض جنگلات کے ایک ایک حصے سے واقف ہونے کی وجہ سے جانتا تھا کہ شہزادہ "سانو" کا ملک "شی گالیہ" شمال مشرق کی طرف پہاڑی ٹیلوں کے اس پار کالے دریا کے دوسرے کنارے پر واقع ہے۔ اس دریا کو کالا دریا اس لئے کہتے ہیں کہ ایک تو اس کا پانی سیاہی مائل تھا دوسرا اس میں بے شمار آبی بلائیں موجود تھیں۔ شام کے قریب ٹارزن ایک ٹیلے پر پہنچ کر رک گیا۔

منکو اس کے کندھے پر بیٹھا گول گول آنکھیں مٹکا مٹکا کر دیکھ رہا تھا اور ٹارزن اردگرد کا جائزہ لے رہا تھا تاکہ کسی محفوظ اور مناسب جگہ پر آرام کرنے کے بعد تازہ دم ہو کر مزید سفر کیا جائے۔ ٹارزن اور منکو نے ایک بڑے اور گھنے درخت پر رات بسر کی دوسرے دن جنگلی پھلوں سے پیٹ بھر کر آگے روانہ ہوئے۔ دوپہر کے بعد ٹارزن کالے دریا کے کنارے پر پہنچ گیا۔ اس نے پیچھے آتے ہوئے منکو کو آواز دی تاکہ شام سے قبل شی گالیہ پہنچ جائے۔ وہ انوکھی مخلوق کے بارے میں جلد سے جلد معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔

ٹارزن نے ایک چٹان پر کھڑے ہوکر دریا کی تیز و تند لہروں میں چھلانگ لگائی اور تیزی سے تیرتا ہوا دوسرے کنارے کی طرف جانے لگا۔ منکو سہا تے کیوں اس وقت بالکل خاموش تھا۔ ٹارزن انوکھی مخلوق کے بارے میں سوچتا ہوا جا رہا تھا۔ جس نے کانگا قبیلے کے کئی لوگوں کی جان لے لی تھی۔ غیر متوقع طور پر کسی دریائی بلا کا سامنا کئے بغیر ٹارزن دوسرے کنارے پر پہنچ گیا۔

شی گالیہ کی سرحد شروع تو یہیں سے ہوتی تھی لیکن اصل علاقہ دریا کے کنارے میلوں پھیلے ہوئے جنگل کے بعد تھا۔ ٹارزن منکو کو کندھے پر بٹھاتے رکے بغیر آگے بڑھتا چلا گیا۔ اچانک جنگل خوف ناک آوازوں سے گونجنے لگا۔ ٹارزن آوازوں کی سمت کا اندازہ لگا کر ایک درخت پر چڑھ گیا۔ اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر ایک بہت ہی خونخوار قسم کا قوی ہیکل بن مانس کھڑا غرا رہا تھا جیسے بڑی مدت کے بعد کوئی شکار ملنے والا ہو۔

ٹارزن نے اتنے بڑے ڈیل ڈول کا بن مانس پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ بن مانس مست ہاتھی کی طرح

جھومتا ہوا اسی درخت کی طرف بڑھنے لگا جس پر ٹارزن اور منکو چڑھے ہوئے تھے۔ بن مانس جب درخت سے تھوڑے فاصلے پر رہ گیا تو منکو کے دل میں شرارت جو آئی بن مانس کے عین سامنے نیچے چھلانگ لگا دی بن مانس نے اسے پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو وہ بھاگ کر تھوڑی دور جا کھڑا ہوا اور کسی شریر بچے کی طرح ناچنے لگا۔

بن مانس جو غصے کے عالم میں فوراً پلٹا تھا منکو کی یہ حرکت دیکھ کر اس کے حلق سے بڑی خونخوار غراہٹیں نکلنے لگیں وہ تیزی سے منکو کی طرف بھاگا تو منکو دوڑ کر پھر دور جا کھڑا ہوا۔ اس طرح اس نے بن مانس کو کافی دیر ادھر ادھر بھگایا اور پھر جب منکو نے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور چاہتا تھا کہ درخت کی ایک بڑی شاخ کو پکڑ لے لیکن مضبوط ہاتھ نہ پڑنے کی وجہ سے وہ زور سے نیچے آگرا۔ بن مانس نے آگے بڑھ کر اس کو گردن سے پکڑ لیا۔ اب منکو کو اپنی شرارت کا انجام موت کی شکل میں نظر آ رہا تھا۔

ٹارزن جو درخت پر بیٹھا منکو کی شرارتیں

ڈر کر بھاگنے کی بجائے پھر اس سے مقابلے پر آمادہ ہے
کو اپنی طرف متوجہ کر کے کس خوب صورتی سے مجھے
حملے کا موقع فراہم کیا ہے۔ منکو کو بن مانس کے بڑے
اور مضبوط ہاتھ کی گرفت میں دیکھ کر ٹارزن نے پلک
جھپکنے میں بن مانس پر چھلانگ لگائی اور اس کے سینے
پر ایک اتنا زبردست گھونسہ مارا کہ اس کی چیخیں نکل
گئیں اور منکو بھی اس کے ہاتھ سے نکل کر دُور جا گرا۔
اس سے قبل کہ ٹارزن بن مانس پر دوسرا حملہ
کرتا بن مانس بل کھا کر اس کے مقابلے پر آگیا۔ احتیاطی
تدبیر کے طور پر ٹارزن الٹے پاؤں تھوڑا سا پیچھے ہٹا لیکن
اس کی بدقسمتی کہ نیچے پڑے ہوئے بڑے سے پتھر
سے ٹھوکر کھا کر گر پڑا۔ اِدھر اس خطرناک جنگلی
درندے بن مانس نے حیرت انگیز پھرتی دکھاتے ہوئے
ٹارزن کو اٹھا کر کسی ربڑ کے گیند کی طرح اُچھال دیا۔
نم دار زمین کے باوجود ٹارزن کو اچھی خاصی چوٹ
آئی۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ اس وقت اس کی ذرا سی سستی
بھی اس کے لئے موت کا پیغام بن سکتی ہے اس لئے
وہ جس طرح گرا تھا اسی طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ بن
مانس کے لئے شاید یہ بات نئی تھی کہ اس کا دشمن

دیکھ کر ہنس رہا اور سوچ رہا تھا کہ منکو نے بن مانس
جس لئے اس کے حلق سے نکلنے والی غراہٹ پہلے سے
تیز ہوگئی اور آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا جیسے وہ اپنے
غصے پر قابو نہ پا رہا ہو۔ ٹارزن سمجھ گیا کہ اب وہ کوئی
زبردست حملہ کرنا چاہتا ہے اور پھر وہی ہوا کہ بن مانس
چھلا تاکہ ٹارزن کو اپنے بازوؤں میں دبوچ کر اپنے
دانت اس کی گردن میں پیوست کردے لیکن ٹارزن ایک
دم بیٹھ گیا اور بن مانس اس کے اوپر سے ہوتا ہوا نیچے
آگرا جیسے کٹ کر کوئی درخت کا تنا گرا ہو۔

بن مانس نے اٹھ کر پلٹنے میں دیر نہ لگائی ٹارزن
کے لئے اس کی یہ پھرتی کوئی حیران کن نہ تھی لیکن وہ شروع
سے اس بن مانس میں کچھ انوکھا پن سا محسوس کر رہا
تھا۔ بن مانس کے قریب آتے ہی ٹارزن نے اپنی پوری
قوت سے ایک زبردست ٹکر اس کے سینے میں ماری
لیکن بن مانس کے فوراً ایک طرف ہٹ جانے سے
ٹارزن کا سر ایک درخت کے تنے سے جا ٹکرایا اور
وہ چکرا کر گر پڑا۔

ٹارزن نے اپنے آپ پر قابو پانے کی
بہت کوشش کی۔ وہ ایک بار اٹھا بھی لیکن چوٹ بہت

سخت تھی اس لئے بے ہوش ہوگیا۔ بن مانس بازو جھلاتا ہوا
اس کے قریب آیا۔ پہلے اس نے ٹارزن کے گرد
دو تین چکر لگائے۔ پھر اسے سیدھا کر کے کچھ دیر
دیکھتا رہا۔ اس کے بعد اس نے بے ہوش ٹارزن کو
اس طرح اٹھا کر بھاگنا شروع کر دیا جیسے وہ کوئی گڈا ہو۔
بن مانس کا رُخ شی گالیہ کی طرف تھا۔ وہ
ٹارزن کو اُٹھاتے ہوئے مسلسل ایک گھنٹہ تک زمین پر
بھاگتا رہا۔ اب گھنا جنگل شروع ہوگیا تھا اس لئے
جہاں بن مانس کی رفتار میں کمی آئی وہاں اسے آگے بڑھنے
میں دقت ہو رہی تھی۔ اس دقت کے پیشِ نظر بن مانس
نے درختوں پر آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ ٹارزن ابھی
تک بے ہوشی کے عالم میں اس کے مضبوط ہاتھوں
میں جھول رہا تھا۔

ٹارزن کی اِس طویل بے ہوشی سے اندازہ
ہوتا تھا کہ اس کے سر میں لگنے والی چوٹ بڑی
شدید تھی۔ اِدھر منکو جو بن مانس کے ہاتھ سے
گرنے کے بعد ایک درخت کے پیچھے جا چھپا تھا
کافی دیر آنکھیں بند کئے وہاں پڑا رہا جب باہر
آیا تو ٹارزن کو وہاں نہ پا کر بے چین ہوگیا۔

بن مانس دو گھنٹے کے مزید سفر کے بعد فاتحانہ
انداز سے "شی گالیہ" کی شہری حدود میں داخل ہوگیا۔ وہ
جلد از جلد کہیں پہنچنا چاہتا تھا۔

جنگلی درندے بن مانس کا شہر میں داخل ہونا حیران
والی بات تھی۔ بن مانس ایسے راستے پر جا رہا تھا جہاں
لوگوں کی آمدورفت بالکل نہ تھی۔ دوپہر کے قریب
وہ ایک پرانے محل کے کھنڈرات کے قریب
پہنچ گیا۔ ادھر منکو جو دائیں بائیں ایک ایک
چیز کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا اس نے گیلی
زمین پر بن مانس کے پاؤں کے نشانات اور
درختوں کی ٹوٹی ہوئی ڈالیوں سے محسوس کر لیا کہ
بن مانس کس طرف گیا ہے اور پھر اس نے
بھی اسی سمت تیزی سے بھاگنا شروع کر

دیا۔ جدھر بن مانس گیا تھا۔

ٹارزن کو لئے بن مانس کھنڈرات میں ایک
خستہ دیوار سے اندر داخل ہوا۔ ٹوٹے ہوئے فرش والے
صحن کو عبور کر کے وہ ایک برآمدے سے ہوتا ہوا لوہے
کے ایک دروازے کے سامنے آیا۔ دروازے کو دوسری
طرف دھکیل کر وہ سیڑھیوں کے ذریعے دوسری جانب
نیچے اترتا چلا گیا۔ نیچے بے شمار کمرے تھے جن کے
سامنے لوہے کے جنگلے لگے ہوئے تھے۔ بن مانس
نے ایک جنگلا کھول کر ٹارزن کو اندر فرش پر ڈال
دیا۔ یہ سب کچھ اس نے اس طرح کیا جیسے کوئی باشعور
انسان کرتا ہے۔

اس کے بعد وہ وہاں رکے بغیر تیزی سے
واپس پلٹا اور جنگلے کو بڑی مہارت کے ساتھ پہلے کی
طرح بند کر دیا۔ پھر وہ ایک ستون کے ساتھ بیٹھ
لگا کر اس طرح بیٹھ گیا جیسے کوئی انسان سخت کام کرنے
کے بعد سستانے لگتا ہے۔ بن مانس ایک گھنٹہ
تک آنکھیں بند کئے اسی طرح بیٹھا رہا۔ گھنٹے کے
بعد وہاں سے اٹھا۔ تہ خانے سے اوپر آ کر وہ جلدی
جلدی چلتا ہوا ان پرانے کھنڈرات سے باہر نکل گیا۔

ادھر منکو جو کسی ماہر کھوجی کی طرح ٹھیک اسی راستے پر آ رہا تھا جدھر سے بن مانس ٹارزن کو لے کر گیا تھا۔ اس جگہ پہنچ کر وہ چند لمحوں کے لئے رکا جہاں سے بن مانس نے درختوں پر سفر شروع کیا تھا۔ جانوروں کی سونگھنے کی حس یہاں منکو کے کام آئی وہ بھی درختوں کو پھلانگتا ہوا جلد ہی پرانے محل کے کھنڈرات کے پاس پہنچ گیا اور پھر ایک لمبا چکر لگا کر عقبی دیوار کی طرف بڑھا۔ اس کی اس احتیاط سے معلوم ہوتا تھا کہ منکو صرف شریر ہی نہیں تھا عقلمند بھی تھا۔

بن مانس ٹارزن کو جب جنگل سے بے ہوشی کے عالم میں اٹھا کر چلا تھا اس سے تھوڑی دیر بعد ہی ٹارزن کو ہوش آگیا تھا۔ لیکن اس نے جان بوجھ کر اپنی آنکھیں بند رکھیں کیونکہ اسے یہ اندازہ ہو چکا تھا کہ یہ بن مانس اس کی جان کے لئے بے ضرر ہے اور کسی کا پالتو اور سدھایا ہوا ہے۔ ٹارزن اس وقت تک اسی حالت میں لیٹا رہا جب تک بن مانس تہ خانے سے نکل نہ گیا۔ اس کے جاتے ہی وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔

ٹارزن نے یہ سب اس وقتی مصلحت کے تحت کیا تھا کہ شی گالیہ میں داخلے کے وقت وہاں کے

لوگ ایک اجنبی کو دیکھ کر کوئی رکاوٹ نہ کھڑی کر دیں۔ کیونکہ وہ اب انوکھی مخلوق کا قصہ جلد از جلد ختم کرنا چاہتا تھا۔ اس کے علاوہ اس کا یہ بھی خیال تھا کہ شاید اس طرح شی گالیہ کے لالچی وزیر اعظم ارسلون تک پہنچنے کے لئے کوئی راستہ نکل آئے۔ وہ جنگلے کے پاس آیا اور اس کی مضبوطی کا اندازہ لگانے لگا۔

جنگلے کی سلاخیں کافی موٹی اور مضبوط تھیں۔ ٹارزن پوری قوت صرف کرنے کے باوجود کسی سلاخ کو اکھاڑنا تو درکنار معمولی سی جنبش بھی نہ دے سکا اب وہ سوچ رہا تھا کہ اس سے بہت بڑی غلطی ہوئی ہے اس طرح تو مزید وقت ضائع ہونے کا خدشہ پیدا ہو گیا ہے۔ اچانک اس کی نظر اوپر ایک روشندان پر پڑی اس کی آنکھیں چمک اٹھیں اور وہ تھوڑی سی کوشش کے بعد روشن دان تک پہنچ گیا۔

لیکن یہاں بھی اسے مایوسی ہوئی۔ روشندان میں لگی ہوئی لوہے کی سلاخیں نیچے جنگلے والی سلاخوں سے بھی زیادہ مضبوط تھیں۔ وہ نیچے اترا اور سوچنے لگا اب کیا کیا جائے۔ یہ تو وہ جانتا تھا کہ بن مانس جس کسی کے اشارے پر اسے یہاں قید کر گیا ہے

وہ جلد یا بدیر یہاں ضرور آئے گا کہ اسی لمحے اسے دور کسی کے چاپوں کی آواز آئی۔ ٹارزن جنگلے کی پچھلی والی دیوار سے لگ کر باہر دیکھنے لگا۔ اور وہ ہر قسم کے خطرے سے نمٹنے اور مقابلے کے لئے تیار تھا۔

ٹارزن تہ خانے میں جو آوازیں سن رہا تھا۔ یہ دو آدمیوں کے چلنے کی آوازیں تھیں۔ جنہوں نے بھاری جوتے پہن رکھے تھے ان کے سر پر لوہے کے خود تھے۔ لباس سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے شاہی سپاہی ہوں وہ نیزے ہاتھوں میں پکڑے قدم سے قدم ملاتے ہوئے تہ خانے کی سیڑھیوں کے پاس آئے اور پھر جلدی جلدی سیڑھیاں اترنے لگے۔

ٹارزن اس وقت شدید شش و پنج میں مبتلا تھا کہ اسے اگلا قدم کیا اٹھانا چاہیئے۔ کیا وہ ان دونوں نیزہ برداروں جن کی ایک جھلک دیکھ کر وہ فوراً جنگلے سے پیچھے ہٹ آیا تھا کے ساتھ کسی نئی قید میں پہنچ جائے یا ان پر حملہ کر کے یہاں سے نکل بھاگے یہ فیصلہ اسے فوراً کرنا تھا اور پھر اس نے فیصلہ کرنے میں دیر نہ لگائی۔ وہ پہلو سے خنجر نکال کر جنگلا کھلنے کا انتظار کرنے لگا۔

جنگلا کھولنے اور بند کرنے کیلئے باہر دیوار میں ایک زنجیر لگی ہوئی تھی۔ آنے والے نیزہ بردار سپاہیوں میں سے ایک نے زنجیر کو کھینچا۔ ایک کھٹکا ہوا اور جنگلا اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ احتیاطی تدبیر کے طور پر دونوں سپاہی نیزے تانے ایک وقت کمرے میں داخل ہوئے۔ ٹارزن نے بجلی کی سی تیزی کے ساتھ ایک سپاہی پر حملہ کیا۔ سپاہی نے بڑی چابکدستی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کا وار اپنے نیزے پر روکا۔

ٹارزن جسے زندگی میں ہر لمحہ اس قسم کی لڑائیوں اور حالات سے دوچار ہونا پڑتا تھا بھلا وہ دوسرے سپاہی سے جو اچانک عقب سے حملہ کرنا چاہتا تھا غافل کیسے رہ سکتا تھا۔ ٹارزن نے اس کے حملہ کرتے ہی وہیں کھڑے کھڑے پلٹے بغیر بڑی پھرتی سے اس کے سینے پر ایک ایسی لات رسید کی کہ وہ تکلیف سے چلاتا ہوا دوسری طرف الٹ گیا۔ شاید اسے اس اچانک حملے کی توقع نہ تھی۔

پہلے سپاہی نے جب اپنے ساتھی کی یہ حالت دیکھی تو وہ انتہائی غصّے کے عالم میں تھوڑا سا

پیچھے ہٹ کر پھر نیزے سے حملہ آور ہوا۔ ٹارزن نے سپاہیوں کی قوت کا اندازہ لگا لیا تھا۔ اس لئے اس نے خنجر سے حملہ کرکے ان کی جان لینا بے کار تصور کیا۔ اس نے خنجر پھینک کر اس سپاہی کو اپنے فولادی گھونسوں پر رکھ لیا۔ اس کا ہر گھونسہ سپاہی کے لئے قیامت سے کم نہ تھا اور اس کی چیخوں سے کمرہ گونج رہا تھا۔

گرنے والے سپاہی کے سر پر خاصی چوٹ آئی تھی۔ وہ تو اسی وقت بے ہوش ہوگیا تھا۔ چند لمحوں بعد یہ سپاہی بھی اُسی سے جا ملا۔ ٹارزن فوراً کمرے سے باہر نکلا۔ زنجیر کھینچ کر اس نے جنگلے کو بند کیا اور لمبی راہداری میں بھاگنے لگا تاکہ جلد از جلد یہاں سے باہر نکل جائے۔ ایک جگہ اس نے کسی کے کراہنے کی آواز سنی وہ بھاگتے بھاگتے ایک دم رک گیا اور آواز کی سمت کا اندازہ کرنے لگا۔

چند لمحوں بعد اسے معلوم ہوگیا کہ آواز کدھر سے آرہی ہے۔ وہ احتیاط سے اِدھر اُدھر دیکھتا ہوا راہداری کی دائیں جانب ایک اور راہداری میں مُڑ گیا۔ یہ راہداری کافی کشادہ تھی اور اردگرد کی دیواریں

پتھروں سے بنی ہوئی تھیں۔ یہاں کراہنے کی آواز پہلے سے زیادہ واضح سنائی دے رہی تھی۔ ٹارزن آواز کی طرف بڑھا اچانک کسی کی آہٹ سن کر وہ فوراً ایک بڑے سے ستون کی اوٹ میں ہوگیا۔ یہ راہداریاں اور کمرے کچھ اس طرح بنے ہوئے تھے کہ یہاں زیادہ اندھیرا نہیں تھا۔

آہٹ آہستہ آہستہ اس کے قریب آنے لگی اور پھر ایک دم غائب ہوگئی۔ ٹارزن کوشش کے باوجود یہ نہ دیکھ سکا کہ کون تھا۔ کراہنے کی آواز جو کچھ دیر کے لئے بند ہوگئی تھی اب پھر شروع ہوگئی۔ ٹارزن سے چند قدم کے فاصلے پر ایک کمرے میں بند ایک بوڑھا آدمی فرش پر بیٹھا زاروقطار رو رہا تھا۔ اس کی ہچکی بندھی ہوئی تھی۔ بوڑھے کے لباس اور شکل و صورت سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ شاہی خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔

ٹارزن چند قدم چل کر رک گیا۔ وہ کسی دوسرے آدمی کی آہٹ سن کر سوچنے پر مجبور ہوگیا تھا کہ یہاں راستوں اور کمروں کا جال بچھا ہوا ہے اور عین ممکن ہے کہ یہاں بہت سے آدمی موجود ہوں۔ اس لئے وہ ہر قدم بہت سوچ سمجھ کر اٹھانا چاہتا تھا۔ یہ پرانا محل

جو باہر سے بالکل کھنڈر تھا لیکن تہ خانے سے معلوم ہوتا تھا کہ اسے باقاعدہ استعمال کیا جاتا ہے اور اس کی مرمت اور دیکھ بھال بھی اچھے طریقے سے ہوتی ہے۔

ٹارزن خیالوں میں سوچ رہا تھا کہ رونے والے اس قیدی پر نجانے کیا ستم ڈھائے جا رہے ہیں جو وہ مسلسل رو رہا ہے۔ منکو جو محل کی ٹوٹی ہوئی دیوار سے محل کے اندر داخل ہوا تھا۔ اس کی کھوجی طبیعت اسے جلدی ہی تہ خانے کے اندر لے آئی اور پھر نیم اندھیرے میں ٹارزن پر نظر پڑتے ہی وہ انتہائی خوشی سے بے تاب ہو کر ناچنے لگا۔

ناچنے کے ساتھ ساتھ منکو نے خی خو، خی خو اور چر چر کی آوازیں بھی نکالنا شروع کر دیں۔ وہ ٹارزن کو زندہ سلامت دیکھ کر بے خود ہو رہا تھا۔ ٹارزن جسے منکو کا شدید انتظار تھا لیکن اسے اس کا یہ شور پسند نہ آیا کیونکہ اس کا یہ شور کسی نئی مصیبت کا پیش خیمہ بھی بن سکتا تھا۔ ٹارزن نے گھوم کر غصے سے منکو کو دیکھا۔ لیکن روشنی کم ہونے کی وجہ سے منکو کو ٹارزن کے غصے کا علم نہ ہو سکا۔

آخر مجبور ہو کر ٹارزن آگے بڑھا اور اس نے منکو کے قریب جا کر اسے دھیمی آواز میں ڈانٹا۔ پھر ٹارزن اس

جنگلے کے پاس آیا جس کے پیچھے کمرے میں بوڑھا بیٹھا رو رہا تھا۔ ٹارزن نے بوڑھے کو مخاطب کر کے کہا "آپ کون ہیں اور کیوں رو رہے ہیں؟" بوڑھا آنسو بھری آنکھوں سے گلوگیر آواز میں بولا "میں ایک بدنصیب انسان ہوں" مگر، مگر تم کون ہو؟ یہاں سے چلے جاؤ یہ لوگ بہت ظالم اور مکار ہیں"۔

ٹارزن نے جب یہ بتایا کہ "وہ ٹارزن ہے" تو یہ سنتے ہی بوڑھے میں جیسے نئی جان آگئی۔ اس کا رونا ختم ہو گیا۔ اس نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا "جنگل کے بادشاہ ٹارزن! تمہاری بہادری کے بے شمار قصے سنے ہیں۔ خدا کے لئے مجھے اس قید سے نجات دلاؤ۔ میں اس ملک شی گالیہ کا بادشاہ "شاگونا" ہوں۔ اس کے بعد ایک سرد آہ بھر کر وہ پہلے سے بھی زیادہ رونے لگا اس کا جسم کانپ رہا تھا۔ آواز میں دکھ اور کرب تھا۔

ٹارزن نے بوڑھے بادشاہ سے کہا "شاگونا" آپ فکرمند نہ ہوں۔ میں آپ کی رہائی کے لئے اپنی جان کی بازی لگا دوں گا۔ بادشاہ بولا ٹارزن! میں اپنے جوان بیٹے "سانو" کے متعلق سوچ رہا ہوں۔ ان

ظالموں نے نجانے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اور پھر ٹارزن سے یہ جان کر تو بادشاہ شاگونا کی خوشی کی انتہا نہ رہی کہ شہزادہ کانگا قبیلے کے سردار شوشوکانگا کے پاس محفوظ ہے۔ اچانک بادشاہ بولا "کیا تم آہٹ نہیں سن رہے"؟

ٹارزن نے جب غور کیا تو واقعی دور سے چاپوں کی آوازیں قریب آ رہی تھیں۔ ٹارزن بادشاہ کو تسلی دیتے ہوئے بھاگ کر ایک اندھیرے کونے میں ایک ستون کے پیچھے چھپ گیا۔ منکو بھی اچھل کر ایک جانب ہوگیا۔

کچھ دیر بعد ایک کافی صحت مند آدمی وہاں آپہنچا اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور لباس سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے فوج میں بہت بڑا عہدیدار ہو۔

ٹارزن کا خیال تھا کہ اس کے قید خانے سے فرار ہونے کا علم سپاہیوں کو ہوچکا ہے اس لئے اس کی تلاش میں ادھر آ رہے ہیں۔ لیکن اس کا خیال غلط نکلا۔ آنے والا صرف ایک ہی آدمی تھا اور وہ سیدھا بادشاہ شاگونا کے پاس آیا اور کرخت آواز میں بولا "اگر زندگی چاہتے ہو تو اب بھی خزانے کا راز بتا دو

میں تمہیں ابھی آزاد کر دوں گا"

بادشاہ شاگونا نے کوئی جواب دینے کی بجائے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا۔ اس پر اس آدمی نے پھرے ہوئے انداز میں کہا "شاگونا! کیوں اپنے ساتھ اپنے جوان بیٹے کی زندگی کے بھی دشمن ہو رہے ہو"۔ بادشاہ نے اس کی کسی بات کا جواب نہ دیا" جس پر اس آدمی کو وہاں سے ناکام لوٹنا پڑا۔

ٹارزن نے ستون کے پیچھے کھڑے ہوئے آنے والے آدمی کی بادشاہ شاگونا سے تمام گفتگو سنی تھی۔ اس نے سوچا اگر اس آدمی پر قابو پا لیا جائے تو بادشاہ کی قید خانے سے رہائی کوئی مسئلہ نہیں رہے گا کیونکہ اس قید خانے کے جنگلے اس طرح کھلتے اور بند نہیں ہوتے تھے جس طرح کے قید خانے میں وہ خود بند رہا تھا اس لئے ٹارزن تیزی سے آگے بڑھا اور اچھل کر اپنے پاؤں سے اس کے سینے پر حملہ کیا وہ درخت کے کٹے ہوئے تنے کی طرح دھڑام

سے نیچے پختہ فرش پر گرا۔ اس غیر متوقع حملہ سے چند لمحوں کے لئے تو وہ حواس باختہ ہوگیا لیکن اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے اور اُٹھنے میں دیر نہ لگائی۔ اس نے کھڑے ہوتے ہوئے سخت لہجہ میں ٹارزن سے کہا "بدتمیز انسان! تم کون ہو؟ اور یہاں کیسے پہنچے ہو؟" اور پھر وہ ٹارزن کو سر تا پا غور سے دیکھتے ہوئے بولا" کہیں تم ٹارزن تو نہیں ہو؟"

ٹارزن نے کہا" ہاں میں ٹارزن ہوں، جنگل کا بادشاہ ٹارزن! لیکن تم کون ہو؟" وہ بولا میں اس ملک شی گالیہ کا سپہ سالار ہوں۔ اس کے بعد اس نے قہقہے لگاتے ہوئے کہا "ٹارزن! اگر تم خوش قسمتی سے کسی طرح قید خانے سے نکل بھاگنے میں کامیاب ہوگئے ہو مگر اب میرے ہاتھ سے نہیں بچ سکتے اور پھر اس نے پلک جھپکنے میں نیام سے تلوار نکال لی۔ ٹارزن ـــــ فوراً اچھل کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ سپہ سالار ہونے کے ناطے وہ تلوار چلانے کا ماہر ہوگا۔

سپہ سالار قد و قامت کے لحاظ سے ٹارزن سے کسی طرح بھی کم نہیں تھا۔ اس کا جسم بھی کافی مضبوط اور چست نظر آتا تھا۔ اس لئے ٹارزن اپنے

دفاع کے ساتھ ساتھ اس طرح حملہ کرنا چاہتا تھا کہ اس پر فوراً قابو پا لے ادھر سپہ سالار بھی جانتا تھا کہ ٹارزن کو زیر کرنا کوئی آسان کام نہیں اس لئے تلوار سے زیادہ عقل سے کام لیا جائے۔ اس کو ایک تدبیر سوجھی جس کے تحت اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

اس نے اپنا تلوار والا ہاتھ نیچے جھکا لیا اور ہنستے ہوئے کہا "ٹارزن! تمہارا میرا کیا جھگڑا ہے۔ آؤ بات چیت سے معاملہ طے کر لیں۔ وہ دراصل ٹارزن کی توجہ ہٹانا چاہتا تھا جس میں وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہوا کیونکہ اس کے اچانک حملے سے ٹارزن اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور نیچے گر پڑا۔

اچانک گرنے سے ٹارزن کا گھبرا جانا یقینی تھا۔ وہ بے شک ایک بے خوف اور نڈر آدمی تھا لیکن اس کا مدِ مقابل بھی ایک سپہ سالار تھا کوئی معمولی آدمی نہیں تھا۔ سپہ سالار تلوار سونت کر موت کی طرح ٹارزن کی طرف بڑھا۔ منکو جو کافی دیر سے چپ چاپ بیٹھا تھا یہ دیکھ کر اس نے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور سپہ سالار کے عقب میں آ کر اس کی پشت پر لٹکے ہوئے کپڑے کو پکڑ کر دانتوں سے کھینچا۔

سپہ سالار کا آگے بڑھتا ہوا قدم ایک دم رک گیا۔ منکو کو چونکہ وہ پہلے دیکھ چکا تھا۔ اس لئے اس غیر متوقع بات پر اسے کوئی گھبراہٹ تو نہ ہوئی البتہ شدید غصے کے عالم میں وہ جھنجھلا کر پلٹا اور چاہا کہ کپڑے کو جھٹکا دے کر چھڑا لے لیکن منکو کی گرفت مضبوط تھی۔ اس پر اس کا غصہ اور بڑھ گیا۔ اس نے دانت پیستے ہوئے فوراً منکو کو گردن سے پکڑا اور اچھال دیا۔

منکو ایک ستون سے ٹکرا کر زور سے نیچے گرا جس سے اس کی چیخیں نکل گئیں۔ اس دوران سپہ سالار کی نظر ٹارزن سے ایک لمحہ کے لئے بھی نہ ہٹی۔ اس کے باوجود ٹارزن نے اس وقت سے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ وہ بیٹھے بیٹھے تھوڑا سا آگے بڑھا اور پھر غیر یقینی پھرتی سے سپہ سالار کو دونوں ٹانگوں سے پکڑ کر اسے سر کے بل زمین پر دے مارا۔ تلوار سپہ سالار کے ہاتھ سے نکل کر پہلے ہی دور جا گری تھی۔

ٹارزن نے جس اچانک اور چستی سے سپہ سالار کو گرایا تھا اگر وہ چاہتا تو پہلو سے خنجر نکال کر اسے موت کی نیند بھی سلا سکتا تھا لیکن وہ سپہ سالار کو

جان سے نہیں مارنا چاہتا تھا کیونکہ وہ اس کے ذریعے وزیر اعظم ارسلون تک پہنچنا چاہتا تھا۔ اِدھر سپہ سالار کسی ربڑ کی گیند کی طرح نہ صرف اچھل کر کھڑا ہو گیا بلکہ اس نے لپک کر ٹارزن کے عقب سے اس کی گردن کو اپنے مضبوط بازوؤں میں جکڑ لیا۔

سپہ سالار کی چستی حیرت انگیز تھی۔ ایک لمحے کے اندر ہی گرفت ٹارزن کی گردن کے گرد اتنی سخت ہوگئی کہ ٹارزن کو اپنا دم گھٹتا ہوا نظر آیا۔ یک لخت ٹارزن میں جیسے شیر کی سی درندگی آگئی۔ اس کے حلق سے ایک دھاڑ نکلی اور اس نے اپنی دائیں کہنی اس زور سے سپہ سالار کے پیٹ میں ماری کہ وہ تکلیف سے تلملا اُٹھا اور ٹارزن کو چھوڑ دیا۔ اس کے ہٹتے ہی ٹارزن نے اس پر ایک اور زبردست حملہ کیا۔

ٹارزن کے یہ حملے بڑے شدید تھے لیکن سپہ سالار اس طرح ہار ماننے والا نظر نہیں آتا تھا اور پھر موت کو سامنے دیکھ کر تو ہر انسان اپنا آخری حربہ تک آزما لینے کی کوشش کرتا ہے۔ سپہ سالار تھوڑا سا پیچھے ہٹ کر پھر ٹارزن کے مقابلے پر آگیا۔ تھکاوٹ اور غصے کی وجہ سے اس کے منہ سے بڑی خوف ناک غراہٹیں

نکل رہی تھیں۔ اس وقت ایسا لگ رہا تھا جیسے دو جنگلی بھینسے آمنے سامنے کھڑے ہوں۔

سپہ سالار بازو پھیلا کر ٹارزن کی طرف بڑھنے لگا بڑی بڑی مونچھوں کے ساتھ شدید غصے نے اس کے چہرے کو بڑا بھیانک بنا دیا۔ ایک آدھ بار اس نے اپنی گری ہوئی تلوار کی جانب بھی دیکھا لیکن ٹارزن کی نظروں سے وہ بھانپ گیا کہ ٹارزن اسے تلوار اٹھانے کا موقع ہرگز نہیں دے گا اور پھر اس کے جھپٹنے سے پہلے ہی ٹارزن اس پر چھا گیا اس کی کنپٹی پر پڑنے والا ٹارزن کا گھونسہ اسے زمین پر لے آیا۔

سپہ سالار کے بے ہوش ہوتے ہی ٹارزن نے اس کی جیب سے اس قید خانے کی چابی نکالی جس میں بادشاہ "شاگونا" بند تھا۔ وہاں سے ہٹ کر ٹارزن نے منکو کو بلایا جو ایک بڑے ستون کے قریب بیٹھا ہوا اس کی لڑائی کو دیکھ رہا تھا۔ اس وقت ٹارزن عادت کے مطابق فتح کا نعرہ لگانے کی غلطی ہرگز نہیں کر سکتا تھا۔ ٹارزن اور منکو نے ابھی بادشاہ شاگونا کے جنگلے کی طرف قدم اٹھایا ہی تھا کہ دونوں ٹھٹھک کر رک گئے۔

اس کی وجہ وہ آواز تھی جو آ تو دُور سے رہی تھی لیکن ٹارزن نے پہچاننے میں دیر نہ لگائی کہ کوئی بن مانس ادھر آرہا ہے۔ ٹارزن یہ جان چکا تھا کہ یہاں سدھائے ہوئے پالتو بن مانس قیدیوں کو لاتے اور ان کی نگرانی کرتے ہیں۔ یہ وزیراعظم ارسلون جو ان دنوں بادشاہ بنا ہوا تھا کے پھیلائے ہوئے جال اور ہوشیاری کا ثبوت تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہاں ایک خونخوار بن مانس کھڑا غرّا رہا تھا۔ نیم اندھیرے میں وہ اور بھی ہیبت ناک نظر آرہا تھا۔

ٹارزن کے خیال میں یہ وہی بن مانس تھا جو ٹارزن کو جنگل سے اُٹھا لایا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ ٹارزن جن سپاہیوں کو بے ہوش کر کے قید خانے میں ڈال آیا تھا ہوش میں آچکے تھے۔ ٹارزن بن مانس کے یہاں پہنچنے سے قبل ہی دائیں بائیں ستونوں پر اپنے ہاتھ رکھ کر پچھلی دیوار کے سہارے پاؤں ٹیکتا ہوا اوپر چھت کے قریب پہنچ چکا تھا۔ منکو بھی اس کے کندھے پر بیٹھا آنکھیں گھما کر دیکھ رہا تھا۔

بن مانس عین اُس جگہ نیچے کھڑا بے چینی سے ادھر ادھر جھول رہا تھا۔ جانوروں والی حس اسے بتا

رہی تھی کہ اس کا دشمن کہیں قریب ہی موجود ہے لیکن وہ اسے دیکھ نہ سکنے کی وجہ سے بے تاب ہو رہا تھا۔ اچانک منکو کے دل میں نجانے کیا آئی کہ پہلے کی طرح اس نے ٹارزن کے کندھے سے نیچے چھلانگ لگا دی۔ اس طرح بن مانس ٹارزن کی طرف متوجہ ہوگیا۔ اب مجبوراً ٹارزن کو نیچے چھلانگ لگانا پڑی۔ بن مانس پہلے تو چند لمحے کے لئے اپنے دشمن کی جرأت پر حیران کھڑا رہا۔ لیکن اس کے حلق سے غُراہٹ نکل رہی تھی۔

اس کے بعد اس خونخوار جنگلی درندے پر درندگی چھا گئی۔ وہ ایک بار اتنی زور سے گرجا کہ سارا ماحول گونج اٹھا۔ وہ اچھل کر ٹارزن پر جھپٹا۔ ٹارزن کمال پھرتی سے اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ بن مانس چنگھاڑتا ہوا فوراً پلٹا اس سے قبل کہ وہ ٹارزن پر دوسرا حملہ کرتا جنگل کے بادشاہ نے چیتے کی طرح چھلانگ لگا کر تیز دھار خنجر بن مانس کے سینے میں گھونپ دیا۔

زخمی ہونے کے بعد بن مانس پہلے سے زیادہ خطرناک ہوگیا تھا۔ اس نے ایک جھٹکے سے ٹارزن کو اُٹھا کر دور پھینک دیا۔ وہ بُری طرح چنگھاڑ رہا تھا۔ سخت چوٹ کے باوجود ٹارزن کسی مشینی آدمی

کی طرح فوراً اٹھ کھڑا ہوا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ایک لمحہ کا زیان اس کی زندگی کا خاتمہ کر سکتا ہے۔ ٹارزن ایسے درندوں سے بار ہا پنجہ آزمائی کر چکا تھا۔ وہ تیزی سے لپکا اور ایک بار پھر بن مانس پر حملہ آور ہوا۔

ٹارزن جانتا تھا کہ اس جنگلی درندے پر کس طرح قابو پایا جا سکتا ہے۔ اس نے پہلو بدل بدل کر بن مانس پر پے در پے حملے کیے۔ اس کا خنجر والا ہاتھ اس طرح چل رہا تھا جیسے بجلی کوند رہی ہو۔ کچھ دیر بعد بن مانس ڈھیر ہو گیا۔ منکو کلکاریاں مارتا ہوا ایک ستون کی اوٹ سے باہر آیا اور اچھل کر ٹارزن کے کندھے پر آ بیٹھا۔ ٹارزن مردہ بن مانس کو وہیں چھوڑ کر پلٹا۔ ٹارزن کی جگہ منکو نے اس کے کندھے پر کھڑے ہو کر فتح کا نعرہ لگا دیا۔

ٹارزن بادشاہ شاگونا کے قید خانے کی طرف آیا۔ قید خانے کی چابی اس کے ہاتھ میں تھی۔ وہ سپہ سالار کے ہوش میں آنے سے قبل بادشاہ کو رہا کرانا چاہتا تھا۔ قید خانے کا دروازہ کھول کر وہ اندر پہنچا تو منکو اس کے کندھے سے کود کر قید خانے سے باہر اس طرح ٹہلنے لگا جیسے پہرہ دے رہا ہو۔ بادشاہ دیوار

سے ٹیک لگائے غمگین اور مایوسی کے عالم میں بیٹھا ہوا تھا۔ ٹارزن کو اپنے سامنے دیکھ کر بادشاہ حیران رہ گیا۔

اس نے کمزور لیکن خوشی بھری آواز میں ٹارزن سے پوچھا "ٹارزن! یہ باہر شور کیسا تھا؟ تمہارے پاس قید خانے کی چابی کیسے آئی؟ میں تو سمجھا تھا کہ تم واپس چلے گئے ہو گے۔" ٹارزن نے کہا "بادشاہ سلامت یہ ان سب باتوں کے جواب دینے کا وقت نہیں۔ اب آپ یہاں سے چلنے کی بات کریں۔ نقاہت کی وجہ سے بادشاہ سے کھڑا بھی نہیں ہوا جا رہا تھا۔ ٹارزن نے اسے سہارا دے کر کھڑا کیا۔

وہ دونوں قید خانے سے باہر آئے۔ بوڑھا بادشاہ جیسے اپنے آپ کو عالم خواب میں تصور کر رہا تھا۔ قید خانے سے باہر آ کر اسے یقین ہوا کہ اب وہ آزاد ہے۔ اس پر اس میں جیسے زندگی کی نئی لہر دوڑ گئی۔ وہ ٹارزن سے بولا یہاں سے نکلنے کا ایک ایسا خفیہ راستہ بھی ہے جس کا میرے سوا کسی کو علم نہیں۔ ادھر سے نکل چلتے ہیں پھر وہ کئی مختلف اور پیچیدہ راہداریوں سے گزرتے ہوئے ایک بڑے دروازے کے سامنے آئے۔

شریر منکو ٹارزن کے کندھے سے کود کر ان سے پہلے اس دروازے میں داخل ہوگیا۔ یہاں پہنچ کر بادشاہ نے ٹارزن سے کہا اس دروازے کے راستے ہم اس پرانے محل کے اوپر والے حصے میں جانے کا خطرہ مول لئے بغیر محل کے عقبی حصے میں پہنچ جائیں گے۔ وہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ اس دوران ٹارزن نے بادشاہ شاگونا سے انوکھی مخلوق کے بارے میں پوچھا جس کے متعلق بادشاہ نے لاعلمی ظاہر کی۔

کچھ دیر بعد وہ اندھیرے سے کھلی فضا میں آئے وہ درختوں کے ایک بڑے جھنڈ میں ایک غار نما راستے سے باہر نکلے تھے۔ یہ جگہ پرانے محل کے کھنڈرات سے خاصے فاصلے پر تھی۔ ٹارزن نے حیرانی کے ساتھ اِدھر اُدھر کا جائزہ لیا۔ پھر بادشاہ کے اشارے پر وہ اس جانب بڑھے جہاں لکڑیوں سے ایک احاطہ بنا ہوا تھا اور وہاں بہت سے گھوڑے کھڑے چارہ کھا رہے تھے۔ ٹارزن اور بادشاہ اس احاطے کے پاس آئے۔

ان کے وہاں پہنچتے ہی تمام گھوڑوں نے زور زور سے ہنہنانا اور زمین پر پاؤں مارنا شروع کر دیا۔ یہ تمام گھوڑے بڑے خوب صورت اور

صحت مند تھے۔ بادشاہ نے بتایا کہ ان گھوڑوں کو شاہی اصطبل سے یہاں لایا گیا ہے۔ گھوڑوں کا شور سن کر وہاں کا نگران جو مضبوط ڈیل ڈول کا آدمی تھا چیختا ہوا ان کی طرف لپکا۔

بادشاہ اسے دیکھ کر کچھ گھبرا سا گیا۔ اس نے ٹارزن سے کہا یہ بہت بُرا ہوا۔ یہ آدمی "کولیانا" ارسلون کا خاص آدمی ہے اور مجھے اچھی طرح پہچانتا ہے۔ ٹارزن بادشاہ کو تسلی دیتے ہوئے بولا۔ آپ فکرمند نہ ہوں۔ اِدھر کولیانا نے قریب آتے ہی گرج کر انہیں للکارا۔ وہ پلک جھپکنے میں بادشاہ پر حملہ آور ہوا لیکن اس کے جبڑے پر پڑنے والا ٹارزن کا گھونسہ بڑا زبردست تھا۔

ٹارزن کے دوسرے گھونسے نے اس کی کھوپڑی ہلا کر رکھ دی۔ وہ ٹوٹے ہوئے شہتیر کی طرح گرا اور چند لمحوں میں بے حس و حرکت ہوگیا۔ منکو بعض دفعہ ایسی حرکتیں کرتا تھا۔ جسے دیکھ کر ہنسی بھی آتی تھی اور اس کی سمجھ داری کا اظہار بھی ہوتا تھا۔ اس وقت بھی یہی ہوا۔ وہ بھاگ کر گھوڑوں کے باڑے میں جا گھسا اور بھورے رنگ کے ایک گھوڑے

کی لگام پکڑ کر کھینچتا ہوا ٹارزن کی طرف لانے لگا۔

منکو کی یہ حرکت دیکھ کر بادشاہ کے سنجیدہ چہرے پر بھی مسکراہٹ کھیلنے لگی اور پھر جب منکو گھوڑے کی لگام ٹارزن کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے الٹی سیدھی قلابازیاں لگا کر کھی کھی کرنے لگا۔ اس پر تو بادشاہ خوب دل کھول کر ہنسا۔ ٹارزن نے بادشاہ سے کہا آپ فوراً گھوڑے پر سوار ہوں۔ آپ کے لئے جلد ہی کسی محفوظ جگہ پر پہنچنا ضروری ہے۔ بادشاہ ٹارزن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے گھوڑے پر سوار ہونے لگا۔ مسکراہٹ اب بھی اس کے چہرے پر موجود تھی

گھوڑے کا رُخ موڑتے ہی بادشاہ نے ٹارزن سے کہا یہاں سے ایک دن کے فاصلے پر میرا ایک عزیز ترین دوست رہتا ہے۔ میں فی الحال اس کے پاس پناہ لیتا ہوں۔ ٹارزن بولا " بادشاہ سلامت! میرے خیال میں وہاں جانا مناسب نہیں۔ میں نمک حرام وزیرِاعظم ارسطون کی خبر لیتا ہوں منکو آپ کو اس جگہ لے جائے گا جہاں آپ کا بیٹا شہزادہ " سانو " بھی بحفاظت موجود ہے۔

یہ سنتے ہی منکو اچھل کر بادشاہ کے کندھے

پر آ بیٹھا، بادشاہ نے ٹارزن سے کہا " تمہاری یہ تجویز بہت معقول ہے اس طرح میں اپنے بیٹے سے بھی مل لوں گا۔" پھر بادشاہ نے ٹارزن کو احسان مند نگاہوں سے خدا حافظ کہا اور گھوڑے کی لگام کھینچ کر ایڑ لگائی۔ تو چند لمحوں میں گھوڑا ہوا سے باتیں کرنے لگا۔ بادشاہ کے گھوڑا دوڑانے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اِس بڑھاپے میں بھی گھڑ سواری کی خوب مہارت رکھتا ہے۔ ویسے بھی آزادی کی خوشی اور بیٹے سے ملنے کی تمنا نے اس کے قویٰ میں ایک نیا ولولہ پیدا کر دیا تھا۔ شریر منکو بادشاہ کی گردن سے لپٹا اپنی دُم کو اِدھر اُدھر ہلا رہا تھا۔

دو گھنٹے کی مسافت کے بعد گھوڑا ایک دریا کے کنارے جا پہنچا۔ دریا کا پانی اتنا صاف شفاف تھا کہ تہہ میں پڑے ہوئے پتھر تک نظر آ رہے تھے اور ان سے اندازہ ہوتا تھا کہ دریا کی گہرائی زیادہ نہیں البتہ پانی بہت روانی سے بہہ رہا تھا۔ بادشاہ نے گھوڑا پانی میں اتار دیا۔ گھوڑا چھینٹیں اڑاتا تیزی سے جا رہا تھا لیکن اس کی رفتار پہلے سے بہت کم تھی۔

منکو جو بادشاہ کے کندھے سے اُتر کر بادشاہ کے پیچھے گھوڑے کی پیٹھ پر کھڑا تھا دریا کے پانی کو بڑے اشتیاق اور عجیب نظروں سے دیکھ رہا تھا بادشاہ نے جنگل میں پہنچنے کے لئے یہ طویل دریائی راستہ ٹارزن کی ہدایت پر اختیار کیا تھا ورنہ دوسرے راستے سے کسی جنگلی درندے سے مڈبھیڑ ہونے کا خدشہ تھا اور کالے دریا سے جانا اس سے بھی زیادہ خطرناک تھا۔ دریا کے پار اتر کر بادشاہ نے گھوڑا روک دیا۔ اب بغیر رہنمائی کے بادشاہ کے لئے آگے بڑھنا ممکن نہ تھا۔

ٹارزن بادشاہ کو روانہ کرنے کے بعد فوراً درختوں کے جھنڈ میں غار نما دروازے کے ذریعے واپس محل کے تہ خانے میں پہنچا۔ وہ بے ہوش سپہ سالار کے ذریعے وزیراعظم ارسلون تک پہنچنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس تک پہنچے بغیر اس الوکھی مخلوق کے راز سے پردہ نہیں اُٹھ سکتا تھا جس نے جنگل کے باسیوں کی نیند حرام کر دی تھی۔ لیکن جب وہ تہ خانے میں پہنچا تو وہاں سپہ سالار کا نام و نشان نہ تھا۔

وہ کھڑا سوچ رہا تھا کہ اُس وقت اس سے بڑی غلطی سرزد ہوئی ہے۔ سپہ سالار کو یہاں چھوڑ کر نہیں جانا چاہیئے تھا۔ اب وہ ایک بار پھر انوکھی مخلوق کے بارے میں اندھیرے میں پہنچ چکا تھا۔ ٹارزن سپہ سالار کی تلاش میں آگے بڑھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ وہ ہوش میں آنے کے بعد ابھی تہ خانے سے باہر نہیں جا سکا ہوگا۔ ایک جگہ اچانک اوپر سے لوہے کا ایک جنگلا گرا اور ٹارزن جنگلے کے پیچھے قید ہوگیا۔

ٹارزن کا اِس طرح اچانک قید ہوجانا بالکل غیر متوقع تھا کیونکہ وہ اپنا ہر قدم دیکھ دیکھ کر اور بڑے محتاط انداز سے اٹھا چل رہا تھا۔ اِس ناگہانی مصیبت سے وہ ایک لمحہ کے لئے پریشان ہوگیا۔ پھر یہ سوچ کر جو ہوگا دیکھا جائے گا، بڑے اطمینان سے نیچے زمین پر بیٹھ گیا۔ ویسے وہ اِس وقت بھوک بہت محسوس کر رہا تھا اس نے گزشتہ روز سے کچھ نہیں کھایا تھا لیکن بھوک کو برداشت کرنا ٹارزن جیسے دلیر آدمی کے لئے معمولی بات تھی۔

ایک خیال آتے ہی ٹارزن کے ہونٹوں پر مسکراہٹ

کھیلنے لگی اور اسے بھوک کا احساس بھی باقی نہ رہا۔ اس کی خوشی کی وجہ بادشاہ "شاگونا" کی رہائی تھی۔ تہ خانے میں پہلے بھی روشنی نام کی تھی۔ رات ہوتے ہی گھُپ اندھیرا چھاگیا لیکن اس اندھیرے میں ٹارزن خیالوں کی روشنی میں بادشاہ شاگونا کا ہنستا ہوا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ اور سوچ رہا تھا اب تک بادشاہ یقیناً اپنے بیٹے سے مل چکا ہوگا۔

ٹارزن نیچے کھردرے اور سخت فرش پر لیٹ گیا۔ کچھ دیر پہلے کی بھاگ دوڑ کی وجہ سے وہ تھکا ہوا تو تھا ہی اس لئے جلد ہی نیند کی وادی میں پہنچ گیا۔ اور رات بھر مزے سے سوتا رہا۔ ابھی صبح ہوئی ہی تھی کہ سپہ سالار کی کرخت آواز نے ٹارزن کو جگایا۔ غصّے کی وجہ سے سپہ سالار کی آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں اور وہ گزشتہ روز کا بدلہ لینے کے لئے بے چین نظر آتا تھا۔

اُس نے گرج دار آواز میں ٹارزن کو مخاطب کرکے کہا۔" بے وقوف انسان! تم نے بادشاہ کو رہا کروا کے اپنے خیال میں بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ لیکن بادشاہ کی تلاش میں بھیجے ہوئے میرے

آدمی جلد ہی اسے پکڑ کر لے آئیں گے" اور پھر اس نے قہقہے لگاتے ہوئے کہا اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اس کے ساتھ ہی ٹارزن پر ایک جال آ کر گرا اور ٹارزن جال میں بند اوپر اٹھنے لگا۔ وہ اس طرح جکڑا ہوا تھا جیسے ہاتھ پاؤں تک نہیں ہلا سکتا تھا۔

ٹارزن گزشتہ رات سو گیا تھا اور اسے اس بات کا موقع نہیں ملا تھا کہ وہ اس جگہ کا جائزہ لیتا ورنہ اس وقت یہ صورت حال نہ ہوتی۔ ٹارزن نے اپنے آپ کو کبھی بے بس محسوس نہیں کیا تھا۔ ہمیشہ کی طرح اس وقت بھی اس کا ذہن تیزی سے کام کرنے لگا۔ اس نے بڑی پھرتی سے ایک قلابازی کھائی اور جال میں سیدھا کھڑا ہو گیا۔ جال کے چھت کے قریب پہنچنے سے پہلے اس نے ـــــ تیز دھار خنجر سے جال کاٹنا شروع کر دیا۔

ٹارزن کا ہاتھ تیزی سے چل رہا تھا۔ جنگلے سے باہر کھڑے ہوئے سپہ سالار نے جب یہ دیکھا تو وہ غصے اور گھبراہٹ کی کیفیت میں چلانے لگا جیسے کسی پر برس رہا ہو۔ اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہاں

سپہ سالار کے علاوہ اور لوگ بھی موجود ہیں۔ سپہ سالار شور مچاتا ہوا دائیں طرف کی ایک راہداری میں مڑا اور پھر چند لمحوں بعد واپس آیا اور اس کے ہاتھ کے اشارے پر جنگلا آہستہ آہستہ اوپر اٹھنے لگا۔

جنگلے کے ہٹتے ہی سپہ سالار تلوار نکال کر ٹارزن کو للکارتا ہوا فوراً آگے بڑھا۔ ٹارزن جال کے اتنے تار کاٹ چکا تھا کہ وہ اس سے آسانی سے نکل آئے۔ لیکن وہ بے احتیاطی سے نیچے کود کر اپنی جان کو خطرے میں نہیں ڈال سکتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ سپہ سالار ایک تجربہ کار آدمی ہے وہ جال کے تاروں کے سہارے آہستہ آہستہ نیچے اترنے لگا۔

نیچے اترتے وقت ٹارزن کی نظر سپہ سالار پر لگی رہی اس سے قبل کہ سپہ سالار تلوار سے حملہ آور ہوتا۔ ٹارزن زمین پر پاؤں لگتے ہی اچھل کر ایک طرف جا کھڑا ہوا۔ سپہ سالار تلوار سیدھی کر کے یہ کہہ کر ٹارزن کی طرف بڑھنے لگا۔ ٹارزن اب یہ قید خانہ تمہاری قبر ثابت ہو گا۔

ٹارزن فوراً پیچھے ہٹا۔ لیکن ایک ستون نے اس کا راستہ روک لیا۔ ٹارزن کی جگہ کوئی اور ہوتا

تو گھبرا جاتا اور اِس گھبراہٹ میں وہ یقیناً اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا۔ لیکن ٹارزن کے چہرے پر گھبراہٹ کے کوئی آثار نہ تھے بلکہ اُس کی آنکھیں اس وقت اس طرح چمک رہی تھیں جیسے کسی چیتے کی اپنے شکار پر جھپٹتے وقت ہوتی ہیں۔ سپہ سالار نے ٹارزن کے قریب آتے ہی ایک دم اُس پر تلوار کا وار کیا لیکن ٹارزن پھرتی سے پہلو بدل کر فوراً بیٹھ گیا۔

تلوار کی نوک پتھریلے ستون سے ٹکرا کر رہ گئی۔ سپہ سالار جو چاہتا تھا کہ تلوار ٹارزن کے سینے کے آرپار ہو جائے۔ ٹارزن کی پھرتی نے اُس کا مقصد پورا نہیں ہونے دیا۔ اُس پر سپہ سالار کا غصہ پہلے سے بڑھ گیا اور وہ خونخوار اژدھے کی طرح پھنکارتا ہوا پلٹا اور اِس سے قبل کہ وہ ٹارزن پر دوسرا حملہ کرتا۔ ٹارزن نے بیٹھے بیٹھے اپنا پاؤں اُس زور سے اس کی پنڈلیوں پر مارا کہ وہ قلابازی کھاتا ہوا گر پڑا۔

تلوار سپہ سالار کے ہاتھ سے نکل کر دُور جا گری تھی اور وہ خود اُس شدت سے سر کے بل زمین پر گرا تھا کہ اُس کا دماغ چکرا گیا۔ لیکن مضبوط اعضا کا مالک ہونے کی وجہ سے وہ فوراً اٹھ تو بیٹھا لیکن

ہوش میں نظر نہیں آتا تھا۔ ٹارزن نے بڑھ کر تلوار اٹھا لی۔ اِس حالت میں وہ سپہ سالار کو لمحہ بھر میں ٹھکانے لگا سکتا تھا مگر وہ اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنے لگا۔

کچھ دیر میں سپہ سالار کے ہوش بجا ہوئے۔ وہ پہلے کی طرح غصے سے چلا کر ٹارزن پر جھپٹنا چاہتا تھا لیکن ٹارزن کے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر وہیں رُک گیا۔ ٹارزن نے اُسے سخت لہجے میں مخاطب کر کے کہا "سپہ سالار! خاموشی سے کھڑے ہو جاؤ!" اور پھر ٹارزن کے حکم کی تعمیل میں سپہ سالار ہاتھ اوپر کر کے اس کے آگے آگے چلنے لگا۔

کمرے سے باہر نکلنے سے پہلے ٹارزن نے ان لوگوں کو متوجہ کر کے جو کمرے کی چھت پر اور دائیں بائیں موجود تھے گرجدار آواز میں کہا "خبردار! اگر کسی نے کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی تو میں سپہ سالار کو ہلاک کر دوں گا۔" یہ سن کر سپہ سالار نے بڑھتی ہوئی سانس کے ساتھ خود بھی محافظوں کو آگے بڑھنے سے روک دیا اور پھر مڑ کر خوف زدہ آواز میں ٹارزن سے پوچھا "تم آخر چاہتے کیا ہو"؟

ٹارزن نے جواب میں کہا "تم مجھے انوکھی مخلوق کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہو؟" یہ سن کر تو جیسے سپہ سالار کی جان ہی نکل گئی۔ اس نے کانپتے ہوئے کہا "نہیں، نہیں میں انوکھی مخلوق کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا۔" ٹارزن بولا "اچھا تو پھر مجھے جلدی سے وزیر اعظم ارسلون کے پاس لے چلو۔" وہ چلتے چلتے تہ خانے سے باہر پہنچ گئے اور پرانے محل کے بڑے دروازے کی طرف بڑھے۔

بادشاہ "شاگونا" جنگل میں پہنچ کر سوچ رہا تھا کہ اب آگے سفر کیسے جاری رکھا جائے۔ ایک تو شام ہو رہی تھی دوسرا گھنا جنگل۔ وہ شکار کے لئے بارہا ان جنگلوں میں آ چکا تھا۔ اس لئے اسے کسی قسم کے خوف یا ڈر کی بجائے یہ خدشہ پریشان کر رہا تھا کہ منزل کا صحیح علم نہ ہونے کی وجہ سے اس کا راستے سے بھٹک جانا یقینی ہے۔ وہ گھوڑے سے نیچے اتر کر چاروں طرف کا جائزہ لینے لگا۔ اسی وقت منکو نے نحی خو، نحی خو کر کے بادشاہ کو اپنی طرف

متوجہ کیا۔

بادشاہ جسے بیٹے کی جدائی نے بے چین کر رکھا تھا اس لئے اسے یہ ہرگز گوارا نہ تھا کہ معمولی سا وقت بھی ضائع ہو۔ وہ منکو کی "نئی خو" سے پہلے تو کچھ نہ سمجھ سکا۔ جب منکو اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک طرف کھینچنے لگا تو اسے یاد آیا کہ ٹمارزن نے کہا تھا منکو اسے منزلِ مقصود تک لے جائے گا۔ بادشاہ نے اپنے سر کو خفیف سا ہلایا اور پھر گھوڑے پر سوار ہو کر اس کا رخ ادھر موڑ دیا جدھر منکو اسے لے جانا چاہتا تھا۔

منکو بھاگتا ہوا ایک سرسبز ٹیلے پر چڑھنے لگا بادشاہ نے گھوڑا اس کے پیچھے ڈال دیا۔ گھنٹوں اونچے نیچے راستوں پر سفر کرتے ہوئے اب وہ درہ نما علاقے سے گزر رہے تھے۔ جہاں دونوں طرف اونچے اونچے آسمان سے باتیں کرتے ہوئے درخت تھے۔ ان درختوں پر پھل یا پتے نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ لگتا تھا ان پر خزاں آئی ہوئی ہے۔

رات کا اندھیرا پھیل چکا تھا۔ ہوا سے درختوں کی ٹہنیوں اور شاخوں کے آپس میں ٹکرانے سے ایسی

آوازیں پیدا ہو رہی تھیں جیسے بدروحیں گا رہی ہوں منکو اور بادشاہ اس سے بے پرواہ تیزی سے اپنے سفر پر رواں دواں تھے۔

بادشاہ جو گزشتہ کئی ماہ سے نہ تو جی بھر کر سو سکا تھا اور نہ اسے ایک لمحہ کے لئے سکون ملا تھا اس لئے اس کا بدن تھکاوٹ سے چور چور تھا لیکن بیٹے سے ملنے کی امید نے اس کی ساری تھکاوٹ دور کر دی تھی وہ رکے بغیر لگاتار سفر کرتا رہا۔ آدھی رات کو جب چاند اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ اچانک سارا ماحول ایک بہت ڈراؤنی اور عجیب و غریب آواز سے گونج اٹھا۔ بادشاہ گھوڑا روک کر حیرت سے وہ آواز سننے لگا۔

آواز میں ایک گونج تھی اس کی وجہ سے بادشاہ اس کی سمت کا اندازہ نہ لگا سکا اور اس کی پہچان کرنا بھی ناممکن تھا کہ یہ آواز کس درندے یا چیز کی ہے منکو جو پہلے تو ایک پتھر کے قریب دبک کر بیٹھ گیا تھا۔ پھر چیختا ہوا وہاں سے اٹھا اور پتھروں کو پھلانگتا ہوا ایک چٹان پر جا پہنچا اس کے بعد تیزی سے ایک درخت پر چڑھنے لگا۔ درخت کے درمیان پہنچ

کر اس نے ایک شاخ کو پکڑ کر پاؤں تنے پر رکھے اور پہلے سے زیادہ چیخ و پکار شروع کر دی۔

منکو بہت زیادہ خوف زدہ نظر آتا تھا۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر بادشاہ شاگونا کو بہت تشویش ہوئی۔ اگر منکو ہاتھ سے نکل گیا تو پھر بیٹے کے لئے نجانے کب تک ان جنگلوں میں بھٹکنا پڑے۔ واپس جانا اس کی اپنی جان کے لئے خطرناک تھا۔ بادشاہ نے منکو کو بلانے کے لئے آواز دی لیکن اس کی آواز اس خوف ناک آواز میں گم ہو گئی جو آہستہ آہستہ بلند ہو رہی تھی۔ شور کے بڑھنے سے بادشاہ کا گھوڑا بدکنے لگا۔ لیکن بادشاہ نے ماہر شہسوار کی طرح اسے قابو میں رکھا۔ گھوڑا ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ رہا تھا۔

بادشاہ سوچ رہا تھا اگر گھوڑے کو نیچے چھوڑ کر منکو کے پاس جائے تو گھوڑا ڈر کی وجہ سے بھاگ کھڑا ہوگا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ وہ گھوڑے کو موڑ کر اس خطرناک وادی سے نکل جانا چاہتا تھا تو یقیناً گھوڑا اس کا ساتھ دیتا لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ وہ بیٹے تک

پہنچنے کے لئے ہر خطرہ مول لے سکتا تھا۔ لیکن اس کے لئے منکو کا ساتھ ہونا ضروری تھا۔ اچانک ایک زور کا دھماکا ہوا جس سے گھوڑا اس بری طرح گھبرایا کہ بادشاہ اسے قابو میں نہ رکھ سکا۔ وہ بادشاہ کو نیچے گرا کر ہنہناتا ہوا سرپٹ بھاگ کھڑا ہوا۔

بادشاہ شاگونا پریشانی کے عالم میں بھاگتے ہوئے گھوڑے کو دیکھ رہا تھا۔ منکو اور گھوڑے کا بدحواس ہونا، غیر آباد اور نامعلوم جگہ، بڑھاپا اور تھکاوٹ ان سب باتوں نے بادشاہ کو نیم جان کر دیا تھا۔ اچانک گھوڑے کی دور ہوتی ہوئی ٹاپوں کی آوازیں قریب آنے لگیں۔ گھوڑا واپس بادشاہ کی طرف آرہا تھا۔

گھوڑے کو دیکھ کر بادشاہ کے چہرے پر اطمینان کی لہر دوڑ گئی شور بھی پہلے سے کم ہو گیا تھا لیکن ایک بات جو حیران کن تھی وہ یہ کہ گھوڑے کے پیچھے غبار کا ایک طوفان اٹھا ہوا تھا۔ حالانکہ زمین سخت اور پتھریلی تھی۔ تھوڑی دیر بعد جب گھوڑا بادشاہ کے سامنے پہنچا تو وہ یہ دیکھ کر اور بھی حیرت زدہ رہ گیا کہ وہ غبار نہیں تھا بلکہ ایک بہت بڑا عجیب و

غریب اور روشن مرغولہ تھا جس نے گھوڑے کو اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا۔

گھوڑا بُری طرح ہنہنا رہا تھا جیسے بہت زیادہ تکلیف میں ہو۔ اس کے علاوہ اس کی بدحواسی کا یہ عالم تھا کہ اسے راستے میں پڑے ہوئے پتھروں کا بھی ہوش نہ تھا۔ وہ ان سے بار بار ٹھوکریں کھا رہا تھا لیکن وہ ہر بار اپنے آپ کو گرنے سے بچا لیتا روشن مرغولہ ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے گھوڑے کے جسم سے چپک گیا ہو اور پھر گھوڑے نے ایک ایسی ٹھوکر کھائی کہ لڑکھڑاتا ہوا دور جا گرا اور اسی لمحے مرغولہ بھی اس کے جسم سے غائب ہوگیا۔

گرنے سے گھوڑے کو کافی چوٹیں آئیں نوکیلے پتھروں سے اس کا سارا جسم زخمی ہوگیا تھا لیکن اس نے اٹھنے میں دیر نہ لگائی۔ جان پر جب بنی ہو تو انسان حیوان سب بچنے کی تدبیر کرتے ہیں اس لئے وہ پھر بھاگ کھڑا ہوا۔ ابھی اس نے قدم بڑھائے تھے کہ اچانک زور کی گڑگڑاہٹ ہوئی ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے زلزلہ آگیا ہو اور پھر ایک زبردست دھماکے کے ساتھ وہ جگہ پھٹ گئی جہاں گھوڑا تھا

گھوڑے نے اپنے آپ کو بچانے کی بہت کوشش کی لیکن وہ اس میں ناکام رہا اور زمین کے پھٹنے سے پیدا ہونے والے خلا کی گہرائیوں میں گرتا چلا گیا۔ بادشاہ جو زمین ہلنے کی وجہ سے گر پڑا تھا کپڑے جھاڑتا ہوا اٹھا۔ منکو کی چرچراہٹ سن کر ادھر متوجہ ہوا جو درخت سے اتر کر درخت سے نیچے بادشاہ کی طرف آرہا تھا ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے وہ چل نہیں رہا بلکہ لڑھک رہا ہے۔ اس کی سانس بھی پھولی ہوئی تھی۔

پھر وہی ہوا جس کا بادشاہ کو خدشہ تھا۔ منکو بادشاہ کے قدموں میں بے جان ہوکر گر پڑا۔ یہ دیکھ کر بادشاہ کو انتہائی افسوس ہوا۔ وہ تیزی سے اس طرف بڑھا جہاں زمین کے پھٹنے سے گھوڑا گم ہوگیا تھا خلا میں بہت زیادہ گہرائی اور اندھیرے کے علاوہ بادشاہ کو کچھ نظر نہ آیا۔ شور ختم ہونے کی وجہ سے ماحول پرسکون ہوگیا تھا لیکن بادشاہ کے ذہن میں ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ وہ اپنے آپ کو انتہائی بے بس اور لاچار محسوس کر رہا تھا۔

بادشاہ دیر تک اسی حالت میں رہا۔ اس کے

آگے بڑھنے کے تمام راستے مسدود ہو چکے تھے بڑھاپے کی وجہ سے اس میں اتنی سکت نہ تھی کہ وہ اس اچانک پیدا ہونے والی چوڑی خندق جو ایک سرے سے دوسرے سرے تک چلی گئی تھی پار کر سکے۔ واپسی کے لئے تو وہ سوچ ہی نہیں سکتا تھا۔ اسی لمحے عین اسی جگہ جہاں خندق میں گھوڑا گرا تھا سرخ رنگ کا دھواں نکلنے لگا۔

غیر یقینی حالات اور ہر لمحہ نئی باتیں بادشاہ کو پاگل کئے دے رہی تھیں۔ وہ سوچ رہا تھا اگر ٹارزن ساتھ آجاتا تو اسے یقیناً ان حالات سے دوچار نہ ہونا پڑتا۔ بادشاہ خندق سے نکلنے والے دھوئیں کو خالی خالی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ اچانک دھوئیں نے پھیلنا شروع کر دیا۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے دھوئیں نے انسانی صورت اختیار کر لی۔ ایک بدصورت بڑھیا جو قہقہے لگاتی ہوئی بادشاہ کو اپنی طرف بلا رہی تھی۔

یہ وہی کبڑی بڑھیا "عظیم دیوی" تھی جس کے غار میں "جنگلی راکو" ٹارزن کے خوف سے جا چھپا تھا۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا "تم کون ہو؟" بڑھیا پہلے کی طرح ہنستے ہوئے بولی "شگونا! میں عظیم

دیوی ہوں۔ عظیم دیوی۔ دنیا کی سب سے بڑی جادوگرنی تم سمجھتے تھے کہ تم بھاگ کر نکل جاؤ گے لیکن میں نے تمہاری گرفتاری کا ارسلون سے وعدہ کیا ہوا ہے۔ یہ سن کر بادشاہ کا سر گھومنے لگا اور آنکھوں کے سامنے ستارے سے ناچنے لگے۔

بادشاہ نے رندھی ہوئی آواز میں کہا تمہاری میرے ساتھ کیا دشمنی ہے؟ بڑھیا نے اس کی بات کا جواب دیئے بغیر قہقہہ لگاتے ہوئے اپنا دایاں ہاتھ اوپر کیا شاید وہ کوئی جادوئی حربہ استعمال کرنا چاہتی تھی کہ منکو جو بادشاہ سے چند قدموں کے فاصلے پر بے ہوش پڑا تھا اسے ہوش آگیا اس نے وہیں سے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور بڑھیا کی گردن پر جھپٹا۔

یہ دیکھ کر بادشاہ بہت خوف زدہ ہوا۔ منکو کا زندہ و سلامت ہونا اس کے لئے انتہائی خوشی کی بات تھی لیکن اس کی یہ حرکت بادشاہ کو قطعاً پسند نہ آئی۔ اس طرح جادوگرنی کے غصے میں اضافہ ان دونوں کی زندگی کے لئے خطرناک تھا۔ منکو جو بجلی کی سی تیزی سے جھپٹا تھا۔ اس کے اس اچانک اور غیر متوقع حملے سے جادوگرنی اتنی گھبرا گئی کہ اس

کی چیخیں نکل گئیں۔ ادھر منکو ایک لمحہ میں واپس بھی کود گیا۔

منکو کا جھپٹنا بے مقصد نہ تھا۔ اس نے بڑی چالاکی اور پھرتی کے ساتھ کبڑی جادوگرنی کے گلے سے نیلے رنگ کے موتیوں کا ہار اتار لیا تھا۔ جب تک جادوگرنی اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتی۔ منکو بھاگتا ہوا ایک پتھر کے پاس آیا۔ دائیں ہاتھ میں ہار کو لٹکایا اور بایاں ہاتھ پتھر پر رکھ کر خوشی سے اچھلنے لگا جیسے کہ رہا ہو دیکھو میں نے کتنی بہادری کا کام کیا ہے۔

خوشی سے منکو کے حلق سے پچر پچر اور خی خو خی خو کی آوازیں بھی نکل رہی تھیں جس پر بادشاہ پل بھر کے لئے سب غم بھول گیا۔ اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگی۔ منکو نے دو چار قلابازیاں لگائیں اور بادشاہ کے پاس آکر ہار اس کے ہاتھ میں تھمایا اور پھر بھاگتا ہوا ایک اور پتھر پر جا بیٹھا اور پہلے کی طرح بازو ہلا ہلا کر قہقہے لگانے لگا۔ ایسے لگتا تھا کہ وہ جادوگرنی کا منہ چڑا رہا ہے۔ کچھ دیر پہلے بے ہوش ہونے والا منکو اب بالکل تروتازہ اور ٹھیک تھا۔

عظیم دیوی یعنی کبڑی جادوگرنی جو خندق

سے باہر آ چکی تھی۔ دانت پیستے ہوئے آگے بڑھی۔ اس کی آنکھیں سُرخ انگارہ ہو رہی تھیں۔ وہ کڑک دار آواز میں منکو سے مخاطب ہو کر بولی" ٹھہر جا اُلو کے چرخے! میں تیری طبیعت صاف کرتی ہوں۔ پھر ایک لمحے کے اندر جادوگرنی کی سُرخ آنکھوں سے تیز قسم کی روشنی نکل کر منکو پر پڑی اور وہ وہیں پتھر کا بت بن گیا۔

اس کے ساتھ ہی کبڑی جادوگرنی کے قہقہے شروع ہو گئے۔ وہ مڑی اور آہستہ آہستہ بادشاہ کی طرف آئی۔ بادشاہ کو منکو کا بت بن جانے کا بہت افسوس ہوا۔ جادوگرنی نے قہقہوں کے درمیان بادشاہ سے کہا" شاگونا! تم نے میری طاقت کا اندازہ لگا لیا ہوگا۔ اگر میں چاہوں تو ان پہاڑوں کو دھواں بنا کر اڑا دوں۔" بادشاہ بولا" لیکن تم نے اس بے زبان بندر کو پتھر بنا کر بہت بڑا ظلم کیا ہے۔"

جادوگرنی کو ایک دم غصہ آگیا اور وہ گرجتی ہوئی بولی" شاگونا! میں اپنے ساتھ گستاخی کرنے والوں کو کبھی معاف نہیں کرتی۔" پھر وہ بادشاہ کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہار کی طرف اشارہ کرکے

بولی جو منکو نے اس کے گلے سے اتار کر بادشاہ کو دیا تھا "لاؤ یہ ہار مجھے دے دو" بادشاہ کے منہ سے غیر ارادی طور پر نکلا "نہیں ایسا نہیں ہوسکتا۔ پہلے تم منکو کو اس کی اصل حالت میں لاؤ پھر یہ ہار تمہیں ملے گا۔ جادوگرنی کچھ سوچنے لگی۔ پھر ایک دم اپنے سر کو جھٹک دیا۔

جادوگرنی کی آنکھیں پھیلی ہوئی تھیں اور اس کے چہرے سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس کی تمام شیطانی قوتیں بد روحوں کی طرح اس کے گرد ناچ رہی ہیں۔ اس نے بدستور غصے والے لہجے میں کہا" شاگونا! میرے غصے کو آواز نہ دو ورنہ میں تمہیں جلا کر بھسم کردوں گی" بادشاہ نے اندازہ لگا لیا کہ جب تک ہار اس کے پاس موجود ہے جادوگرنی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ ورنہ وہ جو دھمکی دے رہی تھی وہ کر گزرتی۔

بادشاہ نے بڑے اعتماد بھرے اور قدرے خشک لہجے میں کہا" جادوگرنی! اگر تم نے میرے کہنے پر عمل نہ کیا تو میں اس ہار کو پتھر سے ریزہ ریزہ کر دوں گا"۔ یہ سن کر جادوگرنی کو جھرجھری سی آگئی

اس نے انڈے کی طرح کا ایک ہیرا بادشاہ کو دکھاتے ہوئے مسکرا کر کہا" شاگونا! یہ ہیرا اس ہار سے کئی گنا زیادہ قیمتی ہے یہ لے لو اور ہار مجھے دے دو"

بادشاہ نے جادوگرنی کے اس لالچ اور نرم لہجے سے ہار کی اہمیت کو سمجھ گیا۔ اس لئے وہ پہلے سے بھی سخت انداز سے بولا" جادوگرنی! یہ ہار میں اس وقت تک تمہارے حوالے نہیں کرسکتا جب تک منکو اپنی صحیح حالت میں نہ آجائے اور میں اپنے بیٹے تک نہ پہنچ جاؤں۔ یہ سن کر جادوگرنی غصے سے کانپنے لگی۔ اس نے کہا" شاگونا! میرے سامنے تمہاری حیثیت ہی کیا ہے۔ اس کے ساتھ وہ دھوئیں میں تبدیل ہوگئی۔

بادشاہ کو اس پر بالکل حیرت نہ ہوئی کیونکہ کچھ دیر پہلے وہ اسے اسی حالت میں دیکھ چکا تھا البتہ اسے اس بات کا ضرور خدشہ تھا کہ اب یہ مکار جادوگرنی یقیناً کوئی خطرناک جادوئی حربہ استعمال کرے گی۔ دھواں چکر کھاتا ہوا آہستہ آہستہ فضا میں بلند ہو رہا تھا اور پھر کچھ لمحوں بعد ایسا معلوم ہوا جیسے زلزلہ آگیا ہو۔ زمین پہاڑ ہلنے لگے اور ہر طرف دھول سی اڑنے لگی۔ لیکن بادشاہ جہاں کھڑا تھا

وہ جگہ بالکل پرسکون تھی۔ بادشاہ نے فضا میں جادوگرنی کی گونجتی ہوئی آواز سنی جو کہہ رہی تھی "شاگونا! میں جلد ہی واپس لوٹوں گی اور پھر پلک جھپکنے میں ڈھول ختم ہوگئی اور پہاڑوں کا ہلنا بھی بند ہوگیا۔ بادشاہ کے دل میں نجانے کیا آئی اس نے منکو کے مجسمے کے پاس پہنچ کر ہار اس سے جو چھوا تو منکو نہ صرف زندہ ہو گیا بلکہ بادشاہ کے ہاتھ سے وہ ہار جھپٹ کر بھاگ کھڑا ہوا۔

ٹارزن سپہ سالار کو تلوار کی نگرانی میں لئے ہوئے پرانے محل کے کھنڈرات سے باہر آیا۔ یہاں سے وہ ایک لمبا چکر لگا کر محل کے عقب میں اس اصطبل کے پاس پہنچے جہاں سے بادشاہ گھوڑے پر سوار ہوکر روانہ ہوا تھا۔ ٹارزن اور سپہ سالار گھوڑوں پر سوار ہوکر اس محل کی جانب بڑھے جہاں وزیراعظم ارسلون کا قیام تھا۔ ان کے گھوڑے ہوا سے باتیں کرتے ہوئے جا رہے تھے۔

سپہ سالار کا گھوڑا آگے تھا اور ٹارزن

تلوار ہاتھ میں لئے اس کے پیچھے جا رہا تھا۔ ٹارزن نے گھوڑا دانستہ طور پر پیچھے رکھا ہوا تھا۔ ایک تو وہ سپہ سالار کے کسی حمایتی کے اچانک حملے سے باخبر رہنا چاہتا تھا اور دوسرا اس طرح وہ سپہ سالار کے دائیں بائیں ہوتے وقت اسے آسانی سے قابو میں کرسکتا تھا۔ اور پھر وہی ہوا جس کا ٹارزن نے سوچا تھا۔ سپہ سالار نے درختوں کے ایک جھنڈ کے قریب اچانک گھوڑا دائیں جانب موڑ لیا۔

اور اس کے گھوڑے کی رفتار حیرت انگیز طور پر تیز ہوگئی۔ ٹارزن نے بھی گھوڑے کو ایڑ لگائی تلوار تو اس نے اسی وقت پھینک دی کیونکہ وہ گھوڑا دوڑانے میں حائل ہوتی۔ ویسے بھی سپہ سالار کا اس طرح بھاگ کھڑے ہونے سے معلوم ہوتا تھا کہ اسے تلوار کا خوف ہرگز نہیں تھا بلکہ اس نے نکل بھاگنے کی ایک چال چلی تھی اچانک اس کا گھوڑا بھاگتے بھاگتے ایک دم رک گیا۔

وہ بُری طرح ہنہنا رہا تھا۔ سپہ سالار نے اگر پھرتی نہ دکھائی ہوتی تو گھوڑے کی پشت سے نیچے آ گرتا۔ ٹارزن کا گھوڑا زیادہ تیزی سے نہیں

دوڑ سکتا تھا۔ کیونکہ گھوڑوں کے انتخاب میں بھی سپہ سالار کی عیاری شامل تھی۔ اس لئے وہ پیچھے رہ گیا۔ سپہ سالار کا گھوڑا اس آواز کی وجہ سے رک گیا جس سے سارا ماحول گونجنے لگا تھا۔ یہ شیر کی دھاڑیں تھیں اور پھر چند لمحوں میں ایک خوفناک ببر شیر درختوں کی اوٹ سے سامنے آگیا۔

شیر کو دیکھ کر سپہ سالار کا رنگ فق ہوگیا کیونکہ سامنے اور پیچھے دونوں طرف اس کے لئے موت تھی۔ کچھ ہی دیر میں ٹارزن اس کے قریب پہنچنے والا تھا۔ ادھر شیر آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ سپہ سالار نے فوراً گھوڑے کو پیچھے موڑا اور پھر اسے معلوم نہ ہو سکا اور وہ گھوڑے زمین پر آ گرا۔ اس کے بعد ٹارزن نے اس پر دوسرا حملہ کرنے کے لئے چھلانگ لگا دی۔

سپہ سالار کو ٹارزن کے پہلے حملے پر گھوڑے سے اچانک گرنے سے خاصی چوٹ آئی تھی لیکن اس نے نیچے سے اٹھنے میں دیر نہ لگائی ورنہ ٹارزن کا دوسرا حملہ بڑا جارحانہ تھا۔ اس نے اس طرح چھلانگ لگائی تھی جیسے کوئی بھرا ہوا شیر اپنے شکار

پر جھپٹتا ہے۔

سپہ سالار مقابلے پر ڈٹ گیا۔ لیکن اس کے چہرے پر گھبراہٹ کے آثار صاف نظر آرہے تھے۔ ٹارزن کی بے پناہ طاقت کے سامنے اس کی ایک نہ چلی۔ ٹارزن نے اس کی گردن کو اپنے بازو کی گرفت میں لے لیا۔

سپہ سالار نے اپنی گردن ٹارزن کی گرفت سے چھڑانے کی بہت کوشش کی لیکن پہلا سا دم خم نہ ہونے کی وجہ سے وہ کامیاب نہ ہوسکا۔ ٹارزن کی گرفت لمحہ بہ لمحہ سخت ہوتی جا رہی تھی۔ سپہ سالار اب مقابلہ کرنے کی بجائے نکل بھاگنا چاہتا تھا۔ یہ بھانپ کر ٹارزن نے اس کی گردن پر مزید دباؤ ڈالا جس سے اس کا دم گھٹنے لگا اور وہ چند لمحوں میں بے ہوش ہوکر گر پڑا۔

ٹارزن کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ کھیلنے لگی۔ اس نے دائیں بائیں ایک طائرانہ نظر ڈالی۔ یہ ایک سرسبز علاقہ تھا یہاں سے گھنا جنگل شروع ہو رہا تھا۔ ٹارزن کا گھوڑا تھوڑے سے فاصلے پر کھڑا گھاس چر رہا تھا۔ ٹارزن نیچے بیٹھ کر سپہ سالار کو اٹھانے

لگا تاکہ وزیراعظم ارسلون تک جلد از جلد پہنچے اچانک شیر کی دھاڑ سے درختوں پر بیٹھے پرندے چیخ اٹھے۔

ٹارزن کو اس کا اندازہ لگانے میں کوئی دقت نہ ہوئی کہ شیر اس سے کتنے فاصلے پر ہے۔ وہ سپہ سالار کو چھوڑ کر اس طرف لپکا۔ شیر سپہ سالار کے تعاقب میں ادھر آنکلا تھا۔ کوئی اور موقع ہوتا تو ٹارزن وقت کے زیاں کے پیش نظر شیر سے کترا کر آگے بڑھ جاتا۔ لیکن یہ خدشہ تھا کہ کہیں شیر بے ہوش سپہ سالار پر حملہ نہ کردے۔ جب شیر سامنے آیا تو وہ خنجر نکال کر اس سے نمٹنے کے لئے تیار تھا۔

جنگلی درندوں سے زور آزمائی کرنا ٹارزن کا روزمرہ کا معمول تھا اس لئے اس کے چہرے پہ کسی قسم کے گھبراہٹ کے آثار بالکل نہ تھے۔ بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ کوئی کھیل کھیلنا چاہتا ہے۔ شیر نے اپنا دایاں پنجہ زمین پر مارا اور زور سے دھاڑا اور اس کی دم تیزی سے ادھر ادھر ہلنے لگی۔ ٹارزن سمجھ گیا کہ اب وہ حملہ کرنا چاہتا ہے اور پھر وہی ہوا شیر بجلی کی تیزی سے اچھل کر ٹارزن پر حملہ آور ہوا ٹارزن ایک دم بیٹھ گیا اور شیر اس کے اوپر سے ہوتا ہوا نیچے آیا۔

اگر ٹارزن نے پھرتی کا مظاہرہ نہ کیا ہوتا تو شیر کے خونخوار دانت ٹارزن کی گردن پر ہوتے۔ انسان کی آنکھ اس خونی درندے کی پھرتی کا تعاقب نہیں کر سکتی۔ شیر نیچے گرتے ہی فوراً پلٹا غصے سے اس کا سارا جسم کانپ رہا تھا۔ شیر کے حملے کے وقت ٹارزن اس پر وار کرسکتا تھا۔ لیکن وہ شاید شیر کو تھکا کر وار کرنا چاہتا تھا۔ شیر زور زور سے اپنے پاؤں زمین پر مارنے لگا۔ اس کے حلق سے بڑی خوف ناک آوازیں نکل رہی تھیں۔

کچھ لمحے شیر اسی طرح اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ پھر گھوم کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اس پر ٹارزن کو بہت حیرت ہوئی۔ کیونکہ شیر کبھی اپنے دشمن کو چھوڑ کر نہیں بھاگتا ٹارزن کچھ سوچ کر بے ہوش سپہ سالار کے پاس جانے کے لئے پلٹا ہی تھا کہ شیر کچھ دور جا کر دھاڑتا ہوا بہت تیزی سے ٹارزن کے عقب میں آیا۔ ٹارزن نے شاید زندگی میں پہلی بار اس درندے سے دھوکا کھایا تھا لیکن اس نے بھی خنجر پر گرفت مضبوط کرتے ہوئے گھومنے میں دیر نہ لگائی۔

شیر ٹارزن کے قریب پہنچ کر ایک دم جھپٹا

ٹارزن نے بڑی چابکدستی سے ایک طرف ہٹ کر ایک بار پھر شیر کا وار خالی دیا۔ اس سے قبل کہ شیر اس پر پھر حملہ آور ہوتا۔ ٹارزن اس سے پہلے اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اور پھر جب شیر گرجتے ہوئے اس پر جھپٹا ٹارزن نے اپنا دفاع کرتے ہوئے جھک کر خنجر اس کے سینے میں گھونپ دیا۔

زخم کھا کر شیر اس بری طرح چنگھاڑا کہ زمین ہلتی ہوئی محسوس ہوئی اور وہ پہلے سے بھی زیادہ خطرناک ہوگیا۔ ٹارزن چونکہ جانتا تھا کہ خنجر کے ایک وار سے خونخوار درندے کا کچھ نہیں بگڑتا اس لئے وہ خود پیچھے ہٹا اور پھر اس سے قبل کہ شیر سنبھلتا اس نے اپنی بھرپور قوت سے شیر پر پے در پے تین مزید وار کر کے اسے ڈھیر کر دیا۔

شیر کے مرتے ہی ٹارزن نے شیر کے قریب کھڑے ہو کر اپنا سر اٹھایا اور پھر ہو ہو ہا ہا کا ایک پر شگاف نعرہ لگایا۔ اس کے بعد وہ اس جگہ آیا جہاں سپہ سالار بے ہوش پڑا تھا لیکن اسے وہاں نہ پا کر ٹارزن کو بڑی حیرت ہوئی۔ ٹارزن نے اسے بہت تلاش کیا لیکن اس کا کہیں نام ونشان تک

نہ تھا۔ اتفاق سے ٹارزن والے گھوڑے کی باگیں گرے ہوئے ایک درخت سے الجھ گئیں۔ اس لئے وہ وہاں سے نہ جا سکا تھا۔

سپہ سالار کو کھو کر ٹارزن ایک بار پھر انوکھی مخلوق کے بارے میں اندھیرے میں چلا گیا تھا۔ مایوسی کو تو ٹارزن نے کبھی اپنے قریب ہی نہ آنے دیا تھا اس لئے اس نے یہ سوچ کر کہ اب سپہ سالار کو ڈھونڈنے کی بجائے بہتر یہ ہے کہ براہِ راست وزیراعظم ارسلون تک پہنچا جائے۔ وہ گھوڑے کے پاس آیا اور اس پر سوار ہو کر واپسی کے لئے روانہ ہوا۔ اس کا گھوڑا ہوا سے باتیں کرتا ہوا جا رہا تھا۔

ٹارزن نے واپس جانے کے لئے وہ راستہ اختیار نہیں کیا تھا جس سے وہ آئے تھے۔ وہ ایک لمبا چکر لگا کر شہر میں پہنچا اور پھر اسے یہ معلوم کرنے میں دقت نہ ہوئی کہ وزیراعظم ارسلون کا قیام جس محل میں ہے وہ کہاں ہے۔ سورج ڈوبنے سے پہلے وہ وہاں پہنچ گیا۔ محل کی عظیم الشان عمارت ایک سرسبز ٹیلے پر بنی ہوئی تھی اور اس کے مینار آسمان سے باتیں کر رہے تھے۔

ٹارزن نے گھوڑے کو چھوڑ دیا اور بڑے محتاط انداز سے محل کی طرف بڑھنے لگا۔ میلوں پر پھیلے ہوئے اس ٹیلے پر درختوں اور پودوں سے جنگل کا سا سماں تھا۔ رات کا اندھیرا ابھی نہیں چھایا تھا اس لئے وہ ایک جگہ رک کر رات کا انتظار کرنے لگا۔

جب ٹارزن کو یقین ہو گیا کہ اب محل میں سکون ہو گا تو وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور دائیں بائیں دیکھتا ہوا محل کے قریب پہنچا۔ چاند کی روشنی میں محل کے اونچے اونچے برج چمک رہے تھے۔

ٹارزن ایک اونچے درخت کے ذریعے جو فصیل کے بالکل قریب تھا۔ فصیل پر کود گیا۔ کچھ دیر وہ ایک ہی جگہ دم سادھے بیٹھا رہا۔ پھر فصیل کی چوڑی دیوار پر بھاگتا ہوا اس برج کی طرف بڑھا جس کے آہنی دروازے سے گزر کر وہ نیچے محل میں پہنچ سکتا تھا۔ ابھی وہ برج کے پاس نہیں پہنچا تھا کہ ایک نیزہ بردار پہرے دار نے اسے للکارا۔ ٹارزن فوراً دیوار سے چھت پر آیا اور اتنی ہی چابکدستی سے پہلو سے خنجر نکال لیا۔

پہریدار کا اس طرح اچانک راستے میں آنا اس

کے لئے غیر متوقع نہیں تھا اس لئے اس پر کسی قسم کی گھبراہٹ کا شائبہ تک نہ تھا۔ پہرے دار نے نیزہ سیدھا کیا اور انتہائی غصے کے عالم میں ٹارزن پر حملہ آور ہوا۔ اس کے حملے سے بچنے کے لئے ٹارزن کو کچھ زیادہ کوشش نہ کرنا پڑی اور پھر ٹارزن کے خنجر کے استعمال کے بغیر ہی اس کی ٹانگ نے پہرے دار کو چاروں خانے چت کر دیا۔ ٹارزن نے کچھ سوچ کر بے ہوش پہرے دار کے کپڑے خود پہن لئے اور پلٹ کر برج کے دروازے سے تیزی سے نیچے جانے لگا۔ یہاں خاصا اندھیرا تھا۔ لیکن ٹارزن کی آنکھیں اس طرح چمک رہی تھیں جیسے وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ سینکڑوں کی تعداد میں سیڑھیاں اترنے کے بعد وہ ایک وسیع راہداری میں پہنچا اور بائیں جانب ایک دروازے میں داخل ہونا ہی چاہتا تھا کہ اچانک ٹھٹھک کر رک گیا۔

ٹارزن آہٹ پر چونکا تھا۔ وہ فوراً پلٹا تاکہ کسی ستون یا دیوار وغیرہ کی اوٹ میں ہو جائے لیکن اس سے پہلے ہی دو نیزہ بردار اس کے سامنے آ گئے ان کا لباس بھی ویسا ہی تھا جیسا ٹارزن نے پہن رکھا تھا۔ لباس کی مناسبت اور اندھیرے کی وجہ سے وہ

ٹارزن کو پہچان نہ سکے بلکہ اپنا ہی آدمی سمجھ کر سر ہلاتے ہوئے اس کے قریب سے گزرتے ہوئے سیدھے راہداری میں آگے بڑھ گئے۔

ٹارزن انہیں جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا اور وہ سوچ رہا تھا کہ اگر یہ لوگ اوپر برج کے باہر فصیل کے پاس پہنچ گئے تو اس کا راز کھل جائے گا لیکن نیزہ بردار ایک اور راہداری میں مڑ گئے۔ ٹارزن نے ایک گہرا سانس لیا اور دروازے کے اندر داخل ہو گیا۔ مختلف راستوں سے وہ ایک ایسے کمرے میں پہنچا جس کی دیوار پر جنگلے والا ایک بڑا سا روشن دان تھا اور اس سے کسی کے رونے کی آواز آ رہی تھی۔

ٹارزن نے آواز سے اندازہ لگا لیا کہ یہ کسی عورت کی آواز تھی۔ ٹارزن احتیاطی طور پر ادھر ادھر دیکھتا ہوا اس روشندان کے قریب آیا۔ روشندان زمین سے زیادہ اونچا نہ تھا۔ اس سے دوسری طرف آسانی سے دیکھا جا سکتا تھا۔ ٹارزن نے دیوار کے ساتھ پہلو میں کھڑے ہو کر اندر جھانکا۔ ایک لمبا تڑنگا گنجا آدمی ایک لڑکی کو بازو سے پکڑ کر گھسیٹ رہا تھا۔ لڑکی زار و قطار رو رہی تھی۔ لمبے آدمی نے

کرخت آواز میں کہا "شہزادی اگر تم نے بادشاہ ارسلون سے شادی سے اب بھی انکار کیا تو پھر تمہاری جان بخشی نہیں ہو سکتی"۔ لمبے لمبے اور سنہرے بالوں والی یہ لڑکی بہت خوب صورت تھی۔ اس کی موٹی موٹی سیاہ آنکھوں سے لگاتار آنسو بہہ رہے تھے۔

شہزادی گلوگیر آواز میں بولی "ظالمو! تم نے میرے بوڑھے باپ کو قید میں ڈال دیا ہے۔ میرا بھائی نجانے کہاں کہاں کی خاک چھانتا پھر رہا ہوگا۔ میری جان بھی چلی جائے لیکن میں تم لوگوں کا کہا ہرگز نہیں مان سکتی۔" اس پر اس آدمی کی آنکھیں شعلے برسانے لگیں۔ اس نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا "بیوقوف لڑکی! تمہاری یہ ضد تمہارے باپ کی جان کے لئے بھی خطرہ بن سکتی ہے" یہ سن کر جیسے وہ لڑکی کانپ سی گئی۔

اس آدمی نے پھر اس کے بازو کو سختی سے پکڑا اور ساتھ چلنے کے لئے کہا۔ ٹارزن دوسری جانب کھڑا ان کی سب باتیں سن رہا تھا۔ اسے معلوم ہوگیا کہ یہ لڑکی بادشاہ شاگونا کی بیٹی ہے اس لئے وزیراعظم ارسلون کو ڈھونڈنے سے پہلے اس کی مدد کرنا زیادہ ضروری ہے۔

ٹارزن نے روشن دان کے جنگلے میں ہاتھ ڈالا پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد اپنی پوری قوت اور چابکدستی سے جنگلا باہر نکال لیا اور روشندان پہ چڑھ گیا۔

ٹارزن نے جتنی احتیاط سے جنگلا نکالا تھا۔ اس سے زیادہ احتیاط سے اندر داخل ہو رہا تھا۔ اس کے خیال کے مطابق یہ بھی تو ممکن تھا کہ اس گنجے آدمی کے علاوہ کمرے میں اور لوگ بھی موجود ہوں۔ جو اس کے لئے نقصان کا پیش خیمہ بن سکتے تھے۔ گنجے کی ٹارزن کی جانب پیٹھ تھی۔ اس لئے اسے ٹارزن کے

اندر آنے کا علم نہ ہوا۔ شہزادی کی نظر ٹارزن پر پڑی تو
وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

گنجے آدمی نے شہزادی کے چہرے پر پیدا
ہونے والی حیرانی کو فوراً محسوس کرلیا۔ اس لئے وہ
شہزادی کا بازو چھوڑ کر کسی اژدھے کی طرح پھنکارتا
ہوا پلٹا۔ اور گرج کر ٹارزن سے کہا "تم کون ہو اور
تمہیں یہاں آنے کی جرأت کیسے ہوئی ہے؟" ٹارزن
کے چہرے پر کسی قسم کا خوف یا گھبراہٹ نہ تھی۔
وہ بڑے پرسکون انداز سے بولا "میں ٹارزن
ہوں، جنگل کا بادشاہ ٹارزن"!

گنجا اپنے تیور چڑھا کر پہلے سے زیادہ
سختی کے ساتھ طنزیہ انداز سے بولا۔ "جنگل کا بادشاہ!
تمہیں شاید تمہاری موت جنگل سے کھینچ لائی ہے۔"
پھر وہ شہزادی کو ایک طرف دھکا دے کر ٹارزن
پر جھپٹنے کے لئے اپنے بازو پھیلائے ٹارزن کی
طرف بڑھا۔ شہزادی بجنسہ فرش پر بُری طرح
گری تھی جس سے اس کی چیخ نکل گئی۔ یہ
دیکھ کر ٹارزن کو بھی غصہ آگیا اور وہ مقابلے کے
لئے تیار تھا۔

اس سے قبل کہ گنجا ٹارزن پر حملہ آور ہوتا
ٹارزن نے اس پر اس سے پہلے ہی حملہ کردیا لیکن
گنجے آدمی نے کمال پھرتی سے ٹارزن کا وار خالی
دیا۔ اور ٹارزن اپنے ہی زور سے کمرے کی آخری
دیوار تک بھاگتا چلا گیا۔ جس سے وہ سمجھ گیا کہ
اس آدمی سے مقابلہ کرنا آسان نہیں اور پھر اس
سے پہلے کہ ٹارزن سنبھل پاتا گنجے نے اپنی پوری قوت
سے ایک گھونسہ ٹارزن کی کنپٹی پر جڑ دیا اور
ٹارزن قلابازی کھاتا ہوا گر پڑا۔

ٹارزن نے گنجے کی قوت کو بھانپ کر اٹھنے
میں دیر نہ لگائی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس کی معمولی
سی غفلت گنجے کو اسے زیر کرنے کا موقع فراہم
کردے گی۔ وہ کسی بپھرے ہوئے شیر کی مانند گرجتا
ہوا اس پر جھپٹا اور پھر گنجے کو اپنے دفاع کا
موقع ہی نہ ملا۔ ٹارزن کی تیزی قابلِ دید تھی۔ اس
کے کیے بعد دیگرے فولادی گھونسوں سے گنجا آدمی
کچھ ہی دیر میں بے ہوش ہوکر ڈھیر ہوگیا۔

ٹارزن چونکہ اپنی ہر فتح پر اپنے پر شگاف
نعرے سے اپنی فتح کا اظہار کرتا تھا لیکن اس

وقت اس محل میں وہ ایسا کر کے اپنے لئے کسی نئی مصیبت کو آواز نہیں دے سکتا تھا۔ اس نے پہریدار والا لباس اتار دیا اور شہزادی کے پاس آیا جو نیچے بیٹھی ابھی کراہ رہی تھی۔ ٹارزن نے اُسے بازو سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا "چلو شہزادی یہاں سے فوراً نکل چلو۔

شہزادی نے ٹارزن کی تعریف کرتے ہوئے کہا "ٹارزن! تمہاری بہادری کے قصّے تو بہت سُنے تھے آج تمہاری طاقت کے ساتھ تمہیں بھی دیکھ لیا ہے۔" ٹارزن بولا "شہزادی! یہ وقت باتیں کرنے کا نہیں ہے۔ اگر کوئی آگیا تو مصیبت بن جائے گی"۔ وہ کمرے سے باہر آئے۔ دائیں طرف کی راہداری میں کچھ دیر تک چلنے کے بعد شہزادی ایک دروازے کا پردہ ہٹاتے ہوئے بولی "ٹارزن! یہ محل سے نکلنے کا محفوظ ترین راستہ ہے۔"

دونوں جلدی سے اندر داخل ہوئے۔ رات کا وقت تھا۔ اندھیرے کی وجہ سے ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ لیکن شہزادی راستے سے واقف تھی۔ اِس لئے وہ کسی وقت کے

بغیر چند منٹوں کے بعد محل کے انتہائی آخر میں واقع بُرج پر کھڑے تھے۔ آسمان پر چاند چمک رہا تھا۔ شہزادی نے اشارے سے بتایا یہی ایک راستہ ہے جہاں سے ہم دوسروں کی نظروں سے چھپ کر جا سکتے ہیں۔ ٹارزن نے منڈیر پر ہاتھ رکھ کر نیچے جھانکتے ہوئے کہا "یہاں سے نیچے اترنا کیسے ممکن ہے"۔

شہزادی قریب ہی سے ایک موٹا سا رسہ کھینچ لائی اور ہنستے ہوئے بولی "اب تو مشکل نہیں"۔ لیکن پھر وہ ایک دم مغموم ہوگئی۔ ٹارزن نے پوچھا "شہزادی کیا بات ہے"! شہزادی روتے ہوئے بولی "میرے والد اور بھائی"!! ٹارزن نے بات کاٹتے ہوئے کہا "شہزادہ سانو" "بادشاہ شاگونا" اس وقت جنگل میں کانگا قبیلے کے سردار شوشو کانگا کے مہمان ہیں۔ یہ سن کر شہزادی کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ ٹارزن نے رسّے کے ذریعے پہلے شہزادی کو نیچے اتارا پھر خود اترا۔

اچانک گھوڑوں کی ہنہناہٹ سن کر دونوں محل کی پتھریلی دیوار کے ساتھ چپک کر کھڑے ہو گئے۔ یہ شاہی سپاہی تھے جو محل کا پہرہ دیتے ہوئے اِدھر آ نکلے تھے۔ گھڑ سوار جب ان کے قریب

پہنچے تو ٹارزن اچھل کر کسی چیتے کی مانند ایک پر اور پھر دوسرے پر جھپٹا۔ اس کے بعد وہ بیہوش سپاہیوں کو وہیں چھوڑ کر گھوڑوں پر سوار برق رفتاری سے شہر کی حدود سے بہت دُور نکل آئے۔

سورج کی پہلی کرن کے ساتھ ہی وہ گھنے جنگلوں میں پہنچ چکے تھے۔ شہزادی جو کچھ دیر قبل برسوں کی بیمار نظر آتی تھی اس وقت اس کا چہرہ خوشی سے تمتما رہا تھا اور اس کے گھوڑا دوڑانے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ شہسواری سے مکمل طور پر واقف ہے۔ ان کے گھوڑوں کا رُخ جنگل کے اس حصے کی جانب تھا جدھر "کانگا" قبیلہ آباد تھا۔ گھنے جنگل کی وجہ سے ان کی رفتار پہلے کی نسبت بہت سست ہو گئی۔

راستے میں اچانک دو خونخوار جنگلی بھیڑیوں نے ان پر حملہ کر دیا جس سے شہزادی بہت زیادہ گھبرائی اور اس کے ہاتھ سے گھوڑے کی باگیں نکل گئیں اور وہ گھوڑے سے نیچے آ گری۔ ٹارزن فوراً گھوڑے سے کود کر بھیڑیوں کے مقابلے پر آ گیا اور چند منٹوں میں انہیں اگلی دنیا میں پہنچا دیا۔

اس کے علاوہ انہیں راستے میں کسی اور درندے کا سامنا نہ کرنا پڑا۔ اور وہ شام ہونے سے پہلے کانگا بستی میں پہنچ گئے۔ شوگا نے خود ٹارزن کا استقبال کیا۔

ٹارزن نے سردار شوگا کو کچھ مغموم پایا جس پر اس نے سوچا کہیں ایسا تو نہیں کہ انوکھی مخلوق نے اس کی عدم موجودگی میں پھر اِدھر کا رُخ کیا ہے۔ شوگا سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ انوکھی مخلوق کو پھر یہاں دیکھا تو نہیں گیا البتہ بستی والے ابھی تک بہت خوف زدہ ہیں۔ اسی اثنا میں شہزادہ سانو آ گیا۔ وہ اپنی بہن سے مل کر بہت خوش ہوا لیکن جب ٹارزن کو یہ معلوم ہوا کہ بادشاہ "شاگونا" ابھی تک یہاں نہیں پہنچا تو شہزادہ اور ٹارزن دونوں کو بہت تشویش ہوئی۔

اُدھر یہاں سے کافی دُور بادشاہ شاگونا پہاڑوں کے درمیان کھڑا منکو کو بلا رہا تھا جو اس کے ہاتھ سے ہار جھپٹ کر اِدھر اُدھر کودتا پھر رہا تھا۔ اسی لمحے ایک گھوڑا بھاگتا ہوا بادشاہ کے قریب سے گزرا۔ بادشاہ نے بڑھ کر اس کی لگام

پکڑ لی۔ یہ دیکھ کر منکو بھاگتا ہوا آیا اور اچھل کر بادشاہ کے کندھے پر بیٹھ گیا۔ بادشاہ گھوڑے پر سوار تیزی سے اپنی منزل کی جانب بڑھنے لگا۔

منکو نے ہار بادشاہ کو دے دیا جسے بادشاہ نے احتیاط کے طور پر گلے میں ڈال لیا۔ ان کا گھوڑا ہوا سے باتیں کرتا ہوا جا رہا تھا۔ یہ گھوڑا سپہ سالار کا وہی گھوڑا تھا جو شیر سے خوف زدہ ہو کر بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ بادشاہ منکو کی رہنمائی میں کانگا بستی کی جانب جا رہا تھا۔ بستی سے کچھ ہی فاصلہ باقی تھا کہ اچانک منکو بادشاہ کے کندھے سے کود کر نیچے گھومنے لگا۔ یہ دیکھ کر بادشاہ بھی مسکراتا ہوا گھوڑے سے نیچے اترا۔

بادشاہ بیٹے سے جلد ملاقات کی وجہ سے رکنا تو نہیں چاہتا تھا لیکن لگاتار سفر کی وجہ سے وہ قدرے تھک سا گیا تھا اور پھر اسے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ ابھی اور کتنا سفر کرنا ہے۔

اچانک تیز سیٹی کی آواز سے سارا جنگل گونجنے لگا۔ بادشاہ کے لئے یہ آواز نئی نہ تھی

کیونکہ وہ کچھ دیر پہلے پہاڑوں کے درمیان جادوگرنی کی روانگی کے وقت یہ آواز سن چکا تھا۔ اس گونج دار آواز کے ساتھ انوکھی مخلوق کا مرغولہ چکر کھاتا ہوا تیزی سے "کانگا بستی" کی طرف بڑھ رہا تھا۔

ٹارزن نے شہزادہ سانو اور شہزادی کو تسلی دیتے ہوئے کہا فکرمند نہ ہوں میں جلد ہی معلوم کروں گا کہ بادشاہ ابھی تک یہاں کیوں نہیں پہنچا اس کے علاوہ لالچی اور ظالم ارسلون کو بھی اس کے کئے کی سزا ضرور دوں گا۔ اس کے بعد وہ سردار شوشو کانگا کو کچھ ہدایات دے کر اسی وقت وہاں سے واپس روانہ ہوا۔ راستے سے واقفیت کی وجہ سے آدھی رات ہونے سے قبل وہ پھر محل میں پہنچ چکا تھا۔ ایک دروازے کے سامنے پہنچ

کر وہ کچھ سوچنے لگا۔

وہ چاہتا تھا کہ اسی وقت ارسلون تک پہنچ جائے حالانکہ اس کی آنکھیں بوجھل سی ہو رہی تھیں۔ وہ اس دروازے سے ہٹ کر ایک راہداری میں پہنچا۔ اچانک بہت سے آدمیوں نے ٹارزن پر حملہ کر دیا۔ ٹارزن جنگلی درندوں کے ساتھ پلا بڑھا تھا۔ اس نے ڈٹ کر مقابلہ کیا لیکن حملہ آوروں کی کثیر تعداد نے اسے بے بس کر کے بے ہوش کر دیا جب اسے ہوش آیا تو ایک کمرے میں ایک بہت بڑے ستون کے ساتھ موٹے موٹے رسوں سے جکڑا ہوا تھا۔

رسے کافی مضبوط تھے۔ اس کے علاوہ ٹارزن کے ہاتھ بھی پشت پر بندھے ہوئے تھے جس کی وجہ سے وہ بالکل بے بس تھا۔ کمرے کے اندر آنے والی دھوپ سے ٹارزن نے اندازہ لگا لیا کہ دن کافی چڑھا ہوا ہے۔ گزشتہ رات کی لڑائی کا سارا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم گیا۔ وہ سوچنے لگا اگر اس پر نیند کا غلبہ نہ ہوتا تو وہ حملہ آوروں کا دیر تک مقابلہ کر سکتا تھا۔ اب وہ تازہ دم تھا۔ اور آنے والے لمحات سے نپٹنے کے لئے بالکل

تیار تھا۔

دُور سے قریب آتی ہوئی آہٹ پر ٹارزن دروازے کی طرف متوجہ ہوا۔ ایک بوڑھا آدمی پردہ ہٹا کر اندر داخل ہوا اور سخت لہجے میں ٹارزن سے مخاطب ہو کر بولا "ٹارزن! تم نے بادشاہ اور شہزادی کو یہاں سے لے جا کر اپنی موت کو آواز دی ہے۔" وہ آدمی جو سر سے گنجا تھا۔ لیکن اس کی گردن اور کن پٹی پر بڑے بڑے بال تھے۔ ٹارزن کو خیال آیا یہ "ارسلون" تو نہیں۔ اس لئے اس نے کسی جواب کے بغیر پوچھا "تم کون ہو؟"

بوڑھے نے کہا "میں بادشاہ ارسلون کا وزیر ہوں اور تمہیں یہ بتانے آیا ہوں کہ کل کا سورج تمہاری موت کا پیغام ہوگا لیکن اس سے پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے شہزادی اور بادشاہ "شاگونا" کو کہاں پہنچایا ہے۔" ٹارزن نے باتوں کے دوران ہاتھوں پر بندھی ہوئی رسّے کی گرہ کھول لی تھی۔ پھر کسی مست ہاتھی کی طرح اس نے ایک جھٹکے کے ساتھ جسم کے گرد بندھے ہوئے رسّے کو توڑ دیا۔ اور گرجتا ہوا کھڑا ہوگیا۔

اس وقت ٹارزن انتہائی غصے میں نظر آتا تھا۔ اس نے غراتے ہوئے کہا "بڈھے کل کا سورج ٹارزن کے لئے نہیں بلکہ تم جیسے ظالموں کے لئے طوفان بن کر طلوع ہوگا۔" بوڑھا جو ٹارزن کو آزاد دیکھ کر بہت زیادہ گھبرا گیا تھا اور چاہتا تھا کہ کمرے سے نکل بھاگے۔ ٹارزن نے اچھل کر اپنے دونوں پاؤں پوری قوت سے بوڑھے کے سینے پر جمائے۔ یہ اس نے اتنی تیزی سے کیا کہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

بوڑھا دوسری طرف الٹ گیا۔ لیکن ٹارزن یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ بوڑھا حیرت انگیز پھرتی کا مالک تھا۔ وہ کسی گیند کی طرح اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ بوڑھے کا گھبرانا شاید اس کی چال تھی۔ اس نے پلک جھپکنے میں ٹارزن کے پیٹ میں ایک زوردار ٹکر ماری ٹارزن نے بھی تکلیف کی پرواہ کئے بغیر بوڑھے پر یکے بعد دیگرے کئی حملے کئے جس سے وہ نیم بے ہوش ہوگیا۔ ٹارزن نے اسے اسی حالت میں ستون سے باندھ دیا جس سے کچھ دیر قبل وہ خود بندھا ہوا تھا۔

ٹارزن نے ایک نظر بوڑھے پر ڈالی اور پھر مسکراتا ہوا کمرے سے باہر نکل آیا۔ ٹارزن بوڑھے کو جان سے بھی مار سکتا تھا لیکن کسی کی زندگی سے کھیلنا اسے پسند نہ تھا۔ اس کا مقصد تو ظالم ارسلون تک پہنچنا اور انوکھی مخلوق کا سراغ لگانا تھا۔ وہ کمرے سے ایک راہداری میں آیا اور پھر وہاں سے برآمدے میں پہنچا۔ ٹارزن دائیں بائیں دیکھتا ہوا بڑے محتاط انداز سے قدم اٹھا رہا تھا۔

وہ جتنی دیر برآمدے میں چلتا رہا دن کی روشنی میں اسے آگے بڑھنے میں دقت نہ ہوئی لیکن جب وہ کمروں کی طرف بڑھا تو اسے پہلے سے زیادہ محتاط ہونا پڑا۔ کیونکہ ہر لمحہ کسی اچانک حملے کا اندیشہ بھی تھا۔ وہ دروازوں پر پڑے ہوئے ریشمی پردوں کو ہٹاتا ہوا مختلف کمروں میں جھانکتا پھر رہا تھا۔ لیکن اسے یہ معلوم نہ تھا کہ ایک سفید ریش آدمی پردوں کی اوٹ سے اسے برابر دیکھ رہا ہے۔

ٹارزن کو "ارسلون" کی خواب گاہ کی تلاش تھی۔ یہ تو وہ جانتا تھا کہ اس کی خواب گاہ کے باہر محافظ ضرور ہوں گے۔ لیکن ٹارزن کو اس کی

فکر نہ تھی کیونکہ وہ اکیلا کئی آدمیوں پر بھاری تھا۔ ایک کمرے کے سامنے پہنچ کر وہ ٹھٹھکا پھر پردہ ہٹا کر اندر داخل ہوا۔ سامنے ہی شاہی لباس میں ملبوس ایک آدمی پلنگ پر سو رہا تھا۔ ٹارزن نے بڑھ کر اس کو گردن سے پکڑ کر اٹھا لیا۔

لیکن اسے یہ جان کر حیرت ہوئی کہ وہ کوئی آدمی نہ تھا بلکہ کپڑے کے ایک پتلے کو لباس پہنا کر پلنگ پر لٹا دیا گیا تھا۔ ٹارزن کا ذہن بڑی تیزی سے کام کرنے لگا۔ اس نے سوچا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی حرکات و سکنات دیکھی جا رہی ہیں اور اس وقت محل کے لوگ جاگ رہے ہیں۔ اچانک ٹارزن کو کسی کے ہنسنے کی آواز آئی۔ یہ وہ بوڑھا تھا جو کافی دیر سے ٹارزن کو چھپ کر دیکھ رہا تھا۔

ٹارزن کمرے میں داخل ہونے سے پہلے جو ٹھٹھکا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے کمرے کے اندر کے سامان و آرائش سے اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ شاہی خواب گاہ ہے۔ لیکن وہاں کسی محافظ کا نہ ہونا تعجب خیز بات تھی۔ اب وہ سمجھ گیا کہ اسے دھوکا دیا گیا ہے وہ پلک جھپکنے میں اس طرف لپکا جدھر سے ہنسنے کی آواز

آ رہی تھی۔ لیکن جب وہ دوسرے کمرے میں پہنچا تو اسے وہاں ایک خالی مسہری کے علاوہ کچھ نظر نہ آیا۔

وہ سوچنے لگا آخر وہ کون تھا اور کہاں غائب ہوگیا حالانکہ اسے اس کمرے میں پہنچنے میں چند لمحوں سے زیادہ نہیں لگے تھے۔ ٹارزن نیں محسوس کرنے کی قوت بہت زیادہ تھی۔ کمرے کے بالکل خالی ہونے کے باوجود اس کے چہرے سے ایسا لگتا تھا کہ اسے یہاں قریب ہی کسی کے موجود ہونے کا پورا یقین ہے۔ وہ ـــ دبے پاؤں چلتا ہوا ان پردوں کے قریب آیا جو چھت سے زمین تک لٹک رہے تھے۔ ٹارزن نے ایک ہاتھ سے پردے کو ہٹا کر دوسری جانب جھانکا۔

دوسری جانب گھپ اندھیرے کے سوا کچھ نظر نہ آیا۔ وہ جس کمرے میں کھڑا تھا وہ روشن تھا۔ ٹارزن پردے کو چھوڑ کر ایک دم پیچھے ہٹا اور کمرے کے آخری حصے میں ایک اور پردے کی اوٹ میں ہوگیا۔ اسی وقت دو کافی صحت مند آدمی کمرے کے اندر داخل ہوئے اور چاروں

طرف دیکھنے لگے۔ ان میں سے ایک بولا یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے۔ اس سے پہلے کہ دوسرا کوئی جواب دیتا ٹارزن نے اچھل کر ان دونوں کی گردنیں اپنے فولادی بازوؤں میں جکڑلیں۔

دونوں آدمی اس ناگہانی حملے سے بہت زیادہ گھبرا گئے۔ چند لمحوں کے لئے تو وہ بے حس و حرکت رہے۔ ٹارزن کی گرفت جو ہر لمحہ سخت ہورہی تھی ان کا دم گھٹنے لگا۔ جب جان پر بنتی ہے تو ہر انسان سب کچھ کر گزرتا ہے۔ اس لئے ان دونوں نے بھی اپنے جسم کی پوری قوت جمع کرکے ایک زوردار جھٹکے کے ساتھ اپنے آپ کو ٹارزن کی گرفت سے آزاد کرا لیا۔ لیکن یہ ان کے لئے فائدہ مند ثابت نہ ہو سکا۔ کیونکہ ٹارزن نے زبردست گھونسوں سے ان کے جبڑے ہلا دیئے۔

دونوں آدمیوں نے کچھ دیر تک تو جم کر مقابلہ کیا لیکن انہیں اپنے اس مقصد میں ناکامی ہوئی جس کے لئے وہ آئے تھے اور پھر تھوڑی ہی دیر میں ٹارزن نے لڑائی کے ناقابلِ شکست داؤ پیچ سے دونوں کو ڈھیر کر دیا۔ وہ ابھی پلٹا ہی تھا کہ تیز سیٹی کی آواز نے

اسے چونکا دیا۔ دھوئیں کا ایک روشن مرغولہ چکر کھاتا ہوا زمین سے بلند ہو رہا تھا اور یہ آواز اسی سے پیدا ہو رہی تھی۔

ٹارزن کی آنکھیں چمکنے لگیں اور اس نے دل ہی دل میں کہا "انوکھی مخلوق" دھوئیں کا مرغولہ آہستہ آہستہ ہوا میں تحلیل ہونے لگا۔ سیٹی کی آواز بھی ختم ہوگئی اور اس کی جگہ سنہرے بالوں والی ایک نہایت خوب صورت عورت ٹارزن کے سامنے کھڑی تھی۔ لیکن اس کی آنکھیں ایسی تھیں کہ دیکھ کر خوف آتا تھا۔ اس کی آنکھوں کی پتلیاں سفید اور بہت زیادہ چمکدار تھیں۔ اس نے ٹارزن کو مخاطب کرکے کہا "ٹارزن! "شاگونا" میرا ہار حاصل کرنے کی وجہ سے کچھ دیر کے لئے بچ گیا ہے لیکن تم نہیں بچ سکتے"۔

یہ وہی کبڑی جادوگرنی تھی جس کے گلے سے منکو نے ہار اتار کر بادشاہ شاگونا کو دیا تھا۔ اس وقت وہ اپنے جادو کے زور سے خوب صورت عورت کی شکل میں ظاہر ہوئی تھی۔ جادوگرنی قہقہے لگاتی ہوئی بولی "لوگ مجھے انوکھی مخلوق کے نام سے یاد کرتے ہیں"۔ ٹارزن نے فوراً خنجر نکالنے کے لئے ہاتھ بڑھایا

ہی تھا کہ جادوگرنی زور سے گرجی "خبردار! اور اس کی دائیں آنکھ سے سبز رنگ کی تیز روشنی نکلی اور سیدھی ٹارزن پر آئی۔

ٹارزن فوراً ایک طرف نہ ہٹ جاتا تو اس کے خیال کے مطابق یہ تیز روشنی اسے جلا کر راکھ کر دیتی۔ ویسے انوکھی مخلوق کے انکشاف پر ٹارزن کو کچھ حیرت نہ ہوئی۔ کیونکہ اسے شروع ہی سے اس کا شبہ تھا کہ وزیراعظم ارسلون جادو کے زور پر ہی ظلم کر رہا ہے۔ غیر متوقع طور پر جادوگرنی کی آنکھ سے نکلنے والی روشنی ایک حلقے کی صورت میں ٹارزن کے گرد گھومنے لگی۔

ٹارزن جو جادوگرنی پر حملہ کے لئے خنجر نکال چکا تھا۔ روشنی کے حلقے نے اس کا موقع ہی نہ دیا کیونکہ اس نے چند ہی لمحوں میں ٹارزن کو اس طرح جکڑ لیا جیسے رسی سے باندھ دیا جاتا ہے۔ اور وہ رسی بھی ایسی کہ ٹارزن کو تیز دھار خنجر کی طرح جسم میں پیوست ہوتی ہوئی معلوم ہو رہی تھی۔

عین اسی وقت منکو محل کے اوپر والے حصے میں فصیل کے ساتھ ساتھ بڑے محتاط انداز سے چلتا ہوا نیچے جانے کا راستہ ڈھونڈھ رہا تھا۔

راستہ ملتے ہی وہ تیزی سے نیچے آیا اور پھر اسے اس کمرے میں پہنچنے میں دیر نہ لگی جہاں جادوگرنی قہقہے لگاتے ہوئے کہہ رہی تھی ٹارزن! آج تمہاری زندگی کا آخری دن ہے۔ منکو کی آہٹ سن کر جادوگرنی غیر ارادی طور پر دروازے کی طرف گھومی جس سے ٹارزن کے گرد گھومنے والا جادوئی حلقہ ختم ہوگیا۔ ٹارزن ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اس زور سے اچھلا کہ اس نے چھت کے ایک شہتیر کو پکڑ لیا۔

جتنی دیر میں جادوگرنی کو غلطی کا احساس ہوتا اور وہ ٹارزن پر کوئی اور جادوئی حربہ آزماتی منکو چیختا اور چی چو کرتا ہوا داخل ہوا۔ جادوگرنی والا ہار جو اس شریر نے آتے ہوئے بادشاہ شاگونا کے گلے سے اتنی چالاکی سے اتار لیا تھا کہ بادشاہ کو بالکل علم نہ ہوا۔ وہ اس نے ٹارزن کی طرف اچھال دیا اور خود جادوگرنی پر جھپٹنے کے لئے اپنی جگہ سے اچھلا لیکن جادوگر کی آنکھ سے نکلنے والی روشنی نے اسے دھواں بنا دیا۔

منکو کے بروقت پہنچنے اور وفاداری پر ٹارزن کا دل بے ساختہ داد دینے کو چاہا لیکن اس کا اس طرح اچانک دھواں بن جانے سے ٹارزن کا دل تڑپ

اٹھا۔ اس نے نیچے کود کر جادوگرنی کی جانب اس طرح دیکھا کہ اس کی آنکھیں شعلے برساتی محسوس ہوتی تھیں۔ موتیوں کا ہار ٹارزن کے دائیں ہاتھ میں تھا۔ اور ایک دم کسی خیال سے ٹارزن کی آنکھیں چمکنے لگیں۔

اس سے قبل کہ جادوگرنی جو غصے سے پلٹی تھی۔ ٹارزن پر کوئی نیا جادو آزماتی اس کے ہاتھ میں موتیوں کا ہار دیکھ کر گھبرا گئی۔ یہی دیکھ کر ٹارزن بھانپ گیا تھا کہ یہ یقیناً وہی ہار ہے جس کا ذکر کچھ دیر قبل جادوگرنی خود کر چکی تھی۔ ٹارزن نے فوراً ہار کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ جس پر جادوگرنی پلک جھپکنے میں وہاں سے غائب ہوگئی۔

اور پھر حیرت انگیز بات یہ ہوئی کہ نیچے گرنے والے ہار کے موتی بھی ایک لمحہ میں غائب ہوگئے۔ ٹارزن کو جادوگرنی یا انوکھی مخلوق کا ایک بار پھر بچ کر نکل جانے کا بہت افسوس ہوا۔ منکو کے لئے وہ بے حد مغموم تھا جو اس کے لئے اپنی جان پر کھیل گیا تھا۔

ٹارزن آگے بڑھا۔ اچانک کسی نے اس پر حملہ کر دیا۔ لیکن اس کا جوابی حملہ، حملہ آور کے لئے قیامت ثابت ہوا۔ ٹارزن کے یکے بعد دیگرے کئی گھونسوں نے

اس کی راہ میں آنے والے کو بے ہوش کر دیا۔ ٹارزن سوچ رہا تھا کہ یہ اِکا دُکا حملہ آوروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ارسلون اِس محل میں موجود نہیں ہے۔ ورنہ اس کی حفاظت کے لئے یہاں پوری فوج موجود ہوتی۔ لیکن ٹارزن بے خبر تھا کہ اوپر راہداری میں ایک اور آدمی کافی دیر سے اس کی نقل و حرکت کو دیکھ رہا ہے۔

ٹارزن نے تمام کمروں کو ایک ایک کر کے دیکھ ڈالا لیکن اسے وہاں کسی اور آدمی کا سُراغ نہ ملا۔ ناامیدی یا تھکاوٹ تو اس کے پاس سے بھی نہ گزری تھی۔ اس لئے وہ ہمیشہ کی طرح تازہ دم تھا۔ وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر جانے لگا اور اس آدمی کے نزدیک تر ہو رہا تھا جو اس کی مسلسل نگرانی کر رہا تھا۔ یہ آدمی ڈیل ڈول اور چہرے مہرے کے لحاظ سے ٹارزن سے زیادہ قوی تھا۔

ٹارزن کے اوپر راہداری میں پہنچنے سے قبل ہی وہ آدمی وہیں کھڑے کھڑے حیرت انگیز طور پر نظروں سے غائب ہوگیا۔ بس اس کی جگہ ہلکی سی روشنی رہ گئی جوکہ جادو کا ہی کوئی کرشمہ نظر آتا تھا۔ ٹارزن جو جانوروں کی محسوس کرنے کی بے پناہ قوت کا مالک تھا۔ اس نے

اندازہ لگا لیا کہ اس کے بالکل قریب ہی کوئی موجود ہے لیکن اسے نظر نہیں آ رہا تھا اس لئے وہ محتاط نگاہوں سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔

روشنی جو نیچے سے فضا میں بلند ہو چکی تھی اس سے آواز آئی "ٹارزن! مبارک ہو تم کامیابی کے بالکل قریب پہنچ چکے ہو!" ٹارزن نے روشنی کی طرف دیکھتے ہوئے بغیر کسی حیرانی یا خوف کے کہا "تم کون ہو سامنے آؤ" روشنی سے آواز آئی "ٹارزن! جادوگرنی نے مجھے اپنے جادو کے زور سے قید کر رکھا تھا۔ تمہارے ہار توڑنے سے میں آزاد ہو چکا ہوں تمہارا مجھ پر بہت بڑا احسان ہے۔"

ٹارزن سوچنے لگا کہیں یہ جادوگرنی کی کوئی چال تو نہیں۔ روشنی سے پھر آواز گونجی "ٹارزن! بدگمان ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں فی الحال تمہارے سامنے نہیں آ سکتا البتہ تمہاری رہنمائی کر کے تمہیں منزل تک پہنچا دیتا ہوں۔ اس کے بعد ٹارزن اس کی ہدایت پر ایک ایسے کمرے کے دروازے پر پہنچا تھا جس کا دروازہ بند تھا۔ ٹارزن نے پہلو سے خنجر نکالا اور اس کی کل میں ڈال کر اسے کھولنے کی کوشش کرنے لگا۔

ٹارزن اس یقین کی حد تک اس غیبی آواز کے کہنے پر عمل کر رہا تھا کہ یہ اسے بالکل نقصان نہیں پہنچائے گی کیونکہ ہار کے ٹوٹنے پر جادوگرنی کا وہاں سے بھاگ جانا اس بات کا ثبوت تھا کہ وہ ٹارزن کے مقابلے میں کسی اور طاقت سے خوف زدہ ہے۔

تھوڑی سی کوشش کے بعد ٹارزن خنجر سے دروازے کی کل کھولنے میں کامیاب ہوگیا۔ وہ دروازے کا پٹ ہٹا کر اندر داخل ہوا تو سامنے ہی اسے فرش پر رکھا ہوا ایک بڑا صندوق نظر آیا۔

ٹارزن نے احتیاطاً دائیں بائیں دیکھا اور پھر دروازے کو اندر سے بند کرکے صندوق کے پاس آیا۔ صندوق نقش ونگار سے مزین تھا اور کافی پرانا ہونے کے باوجود چمک رہا تھا۔ ٹارزن نے جب اس کا ڈھکنا اٹھایا تو اندر ایک نہایت خوب صورت تلوار رکھی تھی۔ ٹارزن نے فوراً تلوار کو اٹھا لیا۔ تلوار کا دستہ سونے چاندی کا بنا ہوا تھا۔ اور اس پر ہیرے جڑے تھے جو جگمگا رہے تھے۔ اتنی قیمتی اور خوب صورت تلوار ٹارزن نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔

ٹارزن کو تلوار کے ساتھ ایک کاغذ بھی ملا جس پر لکھا تھا اے بہادر نوجوان! تیری بہادری کو سلام! یہ تلوار شی گالیہ کی شان ہی تلوار ہے اور یہ تلوار جس کے قبضے میں ہو وہ ایک عظیم خزانے کا مالک ہے۔ ٹارزن تلوار لے کر کمرے سے باہر نکلا ہی تھا کہ دو نیزہ برداروں نے اس پر حملہ کر دیا۔ ایک تو ٹارزن کے پہلے وار میں اُلٹ گیا دوسرے کا نیزہ ٹارزن نے تلوار پر روکا۔

حملہ آوروں کا حملہ اتنا تیزی سے اور اچانک تھا کہ ٹارزن اگر معمولی سی بھی سستی کرتا تو اس کا

بچنا ناممکن تھا۔ اس نے چند لمحوں میں ہی تلوار کے ذریعے ان دونوں کو اگلی دنیا میں پہنچا دیا۔ اور پھر جلدی سے دائیں طرف آگے بڑھتا چلا گیا۔ ایک جگہ قدم رکھتے ہی پاؤں کے نیچے سے ایک تختہ اپنی جگہ سے ہٹ گیا اور ٹارزن اس شگاف سے دھڑام سے نیچے جاگرا۔

ٹارزن کے نیچے گرتے ہی تختہ اپنی جگہ پر واپس آگیا۔ یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا جس میں کوئی روشندان یا دروازہ نہ تھا صرف ایک جانب لوہے کی موٹی موٹی اور مضبوط سلاخوں والا جنگلا لگا ہوا تھا۔ جنگلے کی دوسری طرف کھڑے ہوئے ایک آدمی نے ٹارزن کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

یہ آدمی لباس سے کوئی محافظ نظر آتا تھا اس نے ہنستے ہوئے کہا "جنگل کے بادشاہ ٹارزن! اب تم اس کمرے کو اپنے لئے موت کا گھر ہی سمجھو۔" اس سے پہلے کہ ٹارزن! کوئی بات کرتا وہ آدمی وہاں سے ہٹ گیا۔

اور پھر ایک دم لوہے کا جنگلا تھوڑا سا اوپر سرکا اور ایک بہت بڑا اور خونخوار بھیڑیا غراتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ٹارزن کی اس سے پہلے اتنے

بڑے بھیڑیے سے کبھی مڈبھیڑ نہیں ہوئی تھی۔

ٹارزن نے فوراً پلٹ کر نیچے سے تلوار اٹھائی جو اس کے ہاتھ سے گر گئی تھی۔ بھیڑیا ایک بار زور سے غرایا اور پھر قدم بہ قدم ٹارزن کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کی دُم زور زور سے ہل رہی تھی۔

ٹارزن جو تمام جانوروں کی عادات سے واقف تھا وہ سمجھ گیا کہ اب یہ درندہ کسی بھی لمحہ حملہ کرنے والا ہے۔ اس لئے تلوار پر اس کی گرفت مضبوط ہوگئی۔

ٹارزن چاہتا تھا کہ بھیڑیا جونہی اچھلے تو وہ تلوار سے اس کے دو ٹکڑے کر دے لیکن یہ قوی ہیکل بھیڑیا شاید عام بھیڑیوں جیسا مزاج نہیں رکھتا تھا وہ پلک جھپکنے میں اس طرح جھپٹا کہ ٹارزن کی ٹانگ کو دبوچ لے لیکن ٹارزن نے اس سے بھی زیادہ پھرتی دکھاتے ہوئے تھوڑا سا پیچھے ہٹا اور تلوار اس کے پہلو میں گھونپ دیا لیکن اسی لمحے ایک اور بھیڑیا غراتا ہوا اندر آگیا۔

اِدھر ٹارزن کا حملہ اتنا زبردست تھا کہ تلوار کے ایک ہی وار نے پہلے بھیڑیے کو ہلاک کر دیا۔ لیکن دوسرا بھیڑیا اتنا اچانک کمرے میں داخل ہوا

تھا کہ ٹارزن سنبھل بھی نہ پایا تھا کہ بھیڑیا اچھل کر اس پر جھپٹا۔ ٹارزن کی قسمت اچھی تھی کہ اس کا پاؤں مرے ہوئے بھیڑیے سے الجھ گیا اور وہ گر گیا ورنہ بھیڑیے کے تیز دانت اس کی گردن پر ہوتے۔ بھیڑیا اس کے اوپر سے ہوتا ہوا اپنے ہی زور سے سامنے والی دیوار سے جا ٹکرایا جس سے اس کا سر پھٹ گیا اور اس کے حلق سے بہت خوف ناک آوازیں نکلنے لگیں۔ زخمی بھیڑیا غصے سے پاگل ہوا جا رہا تھا لیکن ٹارزن کے وار نے اسے بھی موت کی نیند سلا دیا۔

جنگلے کے باہر کھڑا ہوا آدمی یہ دیکھ کر اتنا گھبرایا کہ وہ جنگلا گرائے بغیر بھاگ کھڑا ہوا۔ ٹارزن پلک جھپکتے میں جنگلے سے باہر آیا اور اس آدمی کے پیچھے لپکا۔

ٹارزن سے آگے جانے والا آدمی بہت تیز بھاگ رہا تھا۔ ٹارزن کی رفتار سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ جلد ہی اسے جا لے گا۔ ٹارزن نے اس کے قریب پہنچتے ہی اپنا پاؤں اس کے پاؤں کے آگے رکھ دیا۔ وہ آدمی قلابازیاں کھاتا ہوا بری طرح گرا۔ اٹھ کر بھاگنا چاہتا تھا کہ ٹارزن نے اسے برآمدے سے باہر پھینک دیا اور وہ بے ہوش ہوگیا۔

ٹارزن چاہتا تھا کہ تلوار سے اس کی گردن الگ کر دے لیکن پھر کچھ سوچ کر اس نے تلوار نیچے کر لی۔ اور اس آدمی کا خود جو گرتے وقت اس کے سر سے اتر گیا تھا اپنے سر پر رکھا۔ پھر اس کے کپڑے خود پہن لئے۔ اس کے بعد اسے وہیں چھوڑ کر پلٹا۔ ایک دیوار کے قریب پہنچ کر اسے دوسری طرف سے کچھ آہٹ محسوس ہوئی وہ ٹھٹھک کر وہیں رک گیا۔

آواز آہستہ آہستہ قریب آ رہی تھی۔ ٹارزن نے اس کا صحیح اندازہ لگانے کے لئے خود سر سے اتار دیا اور احتیاطی تدبیر کے طور پر سیڑھیوں کے قریب پتھروں سے بنے ہوئے ایک ستون کی اوٹ میں ہوگیا۔ چاپ بھاری جوتوں کی تھی اور معلوم ہوتا تھا آنے والے بہت سے آدمی ہیں۔ اور اب ان کے بولنے کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ تلوار ٹارزن کے دائیں ہاتھ میں تھی اور وہ آنے والے بہت سے آدمی ہیں۔ اور اب ان کے بولنے کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ تلوار ٹارزن کے دائیں ہاتھ میں تھی اور وہ آنے والے ہر خطرے

سے نمٹنے کے لئے مستعد تھا۔

کچھ دیر بعد وہ لوگ ٹارزن کے سامنے آ گئے ٹارزن چونکہ اندھیرے میں کھڑا تھا اس کے دیکھ لئے جانے کا خطرہ نہیں تھا۔ ان لوگوں میں ایک آدمی شاہی لباس میں ملبوس تھا اس کے سر پر ہیروں سے جگمگاتا سونے کا تاج تھا اور اس کے پیچھے دیگر محافظوں کے علاوہ ایک قوی ہیکل آدمی ایسا بھی تھا جسے دیکھ کر ذہن میں کسی گینڈے کا تصور ابھرتا تھا۔

ٹارزن کی آنکھیں چمکنے لگیں اور اسے یہ جاننے میں دیر نہ لگی کہ یہ "ارسلون" ہے۔ ارسلون نے اپنے پیچھے والے آدمی کو مخاطب کر کے کہا "ڈونگل" اگر ہمیں شاہی نجومی خزانہ حاصل کرنے والی تلوار کے بارے میں نہ بتاتا تو ہم خزانے کے بارے میں ہمیشہ کے لئے اندھیرے میں رہتے۔ اسی اثنا میں دو محافظوں نے ارسلون کو اطلاع دی کہ ٹارزن قید سے فرار ہو چکا ہے اور شاہی تلوار بھی اپنے ہمراہ لے گیا ہے۔

یہ سن کر ارسلون نے گرجتے ہوئے

ڈونگل کو حکم دیا کہ جلد ہی ٹارزن کو زندہ یا مردہ اس کے سامنے پیش کیا جائے۔ ڈونگل کے پلٹتے ہوئے اچانک ایک محافظ کی نظر ٹارزن پر پڑی اور وہ چشم زدن میں تلوار کے ساتھ ٹارزن پر حملہ آور ہوا۔ ٹارزن نے محافظ والا لباس اتار پھینکا تھا اچھل کر اس کے وار کو اپنی تلوار پر روکا۔ تلواروں کے ٹکرانے کی آواز سے ماحول گونج اٹھا۔

دونوں طرف سے تلوار کے پے در پے وار ہونے لگے۔ ٹارزن کا مدِمقابل تلوار چلانے میں کم نہ تھا۔ ٹارزن کے تلوار چلانے سے بھی معلوم ہوتا تھا کہ وہ شمشیرزنی سے اچھی طرح واقف ہے۔ اس سے پہلے کہ دوسرا محافظ ٹارزن کی طرف بڑھتا ٹارزن نے پہلے کو ڈھیر کر دیا۔ دوسرے محافظ نے اپنے گرتے ہوئے ساتھی کی بھی تلوار اٹھا لی اس کے ساتھ ہی تیسرا بھی لپکا۔ ٹارزن نے مسکراتے ہوئے ارسلون کو للکار کر کہا" ظالم ارسلون! یہ سب میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔

ارسلون نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا" بے وقوف انسان! تمہاری قسمت اچھی تھی کہ تم ہر بار دھوکہ دے کر نکل بھاگے لیکن اب بچ کر نہیں جا سکتے۔ تلوار

کی اہمیت کے بارے میں ارسلون کے منہ سے غیبی آواز کی تصدیق ہوگئی تھی لیکن تلوار کے ذریعے لڑتے ہوئے اسے لڑنے میں قدرے دقت ہو رہی تھی اس لیے اس نے تلوار پھینک کر حملہ آوروں کو اپنے فولادی گھونسوں پر رکھ لیا۔ جو ٹارزن سے چوٹ کھاتا، چیخ مارتا ہوا اس طرح پیچھے ہٹتا کہ پھر اس میں آگے بڑھنے کی ہمت نہ ہوتی۔

قوی ہیکل ڈونگل جو غصے سے دانت پیس رہا تھا اس نے آگے بڑھنا چاہا لیکن ارسلون نے اسے روک دیا۔ محافظوں کی تعداد کافی تھی لیکن ٹارزن ان سب پر بھاری نظر آرہا تھا۔ ایک بار گرنے والا پھر نہ اٹھتا۔ اچانک ڈونگل نے دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر ٹارزن کے عقب سے اس کی کن پٹی پر اتنے زور کی ضرب لگائی کہ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

ڈونگل کسی بھوکے شیر کی طرح ٹارزن کی طرف بڑھ رہا تھا شاید اسے جان سے مار دینا چاہتا تھا۔ ارسلون نے اسے روک کر کہا "ٹھہرو!! اگر یہ مر گیا تو بڑھے شاگونا کے بارے میں کس طرح معلوم ہوگا۔

ٹارزن کافی دیر تک بے ہوش پڑا رہا۔ جب جاگا تو وہ ایک بار پھر لوہے کی سلاخوں والے جنگلے کے پیچھے قید تھا۔

دشمنوں سے پنجہ آزمائی ٹارزن کا معمول تھا۔ اس لیے اس کے چہرے پر کسی قسم کی پریشانی نام کو نہ تھی اور نہ ہی وہ یہ سوچ رہا تھا کہ وہ اس قید سے کیسے نکلے گا۔ البتہ وہ کچھ بھوک محسوس کر رہا تھا لیکن اسے نظر انداز کر کے وہ فرش پر بیٹھا خیالوں میں کھویا افسوس کر رہا تھا کہ اس کی معمولی سی غفلت نے جہاں اسے قید کروا دیا ہے وہاں "ارسلون" بھی اس کے ہاتھ سے نکل گیا ہے۔

ٹارزن کے خیال کے مطابق اب ارسلون پر ہاتھ ڈالنے کے لئے اسے نئے سرے سے کوشش کرنا تھی لیکن وہ اس بات سے مسرور تھا کہ اس کی محنت رائیگاں نہیں گئی۔ اس نے ارسلون کو دیکھ لیا ہے۔

اچانک اسے وہ تلوار یاد آئی جس کے حصول کے لئے اسے کافی تگ و دو کرنا پڑی تھی۔ اسی لمحے سارے کمرے میں ہلکی ہلکی روشنی پھیل گئی۔ روشنی میں چھپا ہوا نظر نہ آنے والا چہرہ تھا جس کے کہنے پر ٹارزن نے تلوار اور ایک بڑے خزانے کا راز پایا تھا۔

غیبی آواز نے ٹارزن کو مخاطب کر کے کہا ٹارزن! وہ تلوار ارسلون لے گیا جس سے اس کی طاقت میں مزید اضافہ ہوگیا ہے۔ وہ تلوار دراصل شی گالیہ کے ایک بہت بڑے قدیم خزانے کی چابی ہے۔ بہرحال تم میرے محسن ہو اس لئے تمہاری مدد کرنا میرا فرض ہے اس کے ساتھ ہی روشنی غائب ہوگئی اور ٹارزن کو فرش پر ایک جگمگاتا ہوا ہیرا نظر آیا۔ ٹارزن نے ہاتھ بڑھا کر وہ ہیرا اٹھا لیا۔

وہ اسے حیرانی سے دیکھ رہا تھا کہ ہیرا اس کی کیا مدد کر سکتا ہے۔ اسے جنگلے کے باہر کسی کے چلنے کی آواز آئی وہ غیر ارادی طور پر اٹھ کر جنگلے کے پاس آیا۔ اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ہیرا جنگلے کی سلاخ سے چھو گیا جس سے جنگلا ایک دم اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔

آنے والا محافظوں کا کوئی بڑا عہدے دار تھا۔ ٹارزن کو آتا دیکھ کر وہ اس کی طرف بڑھا لیکن ٹارزن نے اپنی دائیں کہنی اس کے سینے پر اس زور سے ماری کہ اس کی آنکھیں ابل پڑیں اور وہ نیچے جا گرا۔ لیکن اس نے

بھی کمال کی چستی دکھائی۔ زمین پر گرنے سے قبل کھڑا ہوگیا اور پھر کسی پاگل درندے کی طرح ٹارزن کی طرف بڑھا اور تیزی سے حملہ آور ہوا۔ ٹارزن جوابی حملہ کرنے یا اس کے حملے کو روکنے کی بجائے ایک طرف ہٹ گیا۔ اور پھر اس کے پلٹنے سے پہلے ٹارزن نے اسے کمر سے پکڑ کر کسی کھلونے کی طرح اپنے کندھے پر اٹھا لیا۔

اس سے پہلے کہ وہ آدمی اپنے آپ کو ٹارزن سے آزاد کرانے کی کوشش کرتا ٹارزن نے اس کی گردن کے گرد بازو ڈال کر اس زور سے دبایا کہ اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے۔ ادھر ارسلون نشست کے کمرے میں ڈونگل سے مشورہ کر رہا تھا کہ ٹارزن سے اس راز کو کس طرح اگلوایا جائے کہ بڈھا شاگونا کہاں ہے کیونکہ اس خطرناک آدمی ٹارزن سے کچھ معلوم کرنا آسان نہیں۔

ٹارزن نے جنگلا ہٹا کر بے ہوش آدمی کو کمرے میں ڈال دیا اور پھر اسے بند کر کے تیزی سے اوپر جانے لگا۔ اس کے خیال کے مطابق ارسلون ابھی اسی محل میں موجود ہوگا۔ اسی لمحے ٹارزن کی

آنکھوں کے سامنے بادشاہ شاگونا کا مسکراتا چہرہ گھوم گیا جو کہہ رہا تھا ٹارزن خدا تمہیں کامیاب و کامران کرے۔ اس بات نے اس میں ایک نیا جوش و خروش پیدا کر دیا۔

جب وہ اوپر پہنچا تو اسے اندازہ ہوگیا کہ یہاں کچھ لوگ موجود ہیں اس لئے وہ قدم پھونک پھونک کر رکھ رہا تھا۔ یہ اس لئے نہیں کہ وہ کسی سے ڈرتا تھا بلکہ اب وہ مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ برآمدے سے متصل ایک کمرے میں روشنی دیکھ کر وہ رکا اور پردے کی اوٹ میں کھڑے ہو کر اندر بولنے والوں کی آوازیں سننے لگا۔ لیکن وہ کوشش کے باوجود اندازہ نہ لگا سکا کہ بولنے والے کون ہیں اور کیا کہہ رہے ہیں۔ اس لئے اس نے چاہا کہ آگے بڑھ کر دیکھے۔ اسی وقت اس نے عقب سے کسی کی چاپ سنی۔ وہ ایک دم پلٹا اور برآمدے کی دوسری طرف پردوں کے پیچھے چھپ کر دیکھنے لگا۔ آنے والے دو سپاہی تھے۔ ایک کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی اور وہ تیزی سے اس کمرے کی طرف جا رہے تھے جس کے

اندر ٹارزن نے بولنے کی آواز سنی تھی۔

کمرے کے اندر ارسلون اور ڈونگل کافی دیر سے باتیں کر رہے تھے اور ارسلون اس وقت کافی خوش نظر آتا تھا۔ اس نے کہا "ڈونگل! تلوار ملنے کی خوشی میں جشن کے دوران میں تمہارے سپہ سالار ہونے کا اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ سپہ سالار کے لاپتہ ہونے کے بعد تم سب سے با اعتماد آدمی ہو۔"

ڈونگل نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا "لیکن حضور والا نے ٹارزن کے بارے میں کیا سوچا ہے"

ارسلون نے کھڑے ہو کر خیالوں میں کھوئے ہوئے کہا "بہت دیر ہو گئی ہے کچھ سمجھ نہیں آیا" ڈونگل نے پرجوش انداز میں کہا "حضور اگر میری تجویز مان لیں تو میں اس سے شاگونا کے بارے میں ضرور اگلوا لوں گا"۔ ارسلون بولا "نہیں اس کے ساتھ سختی سے زیادہ چالاکی سے کام لینا پڑے گا"۔

سپاہیوں نے اندر پہنچ کر جب ارسلون کو یہ اطلاع دی کہ ٹارزن ایک بار پھر نکل گیا ہے تو ارسلون کو اپنی کامیابی ناکامی میں بدلتی ہوئی معلوم ہوئی اس نے ڈونگل کی طرف ـــــ مڑ کر غصے سے کہا "ڈونگل! اب میں تمہاری تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے تمہیں ہر قدم اٹھانے کی اجازت دیتا ہوں"۔ ڈونگل دونوں سپاہیوں کو ہمراہ لے کر فوراً کمرے سے باہر نکلا۔ ٹارزن جو بدستور پردوں کی اوٹ میں تھا۔ جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے تو وہ باہر آیا اور پہلو سے خنجر نکال کر بڑی تیزی سے کمرے کی طرف لپکا۔

کمرہ اندر سے خوب سجا ہوا تھا۔ کھڑکیوں اور دروازوں پر ریشمی پردے لہرا رہے تھے۔ ٹارزن کسی طوفان کی طرح کمرے میں داخل ہوا تھا اسے یہ توقع نہ تھی کہ ارسلون کمرے میں اکیلا ہوگا۔ ٹارزن نے خنجر والا ہاتھ جھکا لیا۔ ارسلون جو اسے دیکھ کر بہت زیادہ گھبرا گیا تھا۔ کانپتی ہوئی آواز میں بولا "تت تم! یہاں کیسے پہنچے؟" ٹارزن نے غصے سے کہا "ارسلون! تمہاری موت مجھے یہاں لائی ہے"۔

اور پھر وہ بڑے غصے اور نفرت سے ظالم ارسلون کی طرف بڑھنے لگا۔ ارسلون پر اتنا زیادہ خوف طاری ہو چکا تھا کہ وہ اپنی جگہ سے قدم تک نہ ہلا سکا۔ ٹارزن چاہتا تھا کہ اپنے تیز دھار خنجر سے ارسلون کو اس کے انجام تک پہنچا دے کہ

اچانک اسے اپنے عقب سے ڈونگل کی کرخت آواز سنائی دی "خبردار!" ٹارزن کا اٹھا ہوا ہاتھ رک گیا۔ اور وہ فوراً مڑا۔

ڈونگل کے چہرے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ٹارزن کو اپنے مدِمقابل کوئی زیادہ اہمیت نہیں دے رہا۔ اس لئے وہ بڑے اعتماد سے آگے بڑھ رہا تھا۔ اس نے اپنی گرج دار آواز میں کہا "ٹارزن! تمہارے فرار ہونے کے بعد جو بات سب سے پہلے میرے ذہن میں آئی تھی وہ یہ کہ تم یہاں ضرور آؤ گے اس لئے میرا اس کمرے سے نکلنا تمہیں اپنے جال میں پھنسانا تھا۔

اس کے بعد وہ قوی الجثہ اور موٹی گردن والا ڈونگل زور زور سے قہقہے لگانے لگا۔ ٹارزن کوئی جواب دیئے بغیر خنجر تانے ڈونگل کے مقابلے کے لئے تیار تھا۔ لیکن پلک جھپکنے میں ڈونگل نے اپنے لمبے قد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کچھ اس طرح اپنی ٹانگ چلائی کہ ٹارزن نے ایک خطرناک قلابازی کھائی اور خنجر اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔

ڈونگل نے پھرتی سے خنجر اٹھا لیا اور تیزی سے آگے بڑھا تاکہ ٹارزن کو اس کے خنجر سے ہی ہلاک کر دے۔ لیکن ایسے لمحوں میں ٹارزن کے جسم میں جیسے بجلی بھر جاتی تھی۔ وہ ڈونگل کے قریب آنے سے پہلے ہی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اسلون جو ڈونگل کو اس کی طاقت اور دلیری کی داد دے رہا تھا۔ اس کی آنکھیں اس کا تعاقب نہ کر سکیں کہ ٹارزن کا فولادی گھونسہ ڈونگل کو اس زور سے پڑا کہ اس کی آنکھوں کے سامنے تارے ناچنے لگے۔

جس طرح شیر زخمی ہوکر زیادہ خونخوار ہو جاتا ہے۔ اس وقت ڈونگل کی بھی وہی کیفیت تھی۔ اس نے جھپٹ کر دروازے پر کھڑے ہوئے ایک محافظ سے نیزہ چھین لیا۔ ٹارزن بھی پیچھے نہ رہا۔ اس نے دوسرے محافظ سے نیزہ جھپٹ لیا۔ اب دونوں نیزوں سے ایک دوسرے پر حملہ کر رہے تھے۔ ٹارزن کی پھرتی کے سامنے ڈونگل کا ڈیل ڈول اور بے پناہ قوت زیادہ دیر نہ ٹھہر سکی ٹارزن نے نیزے کا ایک زبردست وار ڈونگل کے سر پر کیا۔

اس سے قبل کہ ڈونگل جوابی کارروائی کرتا ٹارزن
نے چابکدستی سے ایک بار پھر پہلے والا حربہ استعمال
کیا جو کہ ڈونگل کے لئے جان لیوا ثابت ہوا اور وہ
درخت کے کٹے ہوئے تنے کی طرح دھڑام سے
نیچے آ گرا۔ ارسلون جس کا خیال تھا کہ اس کے
ملک کا سب سے بہادر اور قوی ہیکل آدمی ڈونگل
ٹارزن کو ہلاک کر دے گا۔ یہ دیکھ کر اس کے منہ
سے چیخیں نکل گئیں اور اس کی حالت ایسی ہو
گئی جیسے اپنے حواس کھو بیٹھا ہو۔

ٹارزن کے چہرے پر مسکراہٹ کھیل رہی
تھی۔ وہ فتح کا نعرہ لگانا چاہتا ہے لیکن اس
نے ایسا نہیں کیا۔ باہر کھڑے ہوئے محافظ ڈونگل
کے گرتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ ٹارزن
رسلون کی طرف متوجہ ہوا لیکن وہ دروازے سے
کل کر سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔ ٹارزن بھی لپکا۔
لون اوپر جا کر تیزی سے رسیوں کی سیڑھیوں کے ذریعے
سری طرف نیچے اتر گیا۔ ٹارزن بھی اس کے
اقب میں نیچے اترنے لگا۔

ٹارزن کے سیڑھی سے اترتے اترتے ارسلون

خاصا دُور جا چکا تھا۔ ناہموار اور اترائی والے راستے
پر بڑھتے ارسلون کی تیزی اور پھرتی دیکھ کر ٹارزن
حیران رہ گیا۔ اسے اس بات پر بھی حیرت تھی کہ
ارسلون کے پیچھے اس کے محافظ کیوں نہیں آئے۔ سچ
ہے ظالم اور دھوکے باز انسان کو عین وقت پر اپنے
بھی چھوڑ جاتے ہیں۔ ارسلون ٹیلے سے اتر کر
محل کے سامنے کے رُخ کی جانب جا رہا تھا یہاں
اس کی رفتار پہلے سے بھی زیادہ تیز ہوگئی تھی۔

ٹارزن جو بھاگتے ہوئے ہرن کو پکڑ لیتا
تھا۔ اس کے سامنے بھلا ارسلون کی تیز رفتاری
کیا اہمیت رکھتی تھی۔ لیکن جب اسے ایک چھوٹی
سی عمارت کی طرف بڑھتے دیکھا تو ٹارزن نے
اپنی رفتار کم کر دی یہ شاہی اصطبل تھا۔ ارسلون
نے وہاں سے ایک گھوڑا لیا اور اسے سرپٹ
دوڑانے لگا۔ ٹارزن نے بھی وہاں کے محافظوں
سے تھوڑی سی مزاحمت کے بعد ایک گھوڑا لیا۔
اور ارسلون کے تعاقب میں روانہ ہوگیا۔

دونوں گھوڑے ہوا سے باتیں کرتے ہوئے
شہر کی جانب جا رہے تھے۔ اس طرح بھاگتے ہوئے

دشمنوں کو ٹمارزن خنجر کے ایک ہی وار سے ختم کر دیا کرتا تھا۔ لیکن نہ جانے اس نے ایسا کیوں نہ کیا وہ شاید ارسلون کو زندہ پکڑ کر بادشاہ شاگونا کے پاس لے جانا چاہتا تھا۔ اچانک ارسلون نے گھوڑا اس پہاڑی سلسلے کی طرف موڑ دیا جو شمال کی جانب شہر کو احاطہ کیے ہوئے تھا۔

ٹمارزن راستے سے ناواقفیت کی وجہ سے گھوڑے کی رفتار نہیں بڑھا رہا تھا۔ بل کھاتے راستوں سے ہوتے ہوئے کچھ دیر بعد ارسلون ایک پہاڑی غار کے سامنے گھوڑے سے کودکر اترا اور بھاگتا ہوا غار کے اندر چلا گیا۔

غار میں ایک مکروہ شکل بڑھیا کھڑی مسکرا رہی تھی۔ ارسلون نے چلاتے ہوئے کہا "اے انوکھی مخلوق، جادوگروں کی عظیم دیوی مجھے بچالو۔"

ارسلون کو دیکھ کر جادوگرنی زور زور سے ہنسنے لگی۔ اس کے ہنسنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے چاروں طرف سے بدروحیں ناچنے لگی ہوں اور پھر وہ ایک دم خاموش ہوگئی۔ اس کی آنکھیں سرخ انگارہ ہوگئیں۔ وہ کرخت آواز میں بولی:

"ارسلون! تمہاری وجہ سے میں نے دارہ جادوگر

کو اپنا دشمن بنا لیا ہے جو اب میری جان لینے کے درپے ہو رہا ہے۔ ادھر ٹارزن غار میں ایک طرف چھپا ان کی باتیں سن رہا تھا۔

یہ جان کر اسے بے انتہا خوشی محسوس ہوئی کہ یہ جادوگرنی جس نے انوکھی مخلوق کے روپ میں سارے جنگل میں خوف و ہراس پھیلا رکھا ہے وہ ایک بار پھر اس تک پہنچ گیا ہے۔ ٹارزن خنجر نکال کر للکارتا ہوا ان کے سامنے آیا۔ اسے دیکھ کر ارسلون کی تو جیسے جان ہی نکل گئی۔ اچانک سارا غار خوشبو اور روشنی سے بھر گیا۔ جادوگرنی بہت زیادہ گھبراہٹ کے عالم میں ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

ٹارزن کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ لیکن اس نے جادوگرنی کے چہرے سے بھانپ لیا کہ وہ غار سے نکل بھاگنا چاہتی ہے۔ اس لئے ٹارزن نے جھپٹ کر اسے بالوں سے پکڑ لیا۔ جادوگرنی اس وقت اتنی حواس باختہ تھی کہ وہ اپنی کسی شیطانی قوت کو بھی نہ بلا سکی۔ اسی لمحے ایک صحت مند آدمی اڑتا ہوا غار میں داخل ہوا اور ٹارزن کے پاس آکر کھڑا ہوگیا۔

اسے دیکھ کر جادوگرنی کی چیخیں نکل گئیں۔ اور اس کے منہ سے نکلا جابر جادوگر!! اور وہ ٹارزن کے ہاتھ سے اپنے بال چھڑانے کی کوشش کرنے لگی۔ آنے والے شخص نے ٹارزن کو مخاطب کر کے کہا "ٹارزن! اس کے بال چھوڑ دو"۔ ٹارزن نے اس کی آواز کو فوراً پہچان لیا۔ یہ اسی غیبی طاقت والی آواز تھی جس نے اسے دو دفعہ قید سے رہائی دلوائی تھی۔ اس کے ساتھ ہی اس آدمی نے اپنا ہاتھ بلند کیا۔ ایک خنجر ہوا میں تیزی سے لہراتا ہوا آیا اور جادوگرنی کی گردن میں پیوست ہوگیا۔

تکلیف اور غصے کی وجہ سے جادوگرنی کا چہرہ پہلے سے زیادہ بھیانک ہوگیا۔ ٹارزن کا خیال تھا کہ جابر جادوگر کا پھینکا ہوا خنجر جادوگرنی کے لئے موت کا پیغام ثابت ہوگا لیکن جادوگرنی نے فوراً گردن سے خنجر نکالا اور چیختے ہوئے وہی خنجر جابر جادوگر کی جانب اچھال دیا۔ خنجر جو سیاہ رنگ کے خوفناک سانپ کا روپ دھار کر جابر جادوگر کی گردن سے لپٹ جاتا لیکن جابر جادوگر نے اس سے بھی زیادہ پھرتی دکھاتے ہوئے

جادوگرنی کے اس حملے پر ارسلون جو ایک کونے میں کھڑا تھا اس کے چہرے پر تازگی آگئی ٹارزن اس جادوئی لڑائی کو بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ جابر جادوگر نے دو قدم آگے بڑھ کر بڑی پھرتی سے سانپ کو گردن سے علیحدہ کیا اور گھما کر جادوگرنی پر پھینکا۔ جادوگرنی فوراً ایک مکروہ چمگادڑ کی صورت میں آگئی اور وہ جابر جادوگر پر جھپٹنا چاہتی تھی لیکن وہ اپنے منہ سے ایسی آوازیں نکالنے لگا جس سے چمگادڑ کی اڑان ایک دم رک گئی۔

یہ آوازیں گھنٹیوں سے مشابہ تھیں۔ ٹارزن کو ان میں کوئی ایسی عجیب بات نظر نہ آئی جس سے چمگادڑ کے روپ میں جادوگرنی خوف زدہ ہو کر حملہ کرنے سے رک گئی تھی۔ اس سے قبل کہ جادوگرنی کسی نئے انداز سے اپنی شیطانی قوت آزماتی۔ ٹارزن نے خنجر نکالا اور تاک کر چمگادڑ کو مارا۔ خنجر نشانے پر بیٹھا اور ایک خوفناک چیخ کے ساتھ جادوگرنی اپنی اصل شکل میں نیچے آگری۔ مرتے ہوئے جادوگرنی کا چہرہ انتہائی ڈراؤنا ہو گیا تھا۔

ٹارزن کا خنجر جادوگرنی کی ریڑھ کی ہڈی کو

کاٹ کر نکل گیا تھا۔ جابر جادوگر نے ٹارزن کو داد دیتے ہوئے کہا "ٹارزن! اس ظالم جادوگرنی کو اسی طرح ہی ہلاک کرنا ممکن تھا اور تمہاری چابکدستی نے یہ کام کر دیا۔ اور ہاں اب میں تمہیں اس انوکھی مخلوق کے بارے میں تفصیل سے بتاتا ہوں۔ ارسلون انہیں باتوں میں مصروف دیکھ کر چپکے سے اس طرح وہاں سے نکل بھاگا کہ معمولی سی آہٹ بھی نہ ہوئی۔

ٹارزن پر اشتیاق انداز سے جابر جادوگر کی باتیں سننے لگا وہ بولا "غدار ارسلون نے جب شی گالیہ کی حکومت پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنایا تو اسے خدشہ تھا کہ کہیں بادشاہ شاگونا قبل از وقت ارد گرد کے علاقوں اور جنگلی قبائل سے مدد طلب نہ کر لے۔ خاص طور پر تم سے بہت خائف تھا اس لئے اس نے اس بڑی جادوگرنی سے سازباز کی اور انعام کے لالچ میں انوکھی مخلوق کی حیثیت سے سارے جنگل میں خوف و ہراس پھیلا دیا" تاکہ تمہاری توجہ اُدھر ہی مرکوز رہے اور تم شی گالیہ نہ آسکو۔

اس کے بعد ارسلون کو بادشاہ شاگونا پر ہاتھ ڈالنے میں آسانی ہوگئی۔" جابر جادوگر ایک گہرا سانس لے

کہ پھر بولا "ٹارزن! میں بھی ایک جادوگر ہوں لیکن مجھے ظلم سے سخت نفرت ہے۔ اس لئے جب اس بڑی جادوگرنی کے ظلم کا سنا تو میں وہاں پہنچا لیکن اس جادوگرنی نے دھوکے سے مجھے قید کر دیا تھا۔" اچانک ٹارزن نے مڑ کر دیکھا اور بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا "ارے ارسلون کہاں گیا" جادوگر بولا "جلدی کرو ٹارزن ابھی وہ غدار اور ظالم زیادہ دور نہیں گیا ہوگا" اور وہ دونوں سے تیزی سے غار سے باہر آئے۔ چاروں طرف نظریں دوڑائیں لیکن وہاں ارسلون کا کہیں نام ونشان نہ تھا۔ جب وہ پہاڑ کی اوٹ سے باہر آئے تو سامنے کا منظر دیکھ کر جابر جادوگر ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوگیا۔ ارسلون کے گھوڑے پر ایک بندر بیٹھا گھوڑے کو کسی ماہر گھڑ سوار کی طرح ایک دائرے کی صورت میں دوڑا رہا تھا اور ارسلون گھوڑا حاصل کرنے کے لئے بے چینی اور خوف سے اس کے پیچھے پیچھے بھاگ رہا تھا۔ جادوگر نے ٹارزن سے کہا "ٹارزن ارسلون سامنے ہے اس کی تم خبر لو میں چلتا ہوں۔ خدا حافظ!" اس کے ساتھ ہی وہ پرندے کی طرح اڑتا ہوا نظروں سے غائب ہوگیا۔

ٹارزن جب گھوڑے کے اور قریب آیا تو اس نے منکو کو صاف پہچان لیا۔ جادوگرنی کے مرنے کے بعد منکو پر اس کے جادو کا اثر ختم ہوگیا تھا۔ اسے زندہ سلامت دیکھ کر ٹارزن کے چہرے پر خوشی سے مسکراہٹ کھیلنے لگی۔ ٹارزن نے سیٹی بجائی۔ منکو گھوڑے سے کود کر ٹارزن کے کندھے پر آ بیٹھا۔ اور اپنی دم کو تیزی سے اوپر نیچے ہلانے لگا۔ ٹارزن کو دیکھ کر ارسلون بدحواسی سے بھاگ کھڑا ہوا۔

ٹارزن نے منکو کی پیٹھ پر پیار سے ہاتھ پھیرا۔ وہ خوش ہو کر خی خو' خی خو کرنے لگا۔ اور پھر ٹارزن جلدی سے ارسلون کے پیچھے بڑھا۔ بوڑھے ارسلون کی رفتار خاصی تیز تھی۔ شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ ڈونگل کے بعد بڑی جادوگرنی جو اس کا آخری سہارا تھا اس کے مرنے کے بعد وہ خود بھی موت کو اپنے سر پر منڈلاتا دیکھ رہا تھا۔ اب وہ چٹیل پہاڑوں سے پہاڑی جنگل کی طرف بھاگا جا رہا تھا۔

ٹارزن کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی کیونکہ یہ راستہ کانگا بستی کی طرف جاتا تھا۔ ٹارزن نے سوچا کہ بہتر ہے کہ ارسلون اسی طرح بادشاہ شاگونا

تک پہنچ جائے۔ ورنہ ٹارزن تھوڑی سی رفتار تیز کرکے ارسلون کو بڑی آسانی سے پکڑ سکتا تھا۔ اِدھر شریر منکو کے دل میں نہ جانے کیا آئی کہ وہ ٹارزن کی گردن سے چمٹا ہوا تھا کود کر ایک درخت پر جا چڑھا۔

ٹارزن نے حیرانی اور غصّے سے منکو کو بلایا۔ اسے اس کی یہ بے وقت کی شرارت بالکل پسند نہ آئی۔ لیکن منکو نے دانت نکال دیئے۔ جیسے کہہ رہا ہو ٹارزن! میں اتنا بے وقوف نہیں ہوں کہ تمہارے ساتھ موت کے منہ میں چلا جاؤں۔ ٹارزن اور ارسلون کا فاصلہ لمحہ بہ لمحہ بڑھ رہا تھا۔ ٹارزن یہ ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ ارسلون اس کے ہاتھ سے نکل جائے اور پھر وہی ہوا۔ ٹارزن نے گھوم کر دیکھا تو ارسلون کہیں نظر نہ آیا۔

ٹارزن کے سامنے صرف درخت سائیں سائیں کر رہے تھے۔ اس نے سوچا کہیں ایسا نہ ہو کہ ارسلون کو بادشاہ شاگونا تک لے جانے کے لئے نئے سرے سے ڈھونڈنا پڑے اس لئے وہ تیز تیز چلتا ہوا عقابی نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ اچانک اسے ایک خوف ناک چنگھاڑ سنائی دی وہ ایک دم اپنی جگہ پر رُک گیا۔ ایک قوی ہیکل اور خونخوار بن مانس جھومتا

ہوا اس کی طرف آ رہا تھا۔

ٹارزن سمجھ گیا کہ منکو نے اسے روکنے کے لئے یہ حرکت کیوں کی تھی وہ اس کی عقل مندی کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ ٹارزن سوچ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہیئے۔ بن مانس ارسلون کے تعاقب کی راہ میں دیوار بھی بن سکتا تھا۔ اس طرح ارسلون ایک بار پھر ٹارزن کے ہاتھ سے نکل جاتا چونکہ ٹارزن جانتا تھا کہ اس خونی درندے کو جب تک چھیڑا نہ جائے یہ حملہ آور نہیں ہوتا اس لئے وہ فوراً قریب کے ایک درخت پر چڑھ گیا۔

بن مانس نے ایک نظر ٹارزن کو دیکھا پھر غصّے سے درختوں کے اردگرد اُگی ہوئی جھاڑیوں میں جھانکنے لگا۔ ٹارزن اسے اپنی طرف متوجہ نہ پاکر بہت حیران ہوا۔ بن مانس چند منٹ اِدھر اُدھر پھرتا رہا پھر جھومتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ ٹارزن جلدی سے درخت سے اترا تاکہ ارسلون دُور نہ نکل جائے منکو بھلا پیچھے رہنے والا کہاں تھا وہ بھی فوراً ٹارزن کے کندھے پر آ بیٹھا۔ اور ٹارزن کی نگاہیں ارسلون کو ڈھونڈھنے لگیں۔

ارسلون کا دُور دُور تک کوئی نشان نہ تھا وہ

ٹارزن درختوں کی ٹہنیوں اور پتوں کو دیکھ کر اندازہ لگا لیتا
تھا کہ یہاں سے ابھی کوئی انسان یا جانور گزرا ہے۔ ٹارزن
نے چند قدم آگے بڑھائے تھے کہ اسے عقب سے کسی
کے کراہنے کی آواز آئی۔ ٹارزن فوراً پلٹا۔ ایک درخت
کے ساتھ جھاڑی میں ارسلون بے ہوشی کے عالم میں
پڑا کراہ رہا تھا۔ ٹارزن کے ذہن میں فوراً یہ بات آئی
کہ ارسلون یقیناً بن مانس کو دیکھ کر بے ہوش ہوگیا ہے۔

اس نے ارسلون کو ہلایا جلایا لیکن ایسا معلوم
ہوتا تھا کہ بڑھاپے اور تھکاوٹ کی وجہ سے خوف نے
اس پر بہت زیادہ اثر کیا ہے۔ ٹارزن اب مزید
نہیں رکنا چاہتا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ بادشاہ شاگونا
اس کا بے چینی سے انتظار کر رہا ہوگا۔ ٹارزن نے ارسلون
کو کندھے پر اٹھایا اور تیزی سے منزل کی طرف روانہ ہوا۔
اس نے دریا بھی اسی طرح عبور کیا۔ اس کے باوجود
ٹارزن کے چہرے سے یہ ظاہر نہیں ہوتا تھا کہ وہ کسی
قسم کی تھکاوٹ محسوس کر رہا ہے۔ اب سانگا بستی
زیادہ دور نہ تھی۔

بستی پہنچنے سے پہلے ارسلون کو ہوش آگیا
وہ اپنے آپ کو ٹارزن کی گرفت میں دیکھ کر بہت

گھبرایا۔ ادھر شریر منکو کا بستی میں پہلے پہنچنے سے سب
کو ٹارزن کی آمد کی اطلاع مل گئی۔ اس لئے سردار شوشو
کانگا، بادشاہ شاگونا، اس کا بیٹا، شہزادی سانو اور شہزادی
کے علاوہ دوسرے جنگلی استقبال کے لئے تیار تھے۔ بادشاہ
شاگونا پر نظر پڑتے ہی ارسلون فوراً اس کے پاؤں
میں گر پڑا اور گڑگڑا کر اپنی جان کی بخشش مانگنے لگا۔

شہزادہ سانو جس کی آنکھیں ارسلون کو دیکھ کر
غصے سے سرخ ہوگئی تھیں۔ اس نے چاہا کہ بڑھ کر
اسے جان سے مار دے۔ بادشاہ شاگونا نے اسے روکتے
ہوئے کہا "شہزادے! اس نے معافی مانگ کر جب اپنے
ظلم کا اعتراف کر لیا ہے۔ ہمیں اسے معاف کر دینا چاہیئے۔
لیکن خدا کو اس لالچی اور ظالم کا زندہ رکھنا منظور نہ تھا
اچانک اوپر درخت سے ایک سیاہ رنگ کا بہت بڑا
اژدھا پھن پھیلائے ارسلون پر آ گرا۔ ارسلون کے
منہ سے نکلنے والی چیخیں بڑی دردناک تھیں۔

اس کے سر سے شاہی تاج نیچے آ گرا، لیکن
تاج کے زمین پر پہنچنے سے پہلے کمال پھرتی سے منکو نے
تاج پکڑ لیا اور اسے اٹھا کر بادشاہ شاگونا کے سر پر
رکھ دیا۔ اس کی اس بات نے تو سب کو حیرت زدہ کر

دیا۔ اور منکو کی عقلمندی پر عش عش کر اٹھے۔

اس سے پہلے کہ ٹارزن یا کوئی اور ارسلون کو اژدھے سے نجات دلانے کی کوشش کرتا سانپ زور سے پھنکارا اور پلک جھپکتے میں اس نے ارسلون کو گردن پر کھاٹ کھایا۔ ارسلون چیختا ہوا دھڑام سے گرا اور چند لمحوں میں اس کی لاش سانپ کے زہر سے سیاہ ہوگئی۔ ارسلون کی موت بڑی عبرت ناک تھی۔ بادشاہ شاگونا نے ٹارزن کو گلے لگا لیا اور اس کا شکریہ ادا کرنے لگا۔

ٹارزن نے کہا اس میں شکریہ کی کوئی بات نہیں۔ انسانی ہمدردی کے تحت جو کچھ میں نے کیا ہے وہ میرا فرض تھا۔ بادشاہ شاگونا نے کہا "ٹارزن میں چاہتا ہوں کہ تم میرے ملک کے سپہ سالار کا عہدہ قبول کر لو۔ ٹارزن نے مسکراتے ہوئے کہا نہیں میں اپنی دنیا میں بہت خوش ہوں۔ دوسرے دن تمام لوگ شی گالیہ روانہ ہوئے۔ آخر میں بادشاہ شاگونا نے گھوڑے پر سوار ہوتے ہوئے ایک بار پھر ٹارزن کا شکریہ ادا کیا۔ اس وقت منکو بھی موجود تھا اور پچھلی ٹانگوں پر کھڑے ہو کر اس طرح چل رہا تھا جیسے یہ کارنامہ اسی نے انجام دیا ہو۔

ختم شد



بچوں کے لئے ایک دلچسپ کہانی

عمرو پاتال نگری میں

مصنف ظہیر احمد

عمرو عیار جو اچانک پاتال نگری میں پہنچ گیا جہاں تاریکی ہی تاریکی تھی۔

عمرو عیار جس نے اندھیرا دور کرنے کے لئے زنبیل میں سے شب چراغ ہیرا نکال کر روشنی کی تو اچانک اس کے جسم میں آگ لگ گئی۔

شاکار جادوگر جو پاتال شہزادی کو اغوا کر کے لے گیا تھا اور اسے ہلاک کرنے کے لئے عمرو عیار نے پاتال شہزادے سے دس لاکھ اندھے ہیرے مانگ لئے۔

اندھے ہیرے جو سیاہ پتھروں جیسے تھے مگر سورج کی روشنی میں اچانک ہیروں کی طرح روشن ہو گئے۔

☆ عمرو عیار نے شاکار جادوگر کو کیسے ہلاک کیا۔ کیا وہ شاکار جادوگر کی قید سے پاتال شہزادی کو رہائی دلا سکا۔ یا ؟

ایک نئی حیرت انگیز کہانی
آج ہی اپنے قریبی بک سٹال سے طلب فرمائیں

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان



❊ بچوں کے لئے دلچسپ کہانی ❊

جادو دیس کا جادوگر

مصنف ظہیر احمد

ہاکون جادوگر جادو دیس کا ظالم جادوگر جس نے شہزادی کنول کو ایک درخت میں قید کر دیا تھا۔

صائم لکڑہارے کا بیٹا جو شہزادی کنول کو درخت کی قید سے [illegible] ہاکون جادوگر سے ٹکرا گیا۔

جادو دیس جہاں قدم قدم پر صائم پر طلسمی حملے کئے گئے۔

جادو جنگل جہاں صائم کو اڑنے والے شیر کا مقابلہ کرنا پڑا۔

جادو طلسمات پر مبنی انوکھی اور حیرت انگیز کہانی جسے آپ بار بار پڑھنے پر مجبور ہو جائیں گے

شائع ہو گئی ہے

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال سے طلب فرمائیں

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان


چھن چھنگلو
اور مکار بڑھیا





چلوسک ملوسک سیریز میں انتہائی دلچسپ ناول

چلوسک ملوسک اور ٹارزن

مصنف مظہر کلیم ایم اے

- چلوسک ملوسک اور دیوزاد ڈمبالو ٹارزن کے جنگل میں
- ٹارزن نے ان کو اپنے جنگل سے فوری نکل جانے کا حکم دے دیا۔
- ڈمبالو نے ٹارزن کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ پھر کیا ہوا؟
- ڈمبالو اور ٹارزن کی خوفناک چیلنج لڑائی۔
- ناقابل تسخیر ٹارزن اور دیوزاد ڈمبالو میدان میں کود پڑے۔
- کیا ناقابل شکست ٹارزن، دیوزاد ڈمبالو سے شکست کھا گیا؟

انتہائی دلچسپ انتہائی خوفناک اور انتہائی پراسرار ناول

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال سے طلب فرمائیں

شائع ہو گیا ہے ....

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان



آنگلو بانگلو کی انتہائی دلچسپ اور قہقہہ آمیز کہانی



آنگلو بانگلو اور کالی غار

مصنف — مظہر کلیم ایم اے

- وہ کالی غار کتنی گہری تھی؟
- کیا اس کی کوئی تہہ بھی تھی یا نہیں؟
- آنگلو بانگلو کا اس غار میں گر کر کیا انجام ہوا؟
- آنگلو بانگلو اس خوفناک غار میں گر کر کہاں پہنچ گئے؟
- کسی نئی دنیا میں یا موت کی وادی میں؟
- کیا آنگلو بانگلو شادی کرنے کی حسرت دل میں لئے ہی مر گئے؟

انتہائی دلچسپ، حیرت انگیز اور دلکش کہانی

شائع ہو گئی ہے

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال سے طلب فرمائیں

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان